

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224311

UNIVERSAL
LIBRARY

بارہویں جلد

1952

سلسلہ ثانی

فنانہ لندن

Checked 1965

ترجمہ سٹر آف لندن
مصنفہ

۶۱۱ م ۶

ماریج ویلیو ایلم ریٹرنلڈس



ترجمہ
تیرتھ رام فیروز پوری

پبلشرز
لال برادر

۷ پارسنز روڈ ٹولکھا لاہور

اشاعت ثانی

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ اجلدوں میں

از منشی تیرقہ رام صاحب فیروز پوری

مینا لکس کے ناولوں میں سبک دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول ہی ہے
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے درمیان معین کئے ہیں اور دونوں جوان ایک ہی وقت
میں ان دو شرکوں پر ایک ہی منزل مقصود کا مہیا بنی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گزار اور
پر شور مقامات سے گزرتی ہے مگر اس کے کنارے جا بجا آسانی فرود گاہیں موجود ہیں۔ دوسری
سیدھی دھڑلوان اور نیلا ہر شاو اب بگ چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے مصنف یہ
دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے
میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص چارٹہ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت
کیر کر مثال کئے گئے ہیں کہ انسان پر حیرت ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شرف کر کے ختم کئے
بغیر طبیعت کے معین نہیں آئے غضب کا دل فریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شہستہ
طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی گناہ اور پاکبازی، ظلم و انصاف، حق و باطل کے مینار حیرت خیز نظریے پیش کئے ہیں۔
اس کتاب کا قصبہ بڑی قیمت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر جگہ سے اہل عبارت کے مطابق ہے مگر ہر
ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ ریکٹرڈ سندھ اور شہودی وصول ہوئی ہیں۔

صفحات ۴۴۴ صفحوں سے زیادہ قیمت ۵ روپے ۵۰ محض ٹاک الگ۔
مجاہد اے بی بی طبع کیا جاسکتا ہے جس کی قیمت ۵ روپے ۵۰ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ روپے ۵۰ محض ٹاک
لالہ بہادر حسن، پاپا شہر روڈ ٹوٹو کھانا لاہور

سلسلہ ثانی

بارہویں جلد

فنائن لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

۱۹۲۲ء

لال برادر س

پرائنٹرز و ڈیزائنرز لاہور

دیش ٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بھارم سنگھ پرنٹ چھاپا

دقیق محفوظ

قیمت ۲۰۰

اشاعت ثانی

فہرست مطالب

صفحہ	باب	تعداد
۱۳۱/۶	باب ۱۱ - چھٹی کاپی پر عمل	۱
۱۳۱/۷	باب ۱۲ - اورنگزیہ کی اصلاح کا مشکور سوال	۱
۱۳۱/۸	باب ۱۳ - استغفری مینا اور وند ویت	۱
۱۳۵/۳	باب ۱۴ - اورنگزیہ کا وار	۱
۱۳۵/۸	باب ۱۵ - چھٹی کاپی پر عمل	۱
۱۳۶/۷	باب ۱۶ - استغفری مینا کی ترقی	۱
۱۳۸/۷	باب ۱۷ - تین دن بعد	۱
۱۳۹/۷	باب ۱۸ - عدالت دیوانہ حسین	۱
۱۴۱/۱	باب ۱۹ - عدالت دیوانہ حسین - ۳	۳

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

پارہ صیہیں جلد

حبشی کا طریق عمل

باب ۱۱۱

اب آپ یوں سمجھ لیجئے کہ ان واقعات کو جن کا ذکر گذشتہ باب میں کیا گیا ہے۔ ایک ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ گویا قیدیوں کو نہ خانہ میں زیر حراست آئے اور نہ کچھ توجہ ہو سکتی۔ رات کے نو یا دس بجے کا عمل تھا۔ اور حبشی اپنے کمر میں بیٹھا اپنے غلیظ روپہ دیکھ رہا تھا کہ اسے میں قیدی۔ ڈاکٹر لیسڈ کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوا۔

حبشی نے ڈاکٹر سے مصافحہ کر کے کہا کہ تم باخیر و تشریف رکھئے۔ میں قیدی کے ہاتھ کھیرن کی بول نہ گا تاہوں جیسے آپ بہت پسند کرتے ہیں میری خوش آئند ہی ہے۔ کہ اسے آپ کو کھنڈہ دو گھنٹہ تک کی وضاحت ملی۔ میں جیسے و ضروری معاملات کو ذرا تفصیل کے ساتھ آپ کے درجہ پیش کرنا چاہتا تھا۔۔۔

تمہیں نے آپ کا مطلب سمجھ لیا۔ ڈاکٹر نے خوش مزاجی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ آپ کا غرض امید ہے بڑھ کر قابل عمل ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن میں ساری تفصیلات سن کر ہی اپنی رائے ظاہر کروں گا۔ یہ ذکر شروع کرنے سے پیشتر میں عرض کروں کہ جس مریض کی حالت میں برائیاں لگیا کرتا تھا۔ جہاں مجھے ڈیڑھ مہینہ لگ گیا۔ وہ اب پورے طور پر شفا یاب ہو چکا ہے۔

جشی کہنے لگا۔ مجھے اس خوشخبری سے بہت مسرت حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا اس مریض کے علاج میں ملک کے سارے طبیب عاجز ثابت ہوئے ہیں۔ ان حالات میں آپ کی کامیابی اور بھی زیادہ مبارک باد کے قابل ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی شہرت اگرچہ پہلے ہی کچھ کم نہیں۔ مگر اس امید کرتا ہوں کہ اس واقعہ سے اس میں چار چاند لگ جائیں گے۔

ڈاکٹر نے کہا۔ دوست میں زمانہ ماضی کے کسی ناگوار واقعہ کی یاد تازہ کرنا تو نہیں چاہتا مگر اتنی اطلاع ضرور دیتا ہوں کہ اس علاج میں بھی برقی قوت کے ذریعہ ہی کامیابی حاصل کی گئی ہے لیکن وہ جلدی ہی اس انداز سے معاملہ کا نسخہ پلٹ کر گویا کسی نئے واقعہ کا ذکر ہے ہرگز منظور نہ تھا کہنگے لگا۔ قیاسہ ہم اصلی معاملہ کی طرف رجوع کریں۔ آپ کو معلوم ہے۔ میں لندن سے بہت کم باہر جاتا ہوں۔ لیکن اس مرتبہ غیر معمولی حالات میں مجھے ڈیڑھ ماہ باہر رہنا پڑا۔ وہاں آپ واپس آکر اپنے دوستوں میں سب سے پہلے آپ ہی سے ملا ہوں۔ دن بھر بعضوں میں پھرتا رہا۔ اب نئے وقت ملی۔ تو میں نے سوچا۔ باقی عجیب سے ملتے سے بیشتر وہ گھنٹے آپ کو دوں۔ میرے خیال میں آپ نے مجھے بہت سی نئی خبریں سنانی ہوں گی۔

جشی کہنے لگا۔ یہ خبریں زیادہ تو اس مکان میں میرے اپنے ہی معاملات کے متعلق ہیں۔ مگر آپ کو فائدہ مند ہوگا کہ ارل نے اس قدر سے شادی کی دیکھا است کر دی ہے۔۔۔ لیسڈر قلع کام کر کے کہنے لگا۔ ہاں اس کا تو مجھے علم ہے۔ کیونکہ ان کا رشتہ میرے لندن سے پرانے جاننے سے دو تین ہفتہ پیشتر ہی قائم ہو گیا تھا۔ لیکن میری رائے میں غالباً ارل کو اب تک اس مابت کا علم نہیں۔۔۔

”کہ میں کیا کر رہا ہوں۔“ جشی نے ڈاکٹر کے فقرہ کو دہرایا کرتے ہوئے کہا۔ جی ہاں آپ کا خیال درست ہے۔ اور وہ ان حالات سے اب تک بے خبر ہیں۔ لیکن امید ہے کہ وہ وقت جلدی ہی آجائے گا۔ جب انہیں سارے حالات سے باخبر کر دیا جائے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس وقت وہ مجھے ان معاملات کے لئے قابل ضمانت سمجھیں گے۔

”مگر نہیں۔“ لیسڈر نے زور دیا۔ ”جی ہاں۔“ ”کیا پوچھتے تو ارل اپنی جان کے لئے نہیں تو اپنی اہل و عیال کے لئے ضرور آپ کا ممنون احسان ہے۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے

اپنے استقام کو پورا کرنے کی خاطر وہ بد معاش اولڈ ڈیو کی کچھ نہ کر گذرتا۔ "بھڑا کٹر نے اور زیادہ خشمگین ہو کر کہا۔ مجھے یقین ہے وہ شیطان ازل کے دل کو جو جرح کرنے کے لئے خلق میں استغور اور فیاض منقش لایڈی ہیٹ فیلڈ کے ساتھ انتہائی بدسلوکی سے باز نہ رہتا۔"

جوشی کہنے لگا۔ آپ سچ فرماتے ہیں۔ وہ بہت ہی برا آدمی ہے۔ مگر اس کے باوجود مجھ کو اس کی اصلاح سے قطعی طور پر پانیسی نہیں ہوئی۔

"اصلاح! ڈاکٹر نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ میرے نزدیک تو اس کی اصلاح اسی قدر غیر ممکن ہے۔ جیسے شیطان کی۔ لیکن میں نہیں چاہتا۔ آپ کی کیفیت سننے سے پیشتر کوئی دے قائم کروں۔ ہاں یہ بتائیے۔ آپ کو اس شخص سٹرانسز کا کچھ حال معلوم ہوا؟"

جوشی کہنے لگا۔ جی ہاں چند دن گذرے۔ روزنامہ کی طرف سے استغور کے نام ایک جھٹی موصول ہوئی تھی جس میں لکھا تھا۔ کہ میں اور میرا والد سٹورڈ لینڈ کو جارہے ہیں۔ یہاں ہمارا ارادہ کسی تنہا مقام پر سکونت اختیار کرنے کا ہے۔ ٹھکانہ بالکل دل شکستہ اور بے حوصلہ ہو چکا ہے۔ اور روزنامہ نے لکھا ہے کہ میری دے میں ان پریشانیوں کے علاوہ جن کا مجھے علم ہے۔ کوئی اور پوچھنا شیدہ فکر اس کی جان کی گھمار رہا ہے۔

"اور آپ کے لئے لازم جیفیریز کا کیا خیال ہے؟" لینڈ نے دریافت کیا۔

جوشی کہنے لگا۔ آپ کی مرتبہ تعلقات سیکینی میں کسی سرینس کو دیکھنے جائیں۔ تو میرا سٹریٹ میں پندرہویں کی سب سے بڑی دکان پر آپ کو جان جیفیریز کے نام کا بورڈ لگا ہوا نظر آئے گا۔ وہ میرے ماں حرف چند یوم رہا اور اتنے عرصہ میں ہوا اس کی کامل طور پر اصلاح ہو گئی۔ گذشتہ روزانہ کے عرصہ میں میں نے اس کی دکان داری اور اسے تقال کا کئی طریقوں پر امتحان کیا۔ اور میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس شخص کی بہتری کی بقیہ بہت سی امیدیں ہیں۔ بہر حال اسے دکاندار اور مشرعب بننے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس نے ایک مشہور دکان جس کے منتخب ولٹن نے پہلے معلوم کر لیا تھا۔ کہ اس کا بار بار ہر طرح نفع بخش ہے خریدی ہے۔

ڈاکٹر نے پوچھا۔ بھلا ان دنوں میں آپ نے ہمارے دوست سر سٹورڈ لینڈ کی طبی کوئی خبر سنی؟ یہ سوال پوچھتے ہوئے ڈاکٹر نے اختیار ہنسنے لگا۔

حیثی نے بھی سکڑا کر جواب دیا۔ تھے اس سے اس وقت کے جد ملنے کا موقع نہیں ہوا۔
 جب اس قابل یادگار دن کو اس نے اسی کمرہ میں مجسٹریٹ کے فرالٹن سر انجام دیتے تھے۔ مگر
 اس واقعہ نے اس کا رمانچ بیان کیا۔ پھر اویا ہے۔ کہ اب وہ اپنے آپ کو فوق البشر سمجھنے
 لگا ہے۔ آج ہی سچ کے اخبار میں مجھے ایک اشتہار نظر آیا۔ جس میں لکھا تھا۔ سر کر سٹوڈر
 ہسٹل کے سراج ٹکری اور معاصرہ حالات غریب کتابی صورت میں شائع ہوں گے۔ اس
 کتاب کا مصنف جیریمیا بلک پیٹل اسکوار کوئی شخص ہے۔ یہ بھی لکھا تھا کہ اس
 میں بہت سی تصاویر دی گئی ہیں۔ (در ایسی خط کو کتابت بھی درج ہے۔ جو سر کر سٹوڈر
 ہسٹل اور بسس عہد کے مشاہیر کے درمیان جواب دہہ نہیں ہوتی رہی۔)
 ڈاکٹر کہنے لگا۔ مجھے یقین ہے کہ اس اشتہار کو پڑھ کر آپ ہنسنے تو ضرور ہونگے۔ مگر
 ایلو قیصر شراب کی بوتل لٹ کر آگئی۔ مگر اس نے دیر بہت لگائی۔
 اس کے لیے کچھ عذر پیش کرتے ہوئے بوتل اور گلاس میز پر رکھ دیئے اور خود باہر
 چلا گیا۔

ڈاکٹر اخوانی شراب گلاس میں ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔ چاہا اب آپ معاملہ کی
 طرف آئیے۔

حیثی نے کہا۔ سب سے پہلے میں آپ سے اپنے ہر قیہ دیوں کو یاد کر رہا ہوں۔ یا اویا سمجھو
 کہ اس انتظام کا جرم میں نے ان کی اصلاح کے لئے اختیار کیا۔ میرا عقیدہ رہتا رہتا ہے یہ
 تھا کہ بڑے آدمیوں کو ان کے خیالات کی وساطت سے ذاتی اصلاح کا موقع دینا چاہی
 میں سمجھتا تھا۔ کہ مجرموں کی اصلاح کے لئے کتابی کافی ہے۔ کہ انہیں ہر رات ایسی حالت
 میں رکھنا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے واقعات پر کبھی طرح غور کر سکیں اور اس کے
 بعد انہیں دن کی روشنی سے محروم نہ رکھا جائے۔ لیکن معلوم ہوا کہ رات کو انسان کے
 دل میں اپنے بڑے افعال پر غور کتنی ہی پشیمانی ہو۔ مگر جب دن نکلتا ہے۔ اور انسان پر
 اپنی مصروفیت میں لگ جاتا ہے۔ تو اس وقت ہر قسم کی پشیمانی کا فر ہو جاتی ہے اور
 وہ پھر اتنا ہی بڑا ہو جاتا ہے۔ جیسا یوم گذشتہ کو تھا۔ دن کی روشنی میں کسی نہایت
 گہوار اور مجرم شخص کو بھی اپنے خیالات کا خوف نہیں ہوتا۔ مگر رات کی تاریکی میں یہ
 خیالات مختلف صورتیں اختیار کر کے نظروں کے سامنے آتے اور اسے پریشان کرنے

ہتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ چرے خیالات کو دل سے ہٹانے کے لئے رات کا وہ تاریک و قفسہ جو قدرت نے قائم کیا ہے۔ کافی نہیں۔

”خوب ڈاکٹر نے کہا میں آپ کی دلیل کو خوب سمجھتا ہوں۔“

جبشی نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: ”اہی خیالات کو پیش نظر رکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی بڑے شخص کے خیالات کو اس کا ذریعہ اصلاح بنانے اور اس کی اصلاح اور شبہائی کو دائمی اثر دینے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ رات کی تاریکی کا عنصر غیر معمولی طور پر ظاہر کیا جائے۔ دلیل یہ تھی کہ اگرچہ گھنٹوں کی رات کی تحریم کے دل میں بچھا اثر پیدا کر سکتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ کئی ہفتوں کی طویل رات غیر معمولی نتائج پیدا کرے۔ اور وہ نتائج آخر کار موجب اصلاح نہ ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ تجربہ ان چھ فیو یوں پر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس میں مجھے جس حد تک کامیابی ہوئی۔ اس کا اندازہ آپ میرے بیان سے خود کر سکیں گے۔“

”تکے جائیے۔“ ڈاکٹر نے کہا۔ ”میں آپ کی گفتگو کو دلچسپی سے سن رہا ہوں۔“

جبشی پورا میں نے ان چھ فیو یوں کو پہلے جدا جدا کمروں میں بند کر دیا تھا۔ اور ان میں سے کسی کو بھی روشنی دیا نہ کی گئی۔ ہر ایک کو وہ میں ساوہ اور معمولی اسباب تسائش دیا گیا۔ اور شام کے وقت ان میں سے ہر ایک کو اپنی خوراک دے دی جاتی تھی۔ جو جو میں گھنٹوں کے لئے کافی ہو۔ انہیں یہ بھی تم دیا گیا کہ وہ ہفتہ منہ دھو کر صاف تھوڑے رہیں۔ ورنہ انہیں گوشت دیا کرنا بند کر دیا جائے گا۔ اس چکی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس حکم کی پورے طور پر تعمیل کی۔ ہفتہ میں دو ہی چیز تھیں۔ سرد قیدیوں کا حفظ بنانا و تباہی۔ اور ہفتہ میں دو بار ہی انہیں کھانے کے لئے کھڑے کیا گیا۔ تھے۔ چونکہ رات پر اس برسات کا زیادہ مضر اثر پڑ سکتا تھا اس لئے میں نے یہ انتظام کیا۔ کہ وہ ہر روز دو گھنٹے کو کھڑی کے باہر متوقف رہتے۔ یہ چل کر آئی کر لیا کر۔۔۔ مگر وٹن اس بات کی نگرانی رکھتا تھا۔ کہ وہ کسی قیدی کے ساتھ بات نہ کرے۔ یہاں تک۔ تو میری تجاویز کا عام خاکہ تھا۔ اس میں ہر ایک

قیدی کے جداگانہ حالات کی طرف آتا ہوں۔

ڈاکٹر نے اپنی کرسی جیسی کے قریب پہنچ لی۔ اور اس کے بیان کو غور کے ساتھ سننے کے لئے تیار ہوا۔

جیسی سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا۔ شب سے پہلے جس شخص نے اپنے بڑے افعال پر پیشانی کا انہار کیا۔ وہ ڈاکٹر مارش تھا۔ میں نے اس کے لئے ایک طویل مدت کی سی تاریکی کا انتظام کیا۔ جس میں وہ ہر وقت بحالت تنہائی رہتا تھا۔ سوائے اُن اوقات کے جب میں یا میرے آدمی معینہ اوقات پر اسے دیکھنے جاتے تھے۔ وہ اسے برداشت نہ کر سکا۔ اس سانسے عرصہ میں وہ بوجہ تنہائی اپنے ہی خیالات میں محو رہتا تھا۔ اور چونکہ اس کمرہ میں جہاں وہ بند تھا۔ دن کی روشنی بالکل غل نہ ہوتی تھی۔ اس لئے ایک مسلسل رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شدید اثرات جو اس کے خیالات کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ بدستور قائم رہتے تھے اس طرح ہر رفتہ رفتہ اسے اپنی غلطیوں کا احساس ہونے لگا۔ اور آخر کار ایک دن جب اس کے نفسی خیالات ناقابل برداشت ہو گئے۔ اور ہر وقت خوفناک تصورات اس کے ذہن میں قائم رہنے لگے۔ تو اس نے بحالت مجبوری دعا کی۔ اس کے بعد جب میں اس سے ملا۔ تو وہ کہنے لگا کہ مجھے دعا کرنے سے کسی حد تک تسکین حاصل ہوئی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کئی بار دعا کروں۔ اگرچہ خیالات کی پراگندگی سے مجبور ہوں۔ میں نے سمجھا۔ یہ ایک ایسا موقع ہے۔ جب اس شخص کو راہ راست پر ڈالنا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس وقت میں نے اس سے کہا۔ کہ میں تمہیں پڑھنے کے لئے کوئی کتاب دے سکتا ہوں۔ میں نے اس کے سامنے ایک ناول اور انجیل کی ایک جلد پیش کی۔ مگر اس نے فوراً ہی انجیل کو ماتھے میں لیا۔ اگر وہ پہلے ہی ناول کا مطالبہ کرتا تو میں سمجھتا۔ یہ شخص محض تفریح کا خواہشمند ہے۔ اس صورت میں میں اسے نہ تو روشنی مہیا کرتا اور نہ کوئی کتاب دیتا۔ اور یہ سمجھتا کہ ابھی اس کے لئے امتحان کو کچھ اور عرصہ دے کر رہے۔ اور اسے بدستور تاریکی میں رکھتا۔ خیر اس روشنی کے انتظام سے ڈاکٹر مارش کو انجیل پڑھنے اور دعا کرنے کا موقع مل گیا۔ لیکن یہ بھی میں جانتا ہوں کہ ہر وقت مسلسل طور پر انجیل ہی پڑھتے رہے۔

سے طبیعت میں مخمونا نہ اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ایک انجیل پڑھی گیا سو فون ہے۔
 میں جاتا ہوں بھی مذہبی کتابوں کا مسلسل مطالعہ کسی نیک شخص کو بھی وہی بنا دیتا
 ہے۔ چنانچہ جب میں نے اسے افسردہ صورت ہوتے دیکھا۔ تو پھر اسے ایک سفر آ
 پڑھنے کو دیا۔ اس تبدیلی مطالعہ نے اسے مفرح کر دیا۔ مجھے امید سے زیادہ
 تیزی کے ساتھ اس کے مزاج میں اصلاح ہوتی نظر آئی۔ ان ملاقاتوں کے دوران
 میں نے اس کی کئی طریقوں پر آزمائش کی۔ امدد کئی سوالات اس قسم کے پوچھے
 جن کے دو گونہ جوابات ہو سکتے تھے۔ ایک جو سچے دل سے مئے گئے ہوں۔
 اور دوسرے ریاکاری کے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان سوالات میں اس قسم
 کی ترغیب شامل ہوتی تھی۔ کہ اگر جواب ریاکاری پر مبنی ہوا۔ تو قیدی کو رہا
 کر دیا جائے گا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اس کے جوابات ہمیشہ راستی اور نیکالی
 پر مبنی ہوتے تھے۔ بند تاج میں نے اسے اس قسم کے ناول پڑھنے کو دیئے مثلاً
 "وکار آف ویفیلڈ" "پال اینڈ ورجینیا" "الزبتھ یاجلا وطنان سا بریا"۔ مگر وہ سفر آ
 اور مشاہیر کے سوانح عمری کے مطالعہ کو ہی ترجیح دیتا رہا۔ چنانچہ اس شخص کی
 حراست کے ڈیڑھ ماہ بعد جب مجھے اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ وہ بالکل صلاح
 پذیر ہو چکا ہے۔ اور دیانتداری کی روزی کمانے کو آمادہ ہے۔ اس وقت میں
 نے اسے اس تاریک کوٹھری سے نکال کر بالائی منزل پر ایک کمرہ میں رکھا حقیقت
 میں وہ اب بھی ایک قیدی کی حیثیت میں تھا۔ کیونکہ اگر وہ فرار ہونے کی کوشش
 کرتا۔ تو وہ شخص جنہیں میں نے درپردہ اس کی نگرانی کے لئے متعین کر رکھا تھا
 اسے ضرور روک لیتے۔ لیکن اگرچہ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں باطل آزاد ہوں
 اور کوئی شخص میرا نگہاں نہیں۔ تاہم اس نے کبھی اس آزادی سے فائدہ اٹھا کر
 فرار ہونے کی کوشش نہیں کی۔ اس طرح پر سارے حالات اس شخص کی حمایت
 میں ثابت ہوتے رہے تھے کہ آخر کار پرسوں رات میں نے اسے اپنے ایک ملازم
 کے ہمراہ پورٹسمتھ کو بھیج دیا۔ جہاں سے وہ اکٹھے جریزہ الڈنی کو روانہ ہو گئے
 اس جگہ ٹڈ مارش تھوڑے سر پایہ سے جو اس کے لئے مہیا کر دیا گیا ہے۔ اپنا
 کاروبار شروع کر دے گا۔ میرا ملازم اس کے پاس چسندہفتے یا شاید چند مہینے

بطور کہ اس کے طرز عمل کی نگرانی کرتا رہے گا۔ اگر اس عرصہ میں اس نے کسی برائی کی رغبت ظاہر نہ کی۔ اور اس کی طرف سے استقلال کا ثبوت ملتا رہا۔ تو ہم سمجھ لیں گے کہ ایک ایسے مقام پر جہاں اس کی راہ میں کوئی بری ترغیب موجود نہیں۔ اس کا دوبارہ جگڑنا کم و بیش غیر ممکن ہے۔

اور یہ تمام حیرت انگیز اصلاح آپ کی فقط دو ماہ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر نے تعجب اور تعریف کے لہجے میں کہا۔ معاملہ اتنا عجیب ہے کہ باوی النظر میں ناقابل یقین نظر آتا ہے۔

حبشی بولا۔ اب ذرا دوسرے شخص کی کیفیت سنئے۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ میرا طریقہ کس قدر اصلاح بخش ہے۔ میں اب شہر اور منسربنس کا ذکر کرنا ہوں مرد کو تو میں ہمیشہ فطرتاً شریر النفس ہونے کی بجائے بیوقوف اور زن مرید سمجھتا رہا ہوں۔ چنانچہ تاریکی میں رہنے کی چند ہی دن بعد جب اس نے خوف کی علامات کا اظہار شروع کیا۔ تو میں نے اس کے لئے لمپ اور انجیل ہتیا کر دی۔ یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ وہ صرف چار دن کے عرصہ میں اصلاح پذیر ہو گیا۔ اس کی بیوی نے پشیمانی کی سب سے پہلی علامت یہ ظاہر کی۔ کہ کہنے لگی مجھے چند منٹ کے لئے اپنے شوہر سے گفتگو کر لینے دو۔ خواہ یہ گفتگو کوٹھڑی کے دروازہ میں بنے ہوئے رنڈ کے ذریعہ ہی ہو۔ میں نے حکم دیا کہ اس عورت کی درخواست منظور کی جائے اور مجھے معلوم ہوا کہ اس رعایت سے اسے بہت تسکین اور آسائش حاصل ہوئی اس کے دوسرے دن میں نے اسے رنڈ کی راہ سے ہی نصف گھنٹہ کے قریب گفتگو کا موقعہ دیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس وقت اس نے اپنے شوہر سے اس سختی اور بدسلوکی کے لئے جو وہ اس سے کیا کرتی تھی۔ معافی مانگی۔ کئی دن تک اس تم کی مختصر گفتگو کا موقعہ دیا جاتا رہا۔ اور انہی اوقات میں سے ایک موقعہ پر ٹولی بننے جس کے کمرے میں لمپ تھا۔ وہ اپنی بیوی کو جو باہر کھڑی تھی۔ انجیل کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ وہ اسے غور سے سنتی رہی۔ اور اس نے اس عبارت کو جس توجہ سے سنا۔ اس سے یقین ہو گیا۔ کہ اگر اسے بھی روشنی اور انجیل میا کی جلائے۔ تو وہ بے جا نہ ہوگا۔ اب اسے تین ہفتے مسلسل خدمت

میں گزر چکے تھے۔ اور اس سارے عرصہ میں اسے توڑی دیہتہ خانہ کے مسقف دروازے میں ٹہلنے کے سوا یا ہنر کھانے کا کوئی اور موقع نہ دیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب یقین کیجئے ایک عورت کو اس قدر سخت سزا دینے سے میرے اپنے دل کو تکلیف اور بے چینی تھی۔ لیکن میں نے دیکھا کہ گناہ اور جرائم کی کثرت نے اس کے دل کو پتھر بنا رکھا ہے۔ اور طویل عرصہ تاریکی ہی اس پر کوئی مسفید اثر پیدا کر سکتا ہے۔ آخر کار جیسا کہ میں نے بیان کیا اسے ایک لپ عیا کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد آج سے قریباً ایک ماہ پیشتر میں نے اسے اس کی درخواست پر اپنے شوہر کے کمرہ میں رہنے کا موقعہ دیا۔ پھر جو میں نے دیکھا تو معلوم ہوا اس کی حالت میں غیر معمولی تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اب یہ عورت بالکل رام ہو چکی تھی۔ اس کی تنہی اور بد مزاجی رفع ہو گئی۔ اور اپنے شوہر سے جھگڑنے کی بجائے وہ اس سے انجیل۔ سفر ناموں اور نصیحت بخش کتابوں کے متعلق جو وہ اسے پڑھ کر سناتا۔ سوالات پوچھا کرتی تھی۔ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں بہتر تعلقات پیدا ہوتے گئے۔ اس عرصہ میں میں نے کئی بار اس کی آزمائش کی۔ چنانچہ ایک دن میرے نوکر ولٹن نے ٹوٹی بنس سے کہا۔ تم چونکہ کمزور نظر آتے ہو اس لئے آج رات کے کھانے میں ایک پلیٹ مرغن غذا کی صرف تھارے لئے مخصوص ہوگی۔ اس کے بعد ولٹن کو ٹھہری سے نکل آیا۔ لیکن دروازہ کے قریب ہی ٹھہرا رہا۔ اس نے سنا کہ بنس اپنی بیوی سے اصرار کر رہا تھا۔ کہ تم بھی اس غذا میں حصہ لو۔ مگر وہ بزدل انکار کر رہی تھی۔ اس معاملہ میں بھی مسٹر بنس نے اپنے سابقہ اثر کا ثبوت دیا۔ مگر ایسے طریق پر نہیں کہ اس کے شوہر کو آزدگی ہوتی۔ اس سے دوسرے دن صبح قریباً ایک ہفتہ پیشتر میں نے ان دونوں کو بالائی منزل کے ایک کمرہ میں منتقل کر دیا جہاں ٹیڈار شس کی طرح یہ بھی اگر چاہتے۔ تو فرار کی کوشش کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی پروا ہی نہ کی۔ کل رات انہیں پھر عارضی طور پر ایک دوسرے سے جدا کر دیا گیا۔ چنانچہ بنس کو سیل ایک آدمی ساتھ لے کر سوئٹسپلن کو روانہ ہو گیا اور آج بالکل مسٹر بنس ہی میرے ایک اور وفادار نوکر ڈیڈنگ اور اس کی بیوی کے ساتھ رہا ہے۔ یہ دونوں اسے ساتھ

لیکر اس چھوٹے سے جزیرہ میں پہنچا دینگے۔ جو گورنسی کے مقابل واقع ہے۔ اور جہاں اس کا شوہر بنس پہلے پہنچ چکا ہے۔ بنس سے میں نے ایک ورزی کی دکان کھلوا دی ہے۔ اور مارڈونگ اور اس کی بیوی چھ ماہ کے قریب اُن کے پاس رہ کر انہیں کاروبار چلانے میں مدد دینگے۔ چنانچہ جو کپڑے وہ تیار کیا کرینگے انہیں مارڈونگ سینٹ کی بندرگاہ میں جو گورنسی کا صدر مقام ہے۔ فروخت کرنے کا انتظام کرے گا۔

ڈاکٹر یہ ساری کیفیت سن کر خوش ہوا اور کہنے لگا۔ میرے دوست آپ نے اس طریقہ میں خوب ہی کامیابی حاصل کی ہے۔ اگر آپ کے اس انتظام کے نتائج واقعی طور پر مغیث ثابت ہوئے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ آپ بنی نوع کے محسن سمجھے جائینگے۔ نیز کہ کسی مجرم کو چند ہفتے حراست میں رکھ کر حالات کے اثر سے اس کی اصلاح کرنا اسے جینا نہ میں ڈالنے اور جرائم کے زہر سے متاثر کرنے یا جہلا وطنی کے افسوسناک طریق سے بہر حال بہتر ہے۔ لیکن مہربانی سے میرے ایک سوال کا جواب دیجئے۔ بالفرض بنس باڈ مارش آپ کے ملازموں کے اقتدار کی پروا نہ کریں اور غیر مشروط آزادی کا مطالبہ کرنے لگیں۔ تو پھر آپ اُن پر کس طرح سے نگرانی کر سکیں گے؟

بیشی بولا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان شخصوں کو جنہیں ابھی نیم قیدی سمجھنا چاہیے اس بات کا علم نہیں کہ میں کون ہوں۔ اپنی پر اسرار گرفتاری اور عجیب و غریب حراست کی وجہ سے ان کے دلوں پر میرے متعلق بہت سا رعب طاری ہے۔ وہ آج تک یہی سمجھتے رہے ہیں۔ اور اب بھی یہ سمجھتے ہیں کہ میرا اُن پر کوئی غیر معمولی اقتدار ہے۔ اور اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو خوف ہی کی وجہ سے وہ میرا مطیع رہنا منظور کریں گے۔ اس طرح پر سر دست ان کا خاموش اور اطاعت پذیر بننے رہنا یعنی ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ وقت آجائے گا۔ جب وہ آزاد کر دیئے جائیں گے۔ اور دیا ستداری کے ساتھ آسائش کی روزی کما سکیں گے۔ اس وقت یہ بات انہیں پورے طور پر ذہن نشین کر دی جائے گی۔ کہ جس کاروبار سے تم روزی کما رہے ہو۔ اور تمہاری عزت کا موجب ہے۔ وہ اسی وقت تک تمہارے ہاتھ میں رہ سکے گا۔

ہے۔ جب تک تم اپنے آپ کو اس کا مستحق ثابت کرو۔ میرا عقیدہ اور خیال یہ ہے کہ جو لوگ جرم کی زندگی شروع کرتے ہیں وہ محض اس لئے اسے جاری رکھے جاتے ہیں۔ کہ پھر ان کے لئے دیانتداری کی روزی کمانا عملی طور پر غیر ممکن ہو جاتا ہے مگر جس وقت وہ جرم کے خوفناک نتائج کو محسوس کر لیں۔ اور اس کے بعد انہیں دیانتداری سے اوقات بسر کی کا موقعہ دیا جائے۔ تو ان میں سے شاید ہی کوئی شخص اتنا بڑا ہوگا جو اپنی مرضی سے دوبارہ بڑی راہ اختیار کرے۔ پس سمجھے امید ہے کہ بنس اور ٹیڈ مارش دونوں حکمت عملی اور آسیایشس ہر دو باتوں کے لحاظ سے دیانتداری کی زندگی کے اس موقعہ کو جو انہیں حاصل ہوا ہے اور جو ان کے لئے ہر طرح سے نفع بخش ثابت ہو رہا ہے۔ ہاتھ سے نہ دینگے۔

ڈاکٹر کہنے لگا۔ میں آپ کی دلیل کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور اگر دس مجرموں میں سے چھ کی بھی اس طریق پر اصلاح ہو جائے۔ تو میں سمجھوں گا آپ کا طریقہ کامیاب ہے۔ لیکن مجھے امید ہے۔ آپ کو اس سے بہت زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔ جتنی نے کہا۔ یقیناً۔ اب ڈاکٹر ٹوٹھی سپلنٹ کا مقصد سنئے یہ وہ شخص ہے جس نے سر سرنی کورٹنی کو قتل کیا تھا۔

ڈاکٹر کہنے لگا۔ اگر اس شخص کی اصلاح میں آپ کو کامیابی حاصل ہوگئی۔ تو میں سمجھوں گا کوئی بھی مجرم آپ کے طریق سے مستثنیٰ نہیں مگر تعمیر کیے ڈاکٹر نے کسی خیال کے زیر اثر کہا۔ مجھے اولڈ ٹیچہ کی نسبت پوچھنا تو یاد ہی نہیں رہا۔ اگر آپ نے اس خوفناک شخص کی اصلاح کر لی تو یہ ایک مجرم ہوگا۔ کیونکہ اسے رام کرنا اتنا ہی غیر ممکن ہے جیسے کسی ارٹوٹا کو سدھانا۔

جتنی نے کسی قدر افسردگی کے لہجہ میں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اولڈ ٹیچہ کے معاملہ میں اسے بھی اپنے طریق کی کامیابی میں مایوسی ہے کہا۔ اب میں تھوڑی دیر میں اسی کا ذکر کروں گا۔ لیکن پہلے آپ اس شخص ٹوٹھی سپلنٹ کے مشق سن لیجئے۔ تعمیر کیے۔ ڈاکٹر بیلز نے کہا۔ میں توجہ سے سن رہا ہوں۔ آپ کی داستان بہت دلچسپ ہے۔ اور اس لئے امید نہیں کہ وہ تمہارے دلالتی ثابت ہو۔

جیستی بولا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ ٹوٹتی سسپلٹ کو باقی قیدیوں کی نہت تاریکی سے زیادہ خوف ہے۔ مقتول بیرونٹ کی روح ہر وقت اسے اپنے سامنے نظر آتی تھی۔ اور اس کے خوف سے وہ خود کشی پر بھی آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس شخص کو مسلسل ایک ماہ تک شب کی تاریکی میں رکھا گیا۔ اور کچھ شک نہیں کہ اس عرصہ میں اس نے نہایت خوفناک ذہنی اذیت برداشت کی ہوگی۔ اس کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ہوا کہ وہ دعا کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور ایسا کرنے سے اسے تسکین بھی حاصل ہوئی۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ اس نے ایک روز رات کے وقت جب میں اس سے ملنے گیا۔ تو گنوارانہ لیکن موثر طریق پر مجھ سے کہا کہ میری دعا کے اثر سے مقتول بیرونٹ کی روح بتدریج نظروں سے غائب ہوتی جا رہی ہے۔ ہر چند کہ میں اس شخص کا ایسے خیالات میں مبتلا ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ تاہم میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہم پرستی کو ترقی دوں۔ چنانچہ میں نے اسے بتایا۔ کہ روح جو تمہیں نظر آتی ہے۔ وہ فقط تمہارے گہم کا خمیر کی پیدا کردہ ہے۔ مجھے یاد ہے۔ قریباً اکتیس دن کے بعد میں نے اس شخص کو روشنی اور انجیل دیا کی۔ اور اس کے بعد اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا۔ جیسا اس سے ہمیشہ مذہب اور مہنس کے ساتھ کیا تھا۔ یعنی اسے بھری اور بری سفر نامے اور اخلاقی کہانیاں پڑھنے کو دیں۔ اس کے لئے وہ بہت شکر گزار ہوا۔ اور نہ صرف ظاہر میں بلکہ حقیقتاً بہت احسان مند نظر آتا تھا۔ میں نے معلوم کیا کہ میرے حسن سلوک کا اس کے خوف دل پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ اس کے بعد چند دن گزرے۔ اس نے میرے سامنے اپنی ابتدائی زندگی کے بعض حالات بیان کئے۔ اور ان سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص محض حالات سے مجبور ہو کر جرم کی راہ پر چلنے لگا ہے۔ اس صورت میں اس کی اصلاح کا کام اور بھی سہل ثابت ہوا۔ کیونکہ جب وہ اپنی سابقہ زندگی پر جو بے گناہی میں بسر ہوئی تھی غور کرتا۔ تو از خود اس کے دل میں افسوس پیدا ہوتا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں نے ہمیشہ کئی موقعوں پر اپنے ساتھی جرم جو ش پٹ لڑکے کے ساتھ افسردگی کے لہجہ میں اس تا سف کا ذکر کیا تھا۔ جو ہر ایک جرم پر پیشہ شخص کو گاہ بگاہ محسوس ہوا کرتا ہے۔ ان سب باتوں سے مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ اس بات کا خواہشمند ہے کہ اسے زمانہ مستقبل میں دیانتداری سے روزی کمانے کا موقعہ دیا جائے۔ اب سوال یہ تھا کہ مجھے

اس کے متعلق کیا کرنا چاہیے۔ جب کبھی مجھے یہ خیال آتا کہ یہ شخص قاتل ہے۔ اور ایک شخص کے خون کا داغ اس کے ہاتھوں سے کبھی مٹ نہیں سکتا۔ نوویں سوچنا اس کی حالت میں اور ڈیڑھ بارش سے مختلف ہے۔ بہت کچھ غور و فکر کے بعد آخر میں نے یہ سمجھا کہ بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ اسے کسی دور دراز ملک میں بھیج دیا جائے۔ جب میں نے یہ تجویز اس کے دربار پیش کی تو وہ بہت خوش ہوا۔ کیونکہ اس نے سمجھا۔ میں اپنا نام تبدیل کر کے دنیا کے کسی اور حصہ میں اپنے دور زندگی کو از سر نو شروع کر کے اپنے قدیم مسکن سے دور اور ناخوشگوار واقعات کی یاد سے بالاتر رہ سکوں گا۔ اور وہاں اس قسم کی ترغیبات بھی موجود نہ ہوں گی جو یہاں اپنی قدیم جگہ سکونت میں پیش آسکتی ہیں۔ اُسے ایک اور خیال یہ بھی تھا۔ کہ میرے لئے نقل مکان کر کے کسی ایسے حصہ عالم میں جانا ضروری ہے جہاں دوست یا دشمن کوئی بھی پہچان نہ لے۔ سارے حالات کو پیش نظر رکھ کر اس نے میری تجویز پر عمل کرنا منظور کر لیا۔ پھر جب وہ اس تجویز کا حامی بن چکا تو میں یہ معلوم کرنے کی فکر میں ہوا کہ میرا کوئی ملازم اس کے ہمراہ سمندر پار جانے کے لئے آمادہ ہوگا یا نہیں۔ خوش قسمتی سے مجھے اس سالہ میں بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ آج ہی علی الصبح ٹوٹتی سپلٹ اور اس کے محافظ کو میں نے یورپ بھیج دیا ہے۔ جہاں سے وہ دو نو جہاز پر سوار ہو کر ممالک متحدہ امریکہ کو چلے جائینگے۔ وہاں پر مغرب بعید کے پس افتادہ مقامات میں امید ہے کہ یہ شخص یہ قاتل جسے ہمارا موجودہ قانون پھانسی پر لٹکا کر ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت کر دیتا۔ یہ اتفاق کہتا ہوا جھٹی نمایاں طور پر کانپا۔ وہاں امید ہے کہ یہ شخص ٹوٹتی سپلٹ کسی روز ایک صاحبِ عزت زمیندار بن جائے گا۔ اور اس وقت وہ اس زمانہ حراست کو یاد کر کے خوش ہوگا جو اس نے اس تکلیف دہ زمیں روز قید خانہ میں بسر کیا۔

اتنا کہہ کر جھٹی رگ گیا۔ اور اس نے سر کلیرٹ کا ایک گلاس پیا۔ دراصل اس ایک لفظ کو زبان سے نکالنے کے عمل سے جس کی وجہ سے یہ شخص نمایاں طور پر کانپا۔ اس کا حلق خشک ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر بھی طرح سمجھتا تھا اُس کے دل میں کیا خیالات گزر رہے ہیں مگر وہ خاموش رہا اور اس کے چند منٹ بعد جھٹی نے سلسلہ داستان اس طرح جاری رکھا۔

اب میں جو شو اپیل کے معاملہ کی طرف آتا ہوں۔ وہ نظر نا وحشی اور خوشحال شخص

ہے ایک طویل عرصہ تاہم کی نے مختلف اوقات میں اس کے مزاج پر مختلف اثرات پیدا کئے۔ اس کے خیالات خود اس کے لئے نہایت خوفناک تھے اور گاہ بگاہ جب اس سے ملنے جاتا تو شروع میں مجھ سے بڑی تندہی سے بولا کرتا تھا۔ مگر جس وقت میں اس کے ساتھ زنی اور ملائیت سے پیش آتا تو وہ بھی حلیم بن جاتا تھا۔ اسے تہ خانہ میں رہتے بہت دن نہیں گزرے تھے۔ کہ میرے اطوار سے متاثر ہو کر اس نے کہا کہ مجھے نہ صرف اپنی وجہ سے بلکہ اس عورت کی وجہ سے بھی بہت رنج ہے۔ جس کے ساتھ اس نے اس ادنیٰ اجماعت کے اصول کے مطابق شادی کی تھی۔ جس سے کسی زمانہ میں اس کا تعلق تھا۔ میں نے اس عورت کے معاش کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔ جس سے پیڈلر اور بھی زیادہ میرا احسان مند بن گیا۔ چنانچہ میں نے ولٹن کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور معلوم ہوا کہ وہ سخت محتاج اور بے پردگی کی حالت میں ہے۔ اس کے لئے کشیدہ کاری کے کام کا انتظام کر دیا گیا۔ لیکن ان سارے انتظامات میں اس عورت کو ان حالات سے بالکل لاعلم رکھا گیا۔ جن میں اسے امداد دی گئی تھی۔ ظاہر ہی کیا گیا۔ کہ ولٹن نے محض اتفاقیہ طور پر اسے جستجیاج کی حالت میں دیکھا کہ اس کی مدد کی ہے۔ جب میں نے پیڈلر کو یہ بتایا کہ میٹلڈا کے لئے اس قسم کے انتظامات کر دیئے گئے ہیں تو اس کا اس پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اگرچہ اس کے بعد بھی بعض اوقات اس کی طرف سے وحشیانہ بے صبری کا اظہار ہوتا رہا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس کے خیالات زیادہ تر یہ تھے۔ کہ میں نے کس لئے گناہ کا دور زندگی شروع کیا۔ اس سے جو شرر انگیز فعل سرزد ہوئے۔ وہ انہیں احمقانہ سمجھ کر سخت نادم تھا۔ تاریکی اور تنہائی اسے بہت ناگوار تھی لیکن سپینٹ کی طرح وہ اس سے خوف نہیں کھاتا تھا۔ کامل ایک ماہ تاریکی میں رہتے ہوئے بھی اس نے کبھی مجھ سے دعا کا ذکر نہیں کیا۔ دو تین مرتبہ اس نے اشارتاً انجیل کا ذکر کیا۔ مگر یہ نہیں کہہ کہ میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ آخر کار اس نے ایک دن میرے روبرو تسلیم کیا۔ کہ جو خیالات مجھ پر حاوی رہے ہیں۔ وہ اگرچہ ناگوار ہیں مگر فائدہ بخش ضرور ہیں۔ میں نے جانا۔ کہ یہ موقع اس قسم کی آزمائش کا ہے کہ اسے کہاں تک مزید دعا کا حق سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے پوچھا کہ تم اپنی میٹلڈا کے نام خط لکھنا چاہتے

ہو؟ میں نے جوابات سوچی تھی وہ درست ثابت ہوئی۔ یعنی اس ذریعہ سے وہ راہ راست پر آگیا۔ اور اسی رات اسے ایک لمپ اور سامان نوشت ہمیا کر دیا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا۔ کہ اس نے آسنو بہائے۔ اور اس کی حالت دیکھ کر میں نے بھی کچھ لیا۔ کہ اس شخص کی فطرت میں اگر کچھ تندی باقی ہے۔ تو اسے بھی رنج کرنا غیر ممکن نہیں۔ اس کے چند دن بعد اس نے مجھے وہ خط دیا۔ جو اس نے میٹلڈا کے نام لکھا تھا میں نے اُسے کھول کر پڑھ لیا۔ کیونکہ حقیقت میں میں نے یہ خط اسی مطالب کے لئے لکھ دیا تھا۔ کہ معلوم کروں اس کے خیالات کی موجودہ حالت کیا ہے خط کے مضمون سے میری امیدیں بڑی حد تک مضبوط ہو گئیں۔ اور میں نے جان لیا۔ کہ اسے اس عورت کے ساتھ جو محبت ہے اُسے اس پر مفید اثرات پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس عورت کو بھی اس مکان میں بلا کر ایک علیحدہ کونٹری میں جو زمین دوزخ خانہ میں نہ تھی رکھوا دیا۔ اور بتدریج مناسب لفظوں میں اسے اطلاع دی کہ جوشوا پیڈل میری حراست میں ہے۔ اس اطلاع کو پا کر اس عورت نے غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا۔ جس کا ذکر بیکار ہوگا۔ مختصر یہ۔ کہ اس نے اس خط کو جو میں نے جوشوا پیڈلیر سے اس کے نام لکھوایا تھا۔ اشک آکود آنکھوں سے پڑھا۔ اور اس کا جواب لکھے پرچہ آمادہ ہو گئی۔ اس رات اس نے اس کا جواب لکھا۔ اور جب میں نے یہ جوابی خط قیدی کے ہاتھ میں دیا۔ تو وہ اُسے پڑھ کر بچوں کی طرح زار زار رونے لگا۔ اب میں نے سمجھ لیا۔ کہ اس کی اصلاح یقینی ہے۔ اس کے دو تین دن بعد اس نے انجیل کے لئے درخواست کی۔ جو منظور کی گئی۔ اب اس میں اور میٹلڈا میں خط و کتابت کا سلسلہ بھی قائم ہو گیا۔ اور یہ خطوط میری وسعت سے آتے جاتے رہے۔ قیدی کو یہ جتانے کے لئے کہ وہ اپنے خطوط میں جو چاہے لکھ سکتا ہے۔ میں نے اس سے کہہ دیا کہ میں تمہارے خطوط یا ان کے جوابات نہیں دیکھا کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ میں نے جھوٹ بولا۔ مگر چونکہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے میں اُسے قابل معافی سمجھتا ہوں حقیقت میں میں اس ساری خط و کتابت کو پڑھ لیا کرتا تھا۔ اور میٹلڈا کو بھی اس کی خبر تھی۔ کہ اس ذریعہ سے میں اس غیر معمولی اور تدریجی اصلاح سے خبردار ہوں۔ جو جوشوا پیڈلیر میں عمل میں آ رہی تھی۔ آخر جب

میں نے دیکھا کہ اس کی اصلاح مکمل ہو چکی ہے۔ تو اس فکر میں ہوا کہ اس کے لئے کوئی ذریعہ معاش مہیا کیا جائے۔ یہ کام بھی اتنا ہی مشکل تھا جس قدر ٹوہتی پلنٹ کا معاملہ۔ میں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ مجھے اس شخص کے متعلق کیا کرنا چاہیے۔ کہ ایک روزناہ اخبار میں اس مطلب کا اشتہار میری نظر سے گذرا کہ ایڈی سٹون کے روشنی کے مینار کے لئے دو مردوں یا ایک سیاح بیوی کی خدمات درکار ہیں ڈاکٹر صاحب آپ شاید اس کیفیت کو سن کر متعجب ہوں گے۔ اور غالباً مسکرائیں گے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ اشتہار عین میری منشاء کے مطابق ثابت ہوا چنانچہ میں نے بلا تاخیر اس کا نوکر میٹلڈا سے کیا۔ اور وہ کہنے لگی۔ جس طرح آپ کی مرضی ہو۔ انتظام کریں۔ میری سب سے بڑی خواہش تو یہ ہے کہ کسی طرح اپنے شوہر کے پاس ہوں۔ اس کی منظوری حاصل کرنے کے بعد جو شوہر پیلر کی رضامندی حاصل کرنا کچھ مشکل نہ تھا۔ بخلاف ازیں وہ اس تجویز پر خوشی اور شکر گزاری کے ساتھ آمادہ ہو گیا۔ میں نے سارے ضروری انتظامات ولٹن کی معرفت مکمل کر لئے۔ اور اس وقت جو شوہر پیلر اور اس کی بیوی دونوں ایڈی سٹون کے روشنی کے مینار کے منتظم ہیں۔

ڈاکٹر مختلف قیدیوں کے نام اپنی انگلیوں پر گنتے ہوئے کہنے لگا۔ اس طرح پیرس عزیز دوست آپ نے ٹیڈ مارش کو آڈرینی میں بھیج دیا۔ بس میاں بیوی کو سارک میں بھیجنے کا انتظام کیا۔ پلنٹ کو امریکہ روانہ کر دیا۔ اور جو شوہر پیلر اور اس کی بیوی ایڈی سٹون لاسٹ ہاؤس میں کام کرتے ہیں۔

جسٹس نے کہا۔ ان میں سے صرف پیلر ایک ایسا شخص ہے جس کے ساتھ میں نے اپنے کسی کارکن کو نہیں بھیجا۔ کیونکہ میٹلڈا ایک نیک صنعت عورت ہے۔ اور میں اسے ہر طرح قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔ میں یہ بات آپ کو بتانا بھیل گیا۔ کہ انہیں اس نئے کام بھیجنے سے پہلے ولٹن کی معرفت ان دونوں کی باقاعدہ طور پر شادی کرادی گئی تھی۔ چنانچہ یہ رسم بلائی تھی کہ گرجا میں ادا ہوئی۔

ڈاکٹر کہنے لگا۔ میں آپ کو تجاویز کی اس کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ واقعی آپ نے صدر مقام کے چند نہایت شریر النفس شخصوں کی اصلاح کا ایسا عجیب

اور حیرت انگیز انتظام کیا ہے۔ کہ میں آپ کے ذہن رسا کی داد دیتے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن میرے دوست مجھے سب سے زیادہ اضطراب اس شیطان اولڈ دیٹیہ کے متعلق ہے۔ اس نے کہاں تک اصلاح حاصل کی ہے۔ یہ بات سب سے پہلے بیان کیجئے۔

عین اس وقت دروازہ کھلا اور حبشی کے نوکر دوں میں سے ایک نے کمرہ میں داخل ہو کر کہا۔ جناب مندر میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ وہ کہتی ہے میسرے سینہ میں ایک ایسا راند ہے۔ جو سخت بے چینی پیدا کر رہا ہے۔ اور میں لندن سے روانہ ہونے سے پیشتر اس کی اطلاع ضرور آپ کو دینا چاہتی ہوں۔

ٹارا حبشی نے متعجب ہو کر کہا۔

نوکر کہنے لگا۔ جی ہاں۔ اور وہ کہتی تھی۔ میں اسے زیادہ عرصہ اپنے سینہ میں چھپا نہیں سکتی۔ چنانچہ اس نے برکت امتحا کی تھی۔ کہ آپ ضرور تھوڑی دیر کے لئے مجھے آکر ملیں۔

حبشی چند منٹ سوچ کر کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب آپ جانتے ہیں اگرچہ میں نے اپنی صورت بالکل بدل رکھی ہے۔ تاہم میں اس عورت کے دوبارہ روشنی میں جانا نہیں چاہتا۔ اس کے ساتھ میری جس قدر گفتگو آج تک ہوتی رہی۔ وہ اس کی کوٹھری کے دروازہ میں بنے ہوئے رخنہ میں سے ہی ہوتی تھی۔ جب سے وہ یہاں آکر رہی ہے۔ میں نے اسے اپنی صورت نہیں دکھائی۔ میں چاہتا ہوں اس احتیاط کو آخر تک برقرار رکھا جائے۔ اس لئے کیا بہتر نہ ہوگا کہ میری طرف سے آپ جاکر اس کا اقبال بیان حاصل کریں۔ اور دیکھیں وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

بیسلز نے کہا مجھے کچھ عذر نہیں۔ اور یہ کہہ کر وہ نوکر کے ساتھ کمرہ سے رخصت ہوا۔

اولڈ دیٹیہ کی اصلاح کا مشکل سوال

باب ۱۱۲

اس کے قریباً پانچ گھنٹہ بعد ڈاکٹر بیسز واپس آیا۔ اور اسی کرسی پر بیٹھ کر جس پر پہلے بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔ اس میں شک نہیں یہ عورت اپنے انحال سے پورے

طور پر تائب ہو چکی ہے۔

”کیا آپ کو اس کا کوئی ثبوت ملا؟“

لیسنز کہنے لگا۔ ”جواب اس نے میرے رد و بیان کی۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ جس مدعا کو پیش نظر رکھ کر اس نے اپنا راز مجھ پر ہی کر لیا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ میں زیادہ عرصہ آپ کو شش و پنج کی حالت میں رکھنا نہیں چاہتا۔ اس کی گفتگو سے اس شبہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو میری رائے میں مدت گذری۔ خود آپ کے دل میں ایک بار پیدا ہوا تھا۔“

اور وہ شبہ؟

”حکیم سمٹہ کی ذات کے متعلق ہے۔“ لیسنز نے کہا۔

”آہ! تو کیا اس عورت نے اس کا اعتراف کر لیا؟ جیسی نے پرشوق بھیج میں پوچھا۔“

”نہں وہ ناتی ہے کہ جب تک سمٹہ میرا بیٹا ہے۔ اور خجمن بونز اس کا باپ ہے۔“

ڈاکٹر نے جواب دیا۔

”ابھی ایسا سنگدل باپ دنیا میں بہت کم دیکھا ہوگا۔“ جیسی نے بڑی افسردگی کے

لہجہ میں کہا۔ اس کی بھوس سٹک گئیں۔ اور آواز سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس راز کے انکشاف

سے نہایت خوف زدہ ہو گیا ہے۔ پھر کہنے لگا۔ جب مجھے غریب حکیم کی داستان زندگی کی

تفصیلات یاد آتی ہیں۔ یعنی کس طرح بچپن میں اس کی طرف سے غفلت برتی گئی۔ اور اس کو

جوانی میں خراب کیا گیا۔ اور جو کچھ ہوا اس کے کرنے والا اس کا اپنا باپ تھا۔ یعنی خود خجمن بونز

نے اپنے لخت جگر کو عمداً آگاہ اور جرم کے راستہ پر ڈالا۔ جب میں ان سب باتوں کو دیکھتا

اور ان پر غور کرتا ہوں۔ تو دل میں خیال آتا ہے کہ ایک ایسے دیوسیرت کی اصلاح میرے

طریقہ پر بھی غیر ممکن ہے۔“

”سکون۔ میرے دور سکون۔“ ڈاکٹر نے کہا۔ یہ معاملات اس قسم کے ہیں کہ ان پر

جوش کے ساتھ نہیں بلکہ صبر و سکون کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیے۔“

جیسی کہنے لگا۔ بہتر پہلے آپ اس گفتگو کی کیفیت بیان کریں۔ جو منسٹرس کے ساتھ

ہوئی۔ میں نے توجہ کے ساتھ سنتا ہوں۔“

لیسنز نے کہا۔ میں اس کمرہ میں جو بالائی منزل پر واقع ہے۔ اور جس میں آپ نے

اسے رکھا ہوا ہے گیا۔ مجھے کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر میری صورت کو دیکھ کر نجب اور یادی سے پیچھے کو ہٹ گئی۔ کہنے لگی معاف فرمائیے۔ میں نے آپ کو تکلیف نہیں دی تھی۔ میں جانتی ہوں۔ صاحب خانہ کوئی سانولے رنگ کے آدمی ہیں۔ کیونکہ جب وہ میری حرارت کی کوٹھری کے باہر کھڑے تھے۔ تو میں نے ایک دو موقع پر ان کی صورت سرسری طور پر دیکھی تھی۔ میں نے اس سے کہا میں ان صاحب خانہ کا دوست ہوں۔ اور انہیں نے مجھے تمہارا پیغام سننے کو بھیجا ہے۔ وہ ایک منٹ کے لئے متال نظر آئی۔ اور اس کے بعد زار زار رو کر سب بکیاں۔ یعنی ہوئے کہنے لگی۔ اے صاحب میں نے اپنی زندگی میں بے شمار خطا میں کی ہیں۔ ان خطاؤں کا احساس مجھے اب ہوا ہے۔ اور یہ ان صاحب کی بدولت ہے۔ جن کا ذکر میں پہلے کر چکی ہوں۔ اب انہوں نے بڑی نیک دلی سے میرے اور میرے شوہر کے آئندہ گزارہ کا انتظام کر دیا ہے۔ لیکن میں اس وقت تک اس گھر سے نہیں جاسکتی۔ جب تک ہر ایک بات جو میرے ذہن میں ہے۔ ان کے سامنے بیان نہ کر دوں۔ میں نے اُسے مختصر لفظوں میں تسلی دی۔ اور کہا۔ جو کچھ تم میرے سامنے بیان کر دو گی۔ وہ انہی صاحب خانہ کے کانوں تک پہنچا دیا جائے گا۔ چن منٹ کے عرصہ میں اس نے میرے رو بردا غفران کیا کہ لڑکا جیکب سمجھتا میرا بیٹا ہے۔ اور وہ اس زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ جب جنس کے ساتھ شادی کرنے سے پیشتر اولاد دینی سے میرا تعلق تھا۔ میں نے اُسے اطلاع دی کہ جیکب کے خاطر خواہ گزارہ کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اور وہ ہر طرح خوش ہے۔ اس سے اس کا اطمینان ہو گیا۔ اور وہ احسان مند نظر آنے لگی۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا تم نے یہ راز اپنے شوہر پر ظاہر نہ کرنا۔ کیونکہ اب جب کہ تم ایک نیا دور زندگی شروع کرنے لگے ہو۔ یہ نامناسب ہو گا کہ اس راز کے اظہار کو تشویش پیدا کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس نے میری نہایت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یہ راز مجھ پر ظاہر کرنے کے بعد اس کا بہت کچھ اطمینان ہو گیا۔

جبشی کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب آپ نے بلاشبہ اُسے نہایت قابل تعریف مشورہ دیا ہے۔" پھر چن منٹ سوچ کر وہ کہنے لگا۔ میری رائے میں مناسب نہ ہو گا۔ کہ

جیکب کو اس کی ولایت کے خوفناک راز سے آگاہ کیا جائے۔ کم از کم سر درست اس معاملہ کو پس
پرچھوڑ دینا بہتر ہو گا۔

ڈاکٹر نے کہا: آپ درست کہتے ہیں۔ ان دنوں وہ بالکل پرسکون مطمئن اپنی موجودہ حالت
پر فانی اور آپ کی دوستی کے خزانے سے ہر طرح مسرور ہے۔ اس لئے نارب نہیں کر کسی
ناگوار واقعہ کو اس سکون میں حائل ہونے کا موقعہ دیا جائے۔

جسٹیش بظاہر اپنے دل سے مخاطب ہو کر بولا: ہاں یہ درست ہے۔ اس کے علاوہ
ایسا کرنا بے جا اور غلط ہو گا۔ مجھے یاد ہے۔ اس نے مجھے اپنی جو سرگزشت سنائی تھی اس
سے ظاہر ہوتا تھا کہ مسٹر بنس گاہ بگاہ اس کے ساتھ نرمی اور ملائمت سے پیش آتی رہی
ہے اس نے یہ بھی کہا تھا کہ بعض اوقات اس کے منہ سے نرمی کے جو کلمات نکلتے
تھے۔ یا مجھ سے وہ ملائمت کا جو سلوک کرتی تھی۔ اس کا مجھ پر بہت اثر ہوتا تھا۔
نیک دل ڈاکٹر کہنے لگا: میرے دوست یہ تقاضائے قدرت تھا۔ اس میں
شک نہیں کہ اس زمانہ میں جس کا ذکر جیکب نے آپ سے کیا۔ مسٹر بنس ایک بہت
میری عورت تھی۔ تاہم اس وقت بھی اس کے اندر بعض قدرتی میلان ایسے تھے۔
جنہیں وہ دبا نہ سکتی تھی۔ اس کے علاوہ جیکب چونکہ اس کا بیٹا ہے۔ اس لئے اس کے
اندر بھی مسٹر بنس کی طرف کشش موجود تھی۔ اگرچہ اس اثر کو وہ بوجہ لاعلمی
سمجھنے سے قاصر تھا۔ غور کیجئے اس بد ذات چھین بونز نے کتنی عظیم خرابیاں برپا
کی ہیں۔

”افسوس! افسوس! جسٹیش تمہاری لہجہ میں کہنے لگا: بارہا اس کی حالت دیکھتے ہوئے
میرے دل میں اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ شاید اس کی اصلاح غیر ممکن ثابت ہو۔ لیکن
جلدی ہی اس نے اپنے لہجہ کو فیصلہ کن بنا کر کہا: نہیں ہمیں بہر حال اپنی جدوجہد سے
مایوس نہ ہونا چاہیے۔“

لیسا بولا: اب میں اس شخص کے متعلق آپ کی کیفیت سننے کا منتظر
ہوں۔

جسٹیش نے کہا: میں نے اسے اب تک تاریکی میں رکھا ہوا ہے۔ یعنی اس کی طویل
رات کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا۔ اس واقعہ کو جب میں اول مرتبہ اس کی کوٹھڑی میں گیا

ایک مہینہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس کے بعد چار ہفتوں کے عرصہ میں میں کئی بار اس سے اس طریق پر ملا ہوں۔ یہ ملاقاتیں بالکل تاریکی کی حالت میں ہوتی ہی ہیں۔ اور ہر مرتبہ مجھے بڑی وقت اور تکلیف کے ساتھ اپنے لہجہ کو بدلنا پڑتا ہے۔ جب میں اول مرتبہ اس کی کوٹھری میں گیا۔ تو اس نے خوف اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ آپ کی آواز ٹامس رین فورڈ کی آواز سے ملتی ہے۔ لیکن پھر معلوم ہوا۔ اس کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہے۔ کہ میں ارل آف ایلینگھم ہوں۔ ارل کے خلاف اُسے بے حد غصہ ہے۔ اور میں نے معلوم کر لیا۔ کہ گاہ بگاہ اس کے نرمی کا لہجہ اختیار کرنے کی وجہ محض یہ ہوتی تھی۔ کہ میں اس کے اصلی خیالات کے متعلق دھوکا کھا جاؤں۔ اور اُسے اگر بالکل رٹا نہ کروں۔ تو کم از کم اُسے کچھ رعایت ضرور دوں۔ اس پہلی ملاقات کے دوسرے دن رات کو میں پھر اس سے ملا تھا۔ اس وقت وہ نسبتاً کم حشیاہ لہجہ میں بلکہ زیادہ حلیمی سے پیش آیا۔ لیکن میں نے پھر بھی اس پر اعتماد نہیں کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ بے اعتمادی صحیح وجہ پر مبنی ہے۔ اس کے بعد ہماری جو ملاقاتیں ہوئیں۔ ان کی میں کوئی خاص کیفیت آپ کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ کبھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس پر میری گفتگو کا بہت اثر ہوا ہے۔ اور وہ اپنے زمانہ ماضی کے متعلق تاسف اور پشیمانی بھی ظاہر کرنے لگتا تھا۔ لیکن فوراً ویرا بعد پھر اس کی طرف سے اسی تمندی اور وحشت کا اظہار ہوتا تھا۔ جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔ کبھی وہ خوشامدانہ لہجہ اختیار کر لیتا اور نشستیں کرتا تھا۔ کہ میں اس کے لئے لپ ہتیا کروں۔ لیکن میری طرف سے آج تک انکار ہی ہوتا رہا ہے۔ بہر حال میں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میری پہلی ملاقات کے بعد جتنی بار میں اس سے ملا۔ ان موقعوں پر اس نے نہ تو کبھی اس بات کا دوبارہ ذکر کیا۔ کہ آپ کی آواز فلاں شخص کی آواز سے ملتی ہے اور نہ اس نے کبھی مجھے لارڈ ایلینگھم کے نام سے مخاطب کیا۔ بارہا جب وہ بڑے جوش اور غصہ کی حالت میں ہوتا تھا۔ تو جھلکا کر پوچھتا تھا۔ تم کون ہو۔ لیکن جواب کا انتظار کئے بغیر وہ فوراً ہی کبھی تو بالکل خاموش ہو جاتا۔ اور کبھی ظاہر داری کے لئے مسرت آمیز لہجہ اختیار کر لیتا تھا۔ جب سے وہ میری حراست میں آیا ہے۔ میں نے معلوم

کیا ہے کہ اس کی فطرت میں بعض ایسی باتیں داخل ہیں۔ جو میرے لئے ناقابل فہم ہیں۔ بہر حال اتنا یقینی طور پر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ تاریکی کا اس پر ویسا تیز اور اتنا مضید اثر نہیں ہوا۔ جیسا باقی پانچ زیر حاست شخصوں پر ہوا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اُسے اس سے زیادہ سخت سزا دی جائے یا کوئی ایسی ترکیب عمل میں لائی جائے۔ جس سے اس کا دل متاثر ہو۔ اتنا میں جانتا ہوں۔ کہ اس کی ضد ایک حد تک دور ہو چکی ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کا کام وقت طلب اور طویل نگرانی کا محتاج ہے۔“

”بہر حال مجموعی طور پر آپ کو یہ امید ہے کہ اس کی اصلاح کی جاسکے گی؟“
جبشی نے جواب دیا۔ ”اُمیں میرا عقیدہ یہی ہے۔ پہلی ملاقات سے لے کر آخری ملاقات تک جب میں اس کے طرز عمل اور انداز گفتگو پر اچھی طرح غور کرتا ہوں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ اس میں کچھ نہ کچھ مفید۔ تبدیلی ضرور پیدا ہو چکی ہے۔ فی الحقیقت میرا پختہ خیال یہ ہے۔ کہ اگر میں اس کے ساتھ مفصل گفتگو کر سکوں۔ میں اُسے یہ جملہ دوں کہ تمہاری گزشتہ زندگی کس قدر حماقت اور شرارت میں بسر ہوئی۔ اور ہاں تکلف اس کے ساتھ استدلال کر سکوں تو ضرور اس کے دل پر اثر ڈال سکتا ہوں۔ مگر وقتیں درمیان ہیں۔ ایک تو مجھے ہر وقت اس کے ساتھ مصنوعی لہجہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے میں اس کے کمرہ میں روشنی نہیں لے جاسکتا۔ ورنہ روشنی کی مدد سے میں معلوم کر سکتا۔ کہ اس کی طبیعت پر میرے لفظوں کا کیا اثر ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ مجھے جو بھی اس اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اور احتیاطیں جنہیں میں عمل پر لانے پر مجبور ہوں۔ اس شخص کے معاملہ میں میری کامیابی کی راہ میں بڑی حد تک حائل ہیں۔“

ڈاکٹر کہنے لگا۔ ”میں خود آپ کی طرف سے اسے ملتا۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ایسا کرنا عاقبت اندیشی سے بعید ہوگا۔ اس قابل یا دیگر رات کو جب لارڈ ایلنگھم نے اُسے ٹڈ مارش اور سنر بنس کو پاس وںے کمرہ میں مجبور کر کے ان کی خوفناک سازشوں کے راز معلوم کئے تھے۔ تو میں بھی وہیں موجود تھا۔ ان حالات میں یہ ظاہر ہے کہ اولڈ ویٹھ کے دل میں میرے خلاف سخت کینہ ہوگا۔“

”درست۔“ جبشی نے کہا۔ اس کے بعد وہ چند منٹ تک گہری سوچ میں رہنے کے بعد

بولا۔ ڈاکٹر صاحب میرے دل میں ایک تجویز پیدا ہوئی ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس میں کامیابی حاصل نہ ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ فطرت انسانی کی اصلاح کا اور کوئی کارگر طریقہ نہیں۔ لیکن میں اسے عمل میں لائے جھکتا ہوں۔ لیسڈ کہنے لگا۔ میرے دوست آپ وہ تجویز بیان کیجئے۔ میں اس کے متعلق اپنا مشورہ بڑی نیک نیتی سے پیش کروں گا۔

جشی کہنے لگا۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ عورت کی نرم گفتگو اور اس کا ترغیبی اثر پتھر دل کو بھی موم کر سکتا ہے۔ اسلئے میری یہ خواہش ہے کہ اس نیک کام میں استھروڈی مڈینا سے مدد حاصل کروں۔ مگر سوال یہ ہے کیا وہ اس عظیم گنہگار شخص سے ملنا منظور کرے گی؟ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کی کھڑی کے دروازہ میں بنے ہوئے رخت میں سے اسے مخاطب کر کے گفتگو کرے۔ تو اس کی فصاحت اس کی سرین آواز اور اثر آمیز گفتگو ضرور اس شیطان کی طبیعت میں بھی اصلاح پیدا کر سکے گی۔ کیونکہ ممکن ہے اس کے الفاظ اس بدعاش کے دل کے کسی ایسے حصہ پر انداز ہو سکیں۔ جہاں تک میرے الفاظ کی رسائی غیر ممکن ہے۔

ڈاکٹر نے اس تجویز کو غور سے سنا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے فکر مند رہا۔ لیسڈ کلام جاری رکھتے ہوئے جشی نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ عورت اگر اپنے اثر کو صحت و درستی کے ساتھ استعمال کرے۔ تو کوئی زبردست سے زبردست طاقت یعنی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خدا نے عورت کو مرد کی وحشت اور تندہی پر فتح کئے اور اسے حلیم و مطیع بنانے کے لئے ہی پیدا کیا۔ اس لئے اگر عورت اپنے اندر حلیم بنانے کی زبردست طاقت رکھتی ہو۔ تو وہ کسی ایسے مرد کو بھی جہاں بالکل ہی وحشی اور گنہگار ہو۔ باسانی رام کر سکتی ہے۔ جنہیں بونز ایک نہایت کینڈا توڑ اور وحشی صفت مرد ہے۔ اور استھروڈی مڈینا نہایت حلیم و نرم ہو کر نہ کر کے والی عورت ایک کی روح ہر قسم کے جرائم سے سبباً بچا دے۔ میرے کی فطرت فرشتوں کی طرح پاک اور بے دماغ ہے۔ پھر کیا یہ ممکن ہے کہ آخر الذکر اول الذکر کی طبیعت پر غالب آسکے؟

ڈاکٹر لیسڈ بہت دیر سوچنے اور غور کرنے کے بعد کہنے لگا۔ میرے عزیز دوست

میں اس تجویز کو پسند کرتا ہوں اور میری رائے میں اس پر عمل کرنے میں کوئی اعتراض وار نہیں کیا جاسکتا۔ کیا آپ کی رائے میں مس ڈی مینا اس کام کے لئے آمادہ ہونگی؟

جشی نے کہا: میری رائے میں اسے کچھ انکار نہ ہوگا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سوال کس قدر وقت طلب ہے۔ میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ پنجن ہونز یہاں سے جا کر دنیا میں از سر نو گناہ کا دور شروع کرے۔ اس کے علاوہ موجودہ حالت میں اُسے رہا کر دینے سے وہ مدعا ہی فوت ہو جائے گا جو اس جماعت کو منتشر کرنے میں میرے پیش نظر تھا۔ پس سردرت اُسے رہا کرنا غیر ممکن ہے۔ اور دوسری طرف میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اُسے غیر معین عرصہ تک اس طرح تاریکی میں بند رکھوں۔ پھر اگر میں اسے اس تہ خانہ سے نکال کر اس مکان میں یا ٹرنسٹریٹ والے مکان کے کسی حصہ میں رکھوں۔ تو اس جگہ کا غیر محفوظ ثابت ہونا یقینی ہے۔ کیونکہ ایسے مسئلہ بد معاش کو پتھر کی بنی ہوئی بھاری دیواروں اور آہنی زنجیروں کی مدد سے ہی قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ میں اُسے کہاں رکھوں اور کس جگہ بھیجوں؟ مجھے امید ہے کہ اتھر ضرور اس مشکل کو حل کرنے میں مدد دے گی۔ خدا کرے کہ اس کی کوششوں اور دُعا کے دل پر کوئی مفید اثر پیدا کرنے میں کامیاب ہو۔

یہ ایک ڈاکٹر کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور وہ کہنے لگا: "آپ کو بلا ہے۔ اس بد معاش کی سازشوں کا مدعا یہ بھی تھا کہ لارڈ ایلنگھم سے بدلہ لینے کے لئے اسے ڈی مینا کو اذیت دی جائے۔"

جشی نے کہا یہ درست ہے۔ مگر جس وقت یہ شخص اس کی سریلی آواز سے گلابی صوفیوں سے معلوم ہوگا کہ میرے خوفناک منصوبوں کا اُسے بھی علم ہے اور وہ اسے اس باتوں کے لئے نہ دل سے معاف کرنے پر آمادگی ظاہر کرے گی۔ غرض یہ کہ جب یہ شخص معلوم کرے گا کہ اس عورت کے مزاج میں کس قدر نیکی اور درگزر موجود ہے۔ جشی نے نسبتاً پرجوش لہجہ میں کہا: "تو ضرور اس پر اثر ہوگا۔ سنہ ۱۸۴۰ء کے سچے گا۔ کہ میرا قلب کتنا سیاہ ہے۔ اور اس نیا من دل فرشتہ کی سی پرت

کے مقابلہ میں اپنی فطری برائیوں کو دیکھ کر وہ حذر و متاثر ہو گا۔

دوست ہے بالکل درست ہے۔ ڈاکٹر نے تسلیم کیا۔ پس مناسب یہی ہے کہ اس تجویز کو عمل میں لایا جائے۔ اس شخص کے قلب سیاہ پر اثر پیدا کرنے کا بس اب یہی ایک ذریعہ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ اگر وہ کچھ جیسی نیک عورت کی تلقین سے بھی متاثر نہ ہوا تو پھر ماننا پڑے گا۔ کہ اس کی فطرت ناقابل اصلاح ہے۔

عین اس وقت کلہ کن ویل کے گرجانے مات کے گیارہ بجائے۔ یہ آواز اچھی ہو اس پر تعیش تھی کہ مکان کے دروازہ پر ایک سفری گاڑی کے ٹکنے کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سن کر حبشی کہنے لگا۔ مسز بنس کی روٹھی کا وقت آگیا۔ اس کے متعلق ہرقسم کی تیاری پہلے ہی کی جا چکی ہے۔ اور میں نے مارڈنگ اور اس کی بیوی کو ضروری ہدایات اور اخراجات دے دیئے ہیں۔ جس قدر جلد یہ عورت بری ترغیبات پیدا کرنے والے شہر سے رخصت ہو جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

اتنے میں کئی شخصوں کے بیٹھ بیٹھوں سے اترنے کی آواز سنائی دی اور اس کے لمحہ بعد گاڑی کے رونا نہ ہونے کی گرگھڑا ہٹ کانوں میں پہنچی۔

جب گاڑی رخصت ہو گئی۔ تو حبشی کہنے لگا۔ میرے تمام قیدیوں میں سے اب صرف اولڈ ڈیجہ کا معاملہ ہی غور طلب رہ گیا ہے۔

لیکن میں امید کرتا ہوں۔ اب اس کا مسئلہ بھی حل ہو جائیگا۔ اور اُسے بھی چند ہفتوں سے زیادہ زیر حراست رکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ڈاکٹر لیسل نے کہا۔ اور اتنا کہہ کر وہ رخصت ہونے کے لئے اٹھا۔

اسٹمر ڈی مڈینا اور اولڈ ڈیجہ

باب ۱۱۳

اس گفتگو کے بعد تیسرے دن شام کے پانچ بجے کا عمل تھا کہ اسٹمر ڈی مڈینا حبشی کے ساتھ اس زمین دوز مسقف بستہ میں پہنچی جس کی ایک بنی کو ٹھری میں اولڈ ڈیجہ زیر حراست تھا۔ حبشی کے ہاتھ میں شمع تھی۔ اور اسٹمر اس کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

یکایک حبشی نے آواز دبا کر پوچھا: کیا تم چاہتی ہو۔ میں تمہارے ساتھ رہوں؟
وہ کہنے لگی: نہیں اس کی کیا ضرورت ہے اس میں شک نہیں۔ یہ مقام بہت
تاریک اور خوفناک ہے۔ لیکن مجھے تنہائی کا چنداں خوف نہیں۔ اس کے علاوہ چونکہ
اس بد نصیب شخص سے دروازہ میں بنے ہوئے رخسہ سے ہی گفتگو کرنا ہے۔ اس لئے
کسی حذر کا احتمال نہیں ہے۔

اتنا کہہ کر اس نے شیخ حبشی کے ہاتھ سے لے لی۔ اور اگرچہ اس کے چہرہ پر زردی
چھائی ہوئی تھی۔ مگر اس کے انداز میں استقلال اور مضبوطی نمودار تھی۔

”استغفر خدا تمہیں برکت دے۔“ حبشی نے پر زور لہجہ میں کہا: تمہاری صفات
حسنہ کا میں مدت سے قائل ہوں۔ لیکن آج اس معاملہ میں تمہارے ادا دینے پر آمادہ
ہو جانے سے تمہاری منزلت میرے دل میں گئی گنا بڑھ گئی ہے۔“

حسین بیرون کہنے لگی: ”یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں اسے ایک فرض ... اگرچہ بہت
تکلیف دہ فرض سمجھتی ہوں۔ خیر آپ جانیے میں تنہا قیدی کی کوٹھری کی طرف جاتی
ہوں۔“

حبشی ہوا اس کی کوٹھری اس راستہ کے اخیر میں تھا جس طرف کو واقع ہے۔ اتنا
کہہ کر حبشی پتھر کے بنے ہوئے زینہ کے راستہ ریڈ لائین سٹریٹ والے مکان کی طرف
واپس چلا گیا۔ اور استغفر شمع مانعہ میں لئے جس کی دھندلی روشنی اس تہ خانہ کی
تاریکی کو بہت سی کہ دور کر سکتی تھی۔ آگے کو بڑھی۔

ایک لمحہ کے عرصہ میں وہ ادلت ڈیوٹھ کی کوٹھری کے دروازہ کے قریب پہنچ گئی۔
اور وہاں دروازہ کے لئے مثال کھڑی رہی۔ اس شخص کے متعلق اس کے دل میں
اس قدر نفرت اور نفاث تھا کہ اس نے فوراً ہی اس سے مخاطب ہونا پسند نہ کیا
اس سے پہلے حبشی نے استغفر ڈیوٹھ کو ارادہ دیا تھا کہ ان تمام خوفناک منصوبوں
سے پوری طرح انکسار کر دیا تھا۔ جو اس خوفناک شخص نے خود اس کے اوریڈیٹی ہیٹ
فیلڈ کے غلاف سوچے تھے۔ اور جن کو عالم حبشی کو جان چھینڈ ریز کی وساطت
سے ہوا تھا۔ ایسے حالات میں یہ قدرتی امر تھا۔ کہ استغفر ڈیوٹھ کو ایک ایسے
خوفناک شخص کے ساتھ گفتگو کرنے میں پس پیش ہو۔ لیکن یہ قائل بالکل عارضی

تھا۔ اور فوراً دیر کے بعد ہی استھڑی مڈینا نے اس آزمائش کے لئے اپنے دل کو مضبوط کر لیا۔

اس کوٹھری کے قریب پہنچ کر جھنڈی نے اُسے بتادی تھی۔ استھر نے بھاری اور ڈانڈ کے اندر بنے ہوئے چھوٹے سے رختہ کو کھینچا۔ اور اپنی طاقم سریلی آواز میں کہنے لگی۔

”قیدی کیا تم چند منٹ کے لئے میری طرف متوجہ ہو سکتے ہو؟“
”تم کون ہو؟“ اولڈ ڈیٹھ نے اس طرح چونک کر کہا۔ گویا وہ اس سے پیشتر نیم بھری کی سی حالت میں پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کپڑوں کی سرسراہٹ اور اس چارپائی کی جنبش کی آواز سنائی دی۔ جس پر وہ بیٹھا تھا۔

”میرا نام استھڑی مڈینا ہے۔ اس حسینہ نے جواب دیا۔ اس کے بعد اس نے شیخ کو رختہ کے قریب اس انداز سے رکھا۔ کہ اس کی روشنی میں اولڈ ڈیٹھ اس کے خط وخال کو پورے طور پر دیکھ سکے۔ پھر فوراً ہی اس نے شیخ کو وٹاں سے اٹھا کر باہر مسقف راستہ کے فرش پر رکھ دیا جس سے کوٹھری میں دوبارہ تاریکی ہو گئی۔

”بے شک تم استھڑی مڈینا ہو۔“ تبخمن بونز نے ایسی آواز سے کہا۔ جس میں جتنے الامکان نرمی اور مصاحبت کا انداز پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ”بنک خانوں خدا کے لئے اس خوفناک کوٹھری کا دروازہ کھیل دو۔ تاکہ میں یہاں سے رخصت ہو جاؤں۔ میں جانتا ہوں آپ بڑی نیک نہاد اور رحم دل ہیں۔“

استھر قطع کلام کر کے کہنے لگی۔ ”میں تمہاری تعریف کی محتاج نہیں۔ مگر اتنا کہہ سکتی ہوں کہ تم نے قریباً دو ماہ پیشتر میرے خلاف جو خوفناک سازش سوچی تھی۔ اس سے ورگڈر کر دوں۔“ یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی۔ ”میں مجھے سارے حالات کا علم ہو چکا ہے۔ تم جانتے تھے کہ مجھے قیام میں لا کر میری بصارت ضائع کر دو۔ حالانکہ میں نے تمہیں کبھی کوئی ٹھکر نہیں پہنچایا تھا۔“

”لیکن آپ کہتی ہیں کہ میں نے تمہیں ممانعت کر دیا۔“ اولڈ ڈیٹھ بے صبری سے کہنے لگا۔ ”اس لئے اگر آپ کی معافی سچی ہے۔ تو اسے نیک دل حسینہ جلدی سے دروازہ کھولیں دیجئے۔ میں آپ کو اس کا مناسب اور معقول معاوضہ دوں گا۔ پھر وہ رختہ کے قریب

اور آواز دبا کر آہستگی سے کہنے لگا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس سے ناراض نہ ہونا میں جانتا ہوں آپ کو عمدہ زیورات کا بہت شوق ہے۔ اور ایک ایسی حسین عورت کے لئے جیسی آپ ہیں۔ اس قسم کا شوق قدرتی سمجھا جاسکتا ہے۔۔۔

”خاموش! استغفر نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ میں سمجھتی ہوں۔ تمہارا اشارہ کس معاملہ کی طرف ہے۔“ پھر وہ فخریہ انداز سے کہنے لگی۔ ”میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ اس بارہ میں تمہارا معاملہ رفع کر دیا جائے۔ کیونکہ اب اس راز کو چھپانے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لئے جو کچھ میں کہتی ہوں اُسے غور سے سنو۔ تمہارے دل میں میرے متعلق بعض سراسر غلط خیالات جاگزیں ہیں۔ اور میں نہیں چاہتی کہ تمہارے جیسا شخص بھی انہیں اپنے دل میں رکھے۔ پس یہ جان لو۔ کہ میری ایک اور بہن شکل و صورت میں مجھ سے اس قدر مشابہ موجود ہے۔۔۔“

”شیطان کی قسم! ضرور ایسا ہوگا۔“ اولڈ وٹیکہ نے یکایک کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی جب اس نے ان تمام حالات پر غور کیا۔ جن کی وجہ سے اس نے یہ فرض کیا تھا کہ استغفر نے ہی سٹرکار ڈن کے پیروے چرائے ہیں۔ اور یہی ٹام رین کی وابستہ ہے۔ تو اسے فوراً اپنی غلط فہمی کا احساس ہو گیا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ ”اب میں اس سارے معاملہ کو اچھی طرح سمجھ گیا۔“ اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس وجہ سے نہایت پریشان اور نادم ہے۔ کہ میں نے ان باتوں کو پہلے ہی اُن کی اصلی صورت میں کیوں نہ سمجھ لیا۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر استغفر کہنے لگی۔ ”اس معاملہ کے متعلق مجھے اس بہن کا ذکر جو مجھے بے حد عزیز ہے۔ بڑے ہی رنج و الم کے ساتھ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ تشریح نہ صرف میری اپنی خاطر ضروری تھی۔ بلکہ اس لئے بھی کہ تمہیں بتا دیا جائے کہ مجھے انعام یا رشوت کے لالچ سے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کہ میں تمہاری کوٹھری کا دروازہ کھول دوں۔ کس قدر بے سود اور فضول ہے۔ میری آمد کا مدعا یہ ہے کہ میں تمہیں اس سوال پر غور کرنے کے لئے آمادہ کروں کہ تم نے اپنی ساری زندگی میں کتنے خفاک فعل کئے۔ اور تم کیسے کیسے گناہوں کے مرتکب ہوئے۔“

”ہے ہے۔۔۔“

”تو کیا تم مجھے رہا کرنا نہیں چاہتی ہو؟“ اولڈ ڈیٹھ نے غصہ اور فطری تندگی کو دبائے
کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

”ابھی نہیں ابھی نہیں۔“ اسٹھرنے کہا۔ ”مگر اس کے باوجود تم میری گفتگو کو غور سے
سنو۔“

”خیر کہتی جاؤ۔“ اولڈ ڈیٹھ نے غرا کر کہا۔ اور اس کے بعد وہ پھر دروازہ سے ہٹ
کر اپنی چارپائی کی طرف چلا گیا۔

اسٹھرنے دستور ملائمت آمیز مصاحبہ احباب میں کہنے لگی۔ ”اگر تمہارے دل میں بعد
تریں خیال بھی اس بات کا موجود ہو۔ کہ تمہیں دوبارہ جرم اور شرارت کا دور زندگی
شروع کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔ تو یہ تمہاری سخت غلطی ہے۔ اگر تمہیں اس
وقت رہا بھی کر دیا جائے۔ تو بہر حال اس قسم کے انتظامات ضرور عمل میں لائے
جائینگے۔ کہ آئندہ کے لئے تمہیں ہر قسم کی سفاکیوں کو عمل میں لانے سے بے بس
کر دیا جائے۔ پس تم مجھے دل میں سوچو۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ تم اپنی زندگی کے بقیہ
ایام کو جو یقیناً اب بہت ہی کم ہونگے۔ قادر مطلق سے معافی کا خواست گار ہونے
میں صرف کرو۔ نہیں بھی اس کی معافی سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ بڑا رحیم و
کریم ہے۔ جس صورت میں میں ایک کمزور خانی عورت تمہاری خطاؤں سے درگزر کر سکتی
ہوں۔ تو کیا وہ قادر کریم جو سارے عالم کا خالق ہے۔ اپنی مخلوق کے ساتھ رحم کا سلوک
نہ کرے گا؟ اس لئے اب بھی اپنی زندگی کو سدھارنے کی کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو۔
کسی دن ان شرارتوں اور سازشوں میں ہی تمہارا دم نکل جائے۔ انکا اپنی زندگی کے
آخری ایام میں بھی تم اپنے بڑے افعال سے توبہ کرو۔ اور سچے دل سے اظہار
تاسف کرو۔ تو خدا کی شفاعت ضرور حاصل ہوگی۔ اس کی صفات رحم و احمود
ہیں۔ اور اس کے حضور میں کہی کسی گنہگار کی توبہ و استغفار بے اثر ثابت نہیں
ہوگا۔“

اولڈ ڈیٹھ بڑے حلیانہ انداز سے جو اس کی سابقہ گفتگو کی تندگی اور بے
صبری کے مقابلہ میں حیرت انگیز تھا کہنے لگا۔ ”نیک خاتون مجھ سے اسی انداز سے
گفتگو کیجئے۔“

استغریٰ محسوس کر کے کہ میری باتوں کا اس سختی القلب شخص پر بھی نہ ہو۔ شگور اثر ہو رہا ہے۔ بڑے جوش کے اہجہ میں کہنے لگی۔ میں صد قتل سے چاہتی ہوں۔ کہ تم اپنی خطاؤں اور جرموں کو محسوس کر کے آئندہ مکے لے ان سے باز رہنے کا اقرار کرو۔ دیکھو۔ تمہاری زندگی کا بڑا حصہ ہر قسم کی برائیوں میں صرف ہو چکا ہے۔ اب تم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو۔ اور معلوم نہیں کب دست اجل تمہیں اس دنیا سے عالم فناء میں لے جائے۔ اس وقت دم آخر میں جب تم اس بات کو سوچو گے کہ مجھے عنقریب خدائے دہان کے حضور میں پیش ہونا ہے جس کے زبردست قوانین اور اصول کی تم نے خلاف ورزی کی تو کیا تمہارے دل میں خوف اور بدن پر لرزہ پیدا نہ ہوگا؟ اس کے علاوہ تم خود محسوس کر سکتے ہو۔ کہ ساری عمر حرم اور گناہ میں بسر کر کے بھی تم نے کوئی حقیقی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ تمہاری تمام سازشوں کا انجام ہی ہوا۔ کہ برسوں کی کمائی ایک لمحہ میں مٹھ سے جاتی رہی۔۔۔

”افیس باؤلڈ وٹھ نے دبی ہوئی آواز سے کہا۔ جس کے متعلق یہود نے سوچا کہ وہ اس کے دلی تاسف کو ظاہر کر نیوالی ہے۔

مورث طریق پر سلسلہ کلام جاری رکھ کر وہ کہنے لگی۔ تمہاری ساٹھ سال کی جمع کی ہوئی دولت جو ہر قسم کے گناہوں اور سازشوں کا ثمرہ تھی۔ آٹا فانا تمہارے مٹھ سے نکل گئی۔ اور اس فادر مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے تمہیں اسی تہ خانہ میں زیر حراست رکھا یا۔ جہاں تم مدتوں حکومت کرتے رہے تھے۔ کیا ان باتوں سے یہ صریح ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ خدا بھی تمہیں جلتا ہے۔ کہ تمہارے گناہ کا دور زندگی کامیابی سے جاری نہیں رہ سکتا۔ کیا تمہارے اپنے ضمیر کی ملامت تمہیں توبہ اور پشیمانی پر آمادہ نہیں کرتی۔ اگر کرتی ہے تو دیکھو۔ اس ملامت کی طرف سے غافل نہ ہونا کیونکہ یہ تمہیں صبح ساہ پر ڈالنے والی چیز ہے۔

”فیاض خاتون آپ کے ان الفاظ نے مجھ پر بہت ہی اچھا اثر کیا ہے۔“ اولڈ وٹھ کہنے لگا۔ میں خوش ہوں کہ آپ نے اگر مجھے صحیح رستہ دکھایا۔

وہ پوچھنے لگی۔ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو۔ کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اس پر غور کرو گے؟

”ہاں۔ مگر آپ مجھے اس طرح چھوڑ کر نہ جائیے۔ مجھ سے وعدہ کیجئے کہ آپ پھر آئیں گے“
اولڈ ڈیوٹھ نے التجا کے لہجہ میں کہا۔ اس کے انداز سے پایا جاتا تھا کہ وہ اپنے اس سوال کے
جواب کا غائب سے منتظر ہے۔

استھر کہنے لگی۔ ”ہاں میں کل پھر آؤں گی۔“

اولڈ ڈیوٹھ بڑے پر شوق لہجہ میں بولا۔ میں اس کے لئے آپ کا شکر: ۱۵۱

مکرتا ہوں۔“

لیکن استھر فوراً ہی وہاں سے رخصت نہ ہوئی۔ یہ سوچ کر کہ میری باتوں کا اس
عمر رسیدہ مجرم پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ وہ چاہتی تھی۔ کہ اس تلقین کو پوری کوشش
سے جاری رکھا جائے۔ چنانچہ وہ نصف گھنٹہ اور اس سے اسی قسم کی باتیں
کرتی رہی۔ اس کی گفتگو نیک ہدایات سے پر اور سچی مذہبی معلومات پر مبنی
تھی۔ اس کے انداز میں کسی ریاکاری کو دخل نہ تھا۔ اور نہ اس کے لہجہ میں
مذہبی دیوانگی کی بو پائی جاتی تھی۔ ہر چہ کہ ایک یہودی عورت کی حیثیت میں وہ
عہد عتیق کی قائل تھی۔ مگر اس نے اس میں سے کسی قسم کے حوالے پیش نہیں کئے
یہی کہتی رہی کہ خدا رحم مجرم ہے۔ وہ سارے گنہگاروں کو بخش دیتا ہے
جو لوگ اپنے گناہوں پر زندگی میں پشیمان نہیں ہوتے۔ انہیں بدوقت نزع سخت
تکلیف ہوتی ہے۔ اور جرم اور گناہ کا دور کبھی سرسبز نہیں ہوگا۔ اولڈ ڈیوٹھ ان
باتوں کو چپ چاپ سنتا رہا۔ وہ بہت کم بولتا تھا۔ اور جب کچھ کہتا بھی۔ تو اپنے
انداز سے کہ حسین یہود کو اس بات کا یقین ہو جاتا تھا۔ کہ میں نے جو کام اپنے
ماتھے میں لیا ہے۔ وہ بے سود ثابت نہ ہوگا۔

آخر کار وہ اس بات کا وعدہ کر کے رخصت ہوئی۔ کہ میں کل پھر تم سے ملنے
آؤں گی۔ چنانچہ یہ وعدہ پورا کیا گیا۔ اور نیک دل حسینہ ایک خوفناک مجرم اور گنہگار
کے دل میں اچھے خیالات پیدا کرنے کے قابل تعریف فرض کو بڑے استقلال کے
ساتھ ادا کرتی رہی۔ جب کبھی وہ بوچھٹی کیا تو اپنی روحانی حالت پر غور کیا کرتے
ہوئے تو اولڈ ڈیوٹھ اس کا جواب بڑے شوق سے اشارت میں دیتا۔ چنانچہ دوسری
لذات کے موقع پر اس نے نوجوان حسینہ کو نہ صرف بہت دیر تک باہر دعاۃ

کے قریب کھڑے رہنے پر مجبور کیا۔ بلکہ صدق دل سے اس بات کا یقین دلاتا رہا کہ آپ نے میرے اندر روحانیت کا نو رپہ اکرانے کی جو کوشش کی ہے وہ بے سود ثابت نہیں ہوئی۔

تیسرے دن استھمپیر اس سے ملنے گئی۔ اور اس روز اولڈ ڈیٹھ نے اسکی بانوں کا اس انداز سے جواپ دیا کہ اس نیک نہاد و شیرہ کو یقین ہو گیا۔ کہ اس گنہگار کی حالت دن بدن اصلاح پذیر ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ جب تک وہ دروازہ کے باہر پر جوش لفظوں میں اُسے نیکی کی تلقین کرتی رہی۔ ایک مرتبہ بھی اس عمر رسیدہ بد معاش نے اس تندہ یاد دہانہ بے صبری کا اظہار نہیں کیا۔ جو اس نے پہلی ملاقات کے موقعہ پر ظاہر کی تھی۔

اسی طرح دو ہفتے کا عرصہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں استھمپیر روزمرہ اولڈ ڈیٹھ سے ملنے جاتی لیکن اس کی کوٹھری میں داخل ہونے کی جرات نہ کرتی تھی۔ بلکہ دروازہ کے باہر ہی کھڑی اُسے ہدایت کیا کرتی۔ چند ہویں دن جب وہ قیدی کے کمرے کے قریب پہنچی۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ وہ بڑی بیباکی سے میری آمد کا منتظر ہے۔ چنانچہ جس وقت اس نے دروازہ کا رخ نہ کھولا۔ اور اولڈ ڈیٹھ کو اس کی آمد کی خبر ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا۔ عزیز خاتون مجھے آپ کی آمد کی بے حد خوشی ہے۔ آپ مجھے روزمرہ جو ہدایات دے جاتی ہیں۔ میں ان پر تنہائی میں بہت غور و فکر کرتا ہوں۔ آپ کی باتیں میری گنہگار روح کے لئے موجب تسکین ثابت ہوئی ہیں۔ اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے اپنی زندگی میں بہت سخت گناہ کئے۔ اور مجھے واجب طور پر ان کی سزا مل رہی ہے۔ لیکن ایک بات کا مجھے سخت سوچ ہے۔ یعنی اگرچہ میں بالکل تائب ہو چکا ہوں۔ مگر آپ کو کچھ پر ذرا اعتماد نہیں کیا آپ اب بھی یہ سمجھتی ہیں۔ کہ میں آپ کو کسی طرح کا ضرر پہنچا سکتا ہوں؟

استھمپیری نے مجھے اس پر کرنی چاہیئے۔ کہ اب تم کسی فرد بشر کو نقصان نہ پہنچاؤ گے

اور اس بات کا بھی میں نہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہیں میرے متعلق بے اعتمادی کی شکایت بھی زیادہ عرصہ باقی نہ رہے گی۔ سب مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ تم آخر کار اس بات کو محسوس کرنے لگے ہو۔ کہ دوسروں کی نظر میں ناقابل اعتماد اور شکستہ ہونا کس قدر رنجیدہ ہے۔

بچمن بوز چار پائی سے اٹھ کر دروازہ کے قریب پہنچا۔ جس کے باہر حسین بہرہ

کھڑی تھی اور کہنے لگا۔ نیک خاتون آپ ایک فرشتہ رحمت ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے سوا اس دنیا میں اور کوئی میرے دل پر اتنا مفید اثر پیدا نہ کر سکتا لیکن ایک بات کا مجھ سے وعدہ کیجئے۔

”کیا؟“ استہزائے پوچھا۔

اولڈ ڈیوٹیہ کہنے لگا۔ میری درخواست یہ ہے کہ آئندہ کسی مرد کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے نہ بھیجئے۔ آپ کا تعلق صنف نازک سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ملائم آواز میرے دل پر بے صراحتہ انداز ہوتی ہے۔ اگر آپ کی بجائے وہی مرد جو پہلے آیا کرتا تھا... مجھے مسامحہ نہیں دے کون ہے... بدستور مجھ سے ملنے آیا کرتا۔ تو لاکھ کوشش کرنے پر بھی اس کی باتیں میرے دل پر کوئی اثر پیدا نہ کر سکتیں۔ میری زندگی جن حالات میں گزری۔ ان کی وجہ سے میرے دل میں مردوں کی طرف سے ایک قسم کی بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مرد اتنا صادق اور اس قدر ضمیر پرست نہیں ہو سکتا...“

استہزائے قطع کلام کر کے بولی۔ ”الطیفان رکھو۔ وہ صاحب جن کا تم ذکر کرتے ہو آئندہ تمہاری مرضی کے بغیر تم سے ملنے نہ آئیں گے۔ میں نے اس کام کو اب اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہے میں اسے کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کی کوشش کروں گی۔ آج میں تمہیں ایک خوشخبری سنانا چاہتی ہوں۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ اتنا عرصہ تیارگی میں رہنے کے بعد تم اس اطلاع سے بہت خوش ہو گے کہ آئندہ کے لئے تمہیں ایک لمبہ میا کر دیا جائے گا۔“

”عالی قدر خاتون“ انجمن بونز نے غشی سے پھولے نہ سماتے ہوئے پر شوق اہچ میں کہا ”میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں دروازہ کھولئے اور مجھے لمبہ دے دیجئے۔ اس کی مجھے بہت ضرورت تھی۔“

”وہ کہنے لگی۔“ میں یکا یک تم پر اعتماد نہیں کر سکتی سیدیکہ لو۔ مدت مدید تک جرم اور گناہ کرتے رہنے کا انجام یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کے دلوں میں ایسی بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے جسے فوراً ہی رفع نہیں کیا جاسکتا۔“

اولڈ ڈیوٹیہ فکر مند لہجہ میں کہنے لگا۔ پھر اب آپ کا ارشاد کیا ہے؟ میں آپ کو کیونکر بات کا یقین دلاؤں کہ میں بالکل نامب ہو چکا۔ اور آپ کا دل سے احساس ہو رہا ہے۔

ہوں۔

استھر نے کہا۔ اس کا اندازہ میں خود تھمارے الفاظ اور حرکات سے کر لوں گی۔ تم دیکھتے ہو مجھے تھماری اصلاح کی نسبت بہت کچھ امید پیدا ہو گئی ہے۔ اور اسی لئے میں آج تمہیں لپ مینے لگی ہوں۔ اور اگر تمہیں اس بات کی خواہش ہو۔ تو میں مطالعہ کے لئے ایک کتاب بھی دے سکتی ہوں۔

یہ الفاظ کہتے ہوئے استھر نے اس رخصت کی راہ سے لپ اندر داخل کر کے اولڈ ڈیچہ کے ٹائٹ میں دیدیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک کتاب بھی اس کے ہالے کی۔

مگر جس وقت اولڈ ڈیچہ ٹائٹ بڑھا کر لپ لینے لگا۔ اور لپ کی روشنی اس کے چہرہ پر پڑی تو استھر کو ایسا معلوم ہوا کہ مسرت اور اطمینان کی جھلک جو اس روایت سے اس بد معاش کے چہرہ پر نمودار تھی۔ وہ اپنے اندر کوئی تسلی بخش اثر دیکھنے کی بجائے خوفناک انداز رکھتی تھی۔ مگر اس نے سوچا جس شخص کی صورت سالہا۔ الی یہ کام کرتے رہنے سے کمرہ ہو چکی ہو۔ اس کے اندر کتنی بھی اصلاح عمل میں لائی جائے۔ بہر حال وہ اصلی صورت کو آنے والی نہیں ہو سکتی۔

لپ کو کمرہ کے اندر مینر پر رکھ کر اولڈ ڈیچہ لے کر آیا۔ ٹیکہ خانہ میں پھر آپ کا تہہ دلی سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد وہ چند منٹ تک کتاب کے ورق الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔ اور آخر کار تعجب کے انداز سے کہنے لگا۔ کیا بات ہے کہ آپ میرے لئے ایک ایسی بخیل لائی ہیں۔ جس میں عہد عتیق جدیدہ و لو شامل ہیں۔ حالانکہ آپ صرف اولڈ ڈیچہ کی معتقد ہیں؟

استھر ڈی مڈینا ملائت آمیز لہجہ میں بولی۔ کیا ہوا اگر مجھے صرف عہد نامہ عتیق کی تعلیم دی گئی ہے۔ اپنے دل میں میں نہ سیاست کی اتنی ہی مداح ہوں جس قدر یہودیت کی۔ مگر یہ نہ فصاحت ہونا چاہیے۔ بلکہ میں پھر تم سے ملنے آؤں گی۔

استھر بڑا استھر واپس ہوئی۔ تو دل میں سوچ رہی تھی کہ میں زانہ حال کے سبک بڑے عجم کی اصلاح میں پورے طور پر کامیاب ہو گئی ہوں۔ جب اس نے ان وقتاوت کی اطلاع لائی کہ وہی۔ تو وہ بھی بہت خوش ہوا۔ اور اس نے حسین یہود کا ان کو ششما کے لئے بہت شکریہ ادا کیا۔ جو اس نے اس کار نیک کے لئے سر انجام دی تھی۔

سینہ نے اس کے تعریفی کلمات کو مسکراتے ہوئے منقطع کر کے کہا۔ کیا آپ آج رات میرے ساتھ بیچلے میز کو نہ چاہیں گے؟

وہ کہنے لگا۔ استخبر مجھے بہت سے کام پر پیش ہیں۔ اس لئے معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن پھر وہ خود مسکرا کر کہنے لگا۔ تم نے مجھے اس جوان لڑکی کے متعلق کوئی بات نہیں سنائی۔۔۔ تم مجھ سے ملکتی ہو۔ میرا اشارہ کس کی طرف ہے۔۔۔ میرا ارادہ کل رات اس سے ملنے کا ہے۔

کل؟ استخبر نے تعجب سے کہا۔ کیا آپ بھول گئے۔۔۔

جوشی قلم کلام کر کے کہنے لگا۔ بے شک میں بھول گیا تھا۔ کل آرتھر نے واسپس آنا ہے۔ اس لئے، سب مجھے میز پر نہ جانا چاہیے۔ اس کے پندرہ دن غیر معمولی جلدی سے گزر گئے۔ لیکن میں امید کرتا ہوں۔ اس نے پھر مسکرا کر کہا۔ اس عرصہ میں اس نے اپنے دیہاتی مکان واقع کینٹش کو اپنی دولہن کی سکونت کے لئے آسائش وہ بنانے میں پوری کامیابی حاصل کر لی ہوگی۔ استخبر اس میں شرانے کی بات نہیں۔ وہ ایک نہایت شرمیلہ عورت ہے۔ اور تہذیبی محبت کا پورے طور پر مستحق۔ ایک لڑکا اس کی پندرہ دن کی عمر حاضری میرے لئے بہت مفید ثابت ہوئی۔ کیونکہ اگر وہ شہر میں رہتا۔ تو اتنی یہ وقت جو اس باغیچہ پر مجرم کی اصلاح کے لئے تم نے صرف کیا۔ نہ مل سکتا۔

استخبر نے کہا۔ "تین اندیشہ رہے کہ اس لئے مجھے اس سے ملنے کا موقع نہ ملے گا۔ میں نے اس کا ذکر خود اس شخص سے نہیں کیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو وہ سمجھے میں اس کام سے جو میں نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ تھک گئی ہوں۔"

جوشی جلدی سے، پر جوش لہجہ میں کہنے لگا۔ استخبر میں تہذیبی خبریں سے اس قدر زبردست ہیں کہ تمہارا یہ اشتہار میرے دل میں کبھی کوئی بدگمانی پیدا نہیں ہو سکتی۔ لیکن چونکہ غصہ میرا ہمراہ ہے اور تمہاری آرتھر سے شاید وہ جو خوالی ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر تمہارا ایک دوست ہے کہ اس میں اس قدر کام ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری سہرا ہفتیں آئندہ بدباغیچہ، تہذیب کے پاس آئے کی اجازت نہ دے گی۔

استخبر شرما کر کہنے لگی۔ یہ درست ہے۔ اور اگرچہ مجھے اس شخص کی اصلاح کا یہ عہد

خیال ہے۔ اور اس بد نصیب قیدی کو بہتر انسان بنانے کی کوشش میں کامیابی حاصل ہوئے پر ہماری بہت سی اہم اغراض و مقاصد کا دار و مدار ہے۔ تاہم میں نہیں چاہتی کہ روزانہ کئی گھنٹے گھر سے باہر رہنے کے متعلق ارل کے رویہ کو کسی طرح کی دروغ بیانی کروں۔ اس میں شک نہیں ڈال دو کہ ان معاملات کا علم ہے۔ اور انہوں نے اس کارروائی کو جو آپ نے اختیار کی۔ اور جس میں میں نے امداد دینا منظور کیا۔ خود بھی پسند کیا تھا۔۔۔

”کھیر و مجھے ایک اور خیال پیدا ہوا ہے۔“ جیسی بیکایک قطع کلام کر کے کہنے لگا تم نے بتایا ہے کہ نجین بونزور خواہت کرتا ہے کہ تم روزمرہ اسی طرح اس سے ملتی رہو۔ اور اس بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ وہ انجام کار ضرور تائب ہو جائے گا۔ اور ہماری کوششیں بارور ثابت ہوں گی۔ وہ تمہیں اپنا محافظ فرشتہ اور ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم نے اس سے ملنا بند کر دیا۔ اور اُسے آئندہ اس طرح پریشانی کی تدبیر نہ ہوتی رہی تو شاید اس میں پھر مراجعہ اثر نمودار ہو جائے۔ اور وہ سمجھے کہ تم نے اسے ناقابل اصلاح سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ میری رائے میں اس شخص کی اصلاح کا کام تم نے اس حد تک مکمل کر لیا ہے کہ اب تمہارے اس فرض کو کوئی اور اپنے ذمہ لے۔ تو اس میں ہرج نہ ہوگا۔ خصوصاً اس حالت میں کہ نجین بونزوی سمجھتا ہے کہ استھمڈی مڈینا ہی مجھ سے ملنے آتی ہے۔۔۔ کی تم میرا مطلب سمجھتی ہو؟“

یہ وہ اس مشورہ سے جو ایک وقت طلب سوال کو حل کرنے کا ذریعہ تھا بہت خوش ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ ”مگر کیا آپ اس انتظار سے ہر طرح مطمئن ہیں؟“ جیسی بولا۔ اس کے سوا چارہ کار نہیں۔ آرتھر روزانہ فینچلے میز پر جایا کرے گا۔ اور اگر تم اسے دماغ نہ ملیں۔ تو اسے ضرور تعجب ہوگا۔ استھمڈی کے عجب میں کہنے لگی۔ ”کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آرتھر کو فوراً ہی سارے معاملہ سے خبردار کر دیا جائے؟“

”نہیں میری رائے یہ نہیں۔“ جیسی کہنے لگا۔ ”میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے اپنی تجویز کو کامیاب خاتمہ تک پہنچا لوں۔ اور اس وقت جب ہر قسم کا خطرہ دور ہو جائے۔۔۔ فخر یہ انداز سے کہہ سکوں آرتھر تم بے شمار خطرات میں محصور تھے۔ جن کا تمہیں علم نہ تھا۔ کہ کئی شیطانی تمہارے خلاف نہایت خوفناک سازشیں کر رہے تھے۔ لیکن میں نے ان کی تمام سازشوں کو تباہ کر دیا۔“

اور خود ان بد معاشوں کی بھی ایسی اصلاح کر دی ہے۔ کہ وہ آئندہ اس کام کی جرأت نہ کرینگے۔ استغفر یہ میرا خیال ہے اور میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ تم مجھے اس تجویز سے باز رکھنے کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ اپنی زندگی میں خود مجھ سے جو خطا میں سرزد ہوئیں ان کی تلافی اسی ذریعہ سے ممکن ہے۔ جو شخص دنیا میں ایک نیک کام کرے وہ درحقیقت بہت سی برائیوں کی تلافی کا موجب ثابت ہوتا ہے۔

زمانہ گزشتہ کا ذکر آنے سے حسین دوشیزہ کی رنگت زرد ہو گئی۔ اور وہ کانپ کر کہتی لگی۔ خدا رکھے۔ لے آپ ان پھلی باتوں کا ذکر نہ کیجئے۔

حبشی نے کہا۔ بیشک ہمیں زمانہ حال کی باتوں کا ہی ذکر کرنا چاہیے۔ جتنا زیادہ میں اپنی تجویز پر غور کرتا ہوں۔ اسی قدر اس کی مناسبت ثابت ہو رہی ہے۔ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا۔ ناں اب معاملے کی صورت اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ تم آئندہ آنے کی تکلیف نہ کرو۔ لیکن جس بوز کو اسی خیال میں رہنے دو کہ تم ہی اس سے ملتی ہو اور یہ کہ اس کے متعلق کسی قسم کا تغافل نہیں برتا گیا۔ اس سے زیادہ تشویش بخیر ضروری ہے۔ مفصل کیفیت تم خود سمجھ سکتی ہو۔

ہو دن بولی۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گئی۔ اور آپ کے حسب منشا انتظام کر دیا جائیگا۔ اتنا کہ کہ وہ اس مکان سے رخصت ہوئی۔

اولد ڈیٹھ کا وار

باب ۱۱۴

اس سے دوسرے دن شام کے پانچ کا عمل تھا۔ اور اولد ڈیٹھ اسی کوٹھری میں جس کے اندر اب اس قدر ڈی ڈیٹھ کا دیا ہوا لمپ جل رہا تھا۔ اپنی چار پائی پر اس طرح بیٹھا تھا۔ جسے کوئی درندہ شکار کی تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہو۔

ایک تو وہ قدرتی طور پر دہلا پڑا تھا۔ اس پر طویل حراست نتیجہ یہ ہوا کہ اب وہ بالکل ٹپڑیوں کا پیچھے نظر آتا تھا۔ کپڑے بدن پر اتنے ٹھیکھے تھے۔ گویا اس کے لیے بنائے ہی نہیں گئے۔ اس نے اپنے پرانے خاکستری کوٹ کو اچھی طرح بدن کے گرد پیشا ہوا تھا کیونکہ اگر پہلی کا مہینہ تھا۔ مگر اس تھکانے میں غیر معمولی سردی محسوس ہوتی تھی۔ پھر وہ زرد اور

خونفاک تھا۔ اور اُسے دیکھ کر کسی شخص کے دل میں جذبہ رحم پیدا ہونا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ اس قسم کی شیطانی تندی جیسی اس چہرہ پر نمودار تھی بہت کم کسی شخص کی صورت میں دیکھی جاتی ہے۔ اس کا چہرہ ایسے خونفاک جذبات اور اس قدر وحشیانہ خواہشات کا آئینہ تھا کہ ان کے خیال کو بھی ذہن میں لاتے ہوئے دل کا پیچہ اکٹھا ہے۔

دبلے نقطوں میں غراتے ہوئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ رکے ہوئے جذبات کی وجہ سے سخت بہرا ہوا ہے۔ وہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔ ابھی آتی ہے... ناخبر ابھی آتی ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں مجھے وارنہوؤں کے نیچے اس طرح چمکنے لگیں۔ جیسے رات کی تاریکی میں قبرستان کے اندر کسی چنچ کی آنکھ میں نظر آتی ہیں غالباً اب وہ مجھے اس قدر تاثر پہنچاتی ہے کہ آئندہ مجھے خطرناک نہ بنائے گی۔ اس صورت میں... اس صورت میں...

وہ رک گیا اور وحشیانہ انداز سے دانت ککھانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی مٹھیاں اس شخص سے کس ہیں۔ کہ ناخن چھبائیں ہیں گھس گئے۔

دوبارہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا۔ دھالی جینے گذر گئے کہ اس شیطان ملعون نے جو میرا جانی دشمن ہے۔ مجھے یہاں ملا کر زیر حراست رکھا۔ دھالی جینوں سے میں اس کا قیدی ہوں خدا کرے اس پر قہر آسمانی نازل ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے میری تباہی... میری راہ میں روکاؤں پیدا کرنے اور مجھے ملکیت دینے کے لئے ہی پیدا کیا گیا تھا۔ آج سے چھ سات ماہ پیشہ ریب اول مرتبہ میری اس سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت سے ہی میرے سارے انتظامات و رسم پر ہم ہو رہے ہیں۔ لیکن کیا ہو ایسے انتقام کا دن قریب آ رہا ہے۔ میں اس سے نہایت خونفاک بدلہ لوں گا۔ خود اس ہی میری جان ہی چلی جائے۔ بے وقوف کہتا ہے۔ میں اس کے راز سے پیچھے ہوں۔ لیکن میں سارے معاملہ کو خوب اچھی طرح جان چکا۔ اول مرتبہ ہی جب وہ اس کمرہ میں آیا تو اگرچہ لپٹ کی روشنی صرف ایک کنڈک کے لئے اس کے چہرہ پر پڑی تھی۔ تاہم اس ایک ثانیہ میں ہی میں حقیقت حال سے خبردار ہو گیا۔ اس میں اس کی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اسے یہ کہتے ہوئے اس نے ایک خونفاک قہقہہ لگایا۔ اس نے ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ زندہ کیسے رہا؟ اُسے چایا کیونکہ گیا ہے۔

بھٹوری دیر بھالت فکر چار پانی پر بیٹھا رہا۔ اور آخر بولا۔ اس کامضائقہ نہیں کہ وہ کیونکہ بچا۔
 بہر حال اس کا یقین ہے کہ یہ وہی ہے اور میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔۔۔ ہاں میرے
 لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اور میں کتابے وقت تھا۔ کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے لارڈ اینگلم
 سمجھا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ اگر اس لبپ کی روشنی اس کے چہرہ پر نہ پڑتی تو شاید میں آج
 تک اسے لارڈ اینگلم ہی سمجھا کرتا۔ آہ اسے معلوم نہیں۔ میں اس حقیقت سے خبردار ہو چکا
 ہوں۔ اسے علم نہیں کہ میں نے اس کے خلہ و خال کو سیاہی کی تہ میں گچھا لیا ہے۔ پھر
 وہ دوبارہ تھقہ لگا کر کہنے لگا۔ ”بے وقت یہ بچتے ہیں کہ میں تائب ہو چکا ہوں۔ انہوں نے
 جان لیا ہے کہ میری اصلاح کا کام حقیقی طور پر شروع ہو گیا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے
 کہ مجھے اپنی چال میں پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ میں نے نرمی کا جو
 رویہ اختیار کیا تھا۔ وہ بروقت ثابت ہوا۔ انہوں نے سمجھا تھا میں بہت ضدی ہوں اور
 میری اصلاح سہل امر نہیں۔ بہر حال میری تدریجی درستی کو اب وہ حقیقی سمجھنے لگے ہیں۔
 اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اور بھی زیادہ آسانی سے میرے دام میں آجائینگے۔۔۔“

لیکایک کو بھڑکی کے باہر کچھ آواز ہوئی جس سے یہ چونک گیا۔ اور فوراً اس نے اپنے
 چہرہ پر اس قسم کی افسردگی کا انداز اور عابدانہ اشرپیدا کر لیا۔ جو اس قسم کے مکروہ صورت
 شخص کی حالت میں ممکن ہو سکتا ہے۔

اتنے میں دروازہ میں بنا ہوا رخنے کھٹا۔ اور ایک شیریں آواز یہ کہتی سنائی دی
 ”میں حرب وعدہ لگتی ہوں۔ دیکھ لو میں نے تمہارا ساتھ نہیں چھوڑا۔“

اولڈ ڈیجھ نے بڑے نرم لہجہ میں لپکیا تی ہوئی آواز سے کہا۔ ”لیکایک دل خاتون مجھ جیسے

کنہ نگار کے ساتھ آپ کا یہ حسن ساوگ قابل تعریف ہے۔ الہی جب میں سوچتا ہوں کہ میں
 نے آپ کے خلاف کیسی کیسی سازشیں کیں۔ تو جی چاہتا ہے آپ سے کدو دوں۔ آپ مجھ
 بد نصیب کے قریب نہ آئیں۔ کیونکہ آپ سے لے کر میرا قرب ہی نفرت انگیز ہو گا۔“

حسینہ نے جس کا خوبصورت چہرہ اولڈ ڈیجھ کو دروازہ میں بنے ہوئے رخنے میں صاف
 نظر آ رہا تھا۔ کہا۔ ”کیا میں تمہیں اس بات کا یقین نہیں دلا چکی کہ میں نے تمہاری سبابت
 خطاؤں کو بالکل معاف کر دیا ہے؟“

بد نصیب قیصری اور بھی زیادہ ملایم آواز اختیار کر کے کہنے لگا۔ ”میں ڈرنا آپ کو

کہتی ہیں۔ آپ میرے نزدیک فرشتہ ہیں اور میں شیطان ہوں۔ ماں میں یقیناً اپنے آپ کو ایک دیو سیرت شخص سمجھتا ہوں۔ کل رات میں اس انجیل کو جو آپ مجھے دے گئی تھیں پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن دل میں اتنا سکون پیدا نہیں ہوتا۔ کہ میں اسے چند منٹ کے لئے بھی مسلسل پڑھ سکوں۔ میں چاہتا ہوں۔ کوئی مجھے ہر روز نصف گھنٹے کے لئے اس کا مضمون پڑھ کر سنایا کرے۔ لیکن اسے میں غیر ممکن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آپ ہی جن کا اتنا مفید اثر میرے دل پر ہوا ہے مجھ پر بے اعتباری کر کے میرے کمرہ میں آنے سے ڈرتی ہیں۔ کل بھی آپ نے انکار کر دیا تھا۔ مگر میں پوچھتا ہوں کیا میں انسان نہیں؟ کیا میں وحشی درندہ ہوں؟ نیک نہاد حسینہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں آپ کو ضرر پہنچاؤں؟ اتنا کہہ کر اس عمر رسیدہ بد معاش نے ایسا لہجہ اختیار کر لیا کہ کوئی جلنے دمنے لگا ہے۔

حسینہ نے پوچھا۔ میں تمہاری کوٹھری میں آکر تمہیں انجیل کا کچھ حصہ سناؤں تو اس سے تمہیں سکون حاصل ہو سکیگا؟

اولڈ ڈیو تھ کہنے لگا۔ فیاض حسینہ کس لئے آپ ایک عمر رسیدہ شخص کو جو پہلے ہی مصیبت زدہ ہے۔ ایسی طنز آمیز باتیں کہتی ہیں؟ کیا آپ یہ سمجھتی ہیں کہ میں پہلے ہی بارگناہ سے دب کر مٹی میں نہیں لچکا ہوں؟ اگر آپ کو میری کوٹھری میں آنے سے کسی طرح کا خوف ہے۔ تو کسی پادری کو ہی بھیج دیجئے۔۔۔ لیکن نہیں اس نے پھر کچھ سوچ کر کہا۔ آپ کے سوا میں کسی اور کے ساتھ ملکر دعا نہیں کر سکتا۔ آپ ہی میرے لئے درشت ثابت ہوئی ہیں۔ اور آپ ہی کا اثر میرے دل پر ہوا ہے۔ میں امید کرتا ہوں آپ نے جو مفید کام شروع کیا ہے۔ اسے کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کی کوشش کر بیجی مجھے اگر سال بھر یہاں رہنا پڑے۔ تو بھی آپ کے سوا میں کسی سے تسکین حاصل کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گا۔

حسینہ یوں نے کہا۔ اگر مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ تم حقیقت میں مسافر تاب ہو چکے ہو۔۔۔

کیا آپ کو کسی قسم کا شبہ ہے؟ قیدی نے جلدی سے پوچھا۔ کیا آپ کو اپنی قوت ترغیب پر اتنا ہی کم اعتماد ہے؟ عزیز خاتون بد معاش بڑھے نے کوٹھری کے اندر رخسار

پر دوزانو ہو کر اور مٹھ جوڑ کہہا۔ مجھ پر رحم کرو۔ خدا کے لئے رحم کرو۔ آپ کی یہ بدگمانی میرے سینہ میں خنجر کی طرح چبھتی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں آپ کی احسانندی کا کوئی عملی ثبوت دوں۔ اور یہ ثبوت اسی صورت میں دیا جاسکتا ہے کہ آپ کو میرے نائب ہونے کا پورے طور سے یقین ہو جائے۔ نوجوان حسینہ مجھ بد نصیب بڑھے پر رحم کرو۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ جس مقام پر آپ قدم رکھیں گے۔ میں اُسے آنکھوں سے چو مار دوں گا۔

باہر سے اسی شیریں آواز حسینہ نے کپکپاتے ہوئے لہجہ میں جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ دلی جذبات سے بے حد متاثر ہو چکی ہے کہا۔ ایسے حالات میں تمہارے مطالبہ کو پورا کرنے سے انکار نامناسب بلکہ داخل جرم ہوگا۔ ٹھیرو۔ میں اس کو ٹھہری لی کبھی لے آؤں۔ واپس آکر میں تمہیں انجیل سناتا ہوں۔

اتنا کہہ کر یہودی عورت کو ٹھہری سے رخصت ہوئی۔ اور چمقر کا بنا ہوا عمودی زینہ طے کر کے اس کمرہ میں داخل ہوئی جس میں جمشی رہا کرتا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ اس گاہ موجود نہیں۔ وہ رک گئی اور سوچنے لگی۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یاد آیا۔ کہ جمشی مجھے اولڈ ڈیٹھ کے متعلق ضروری ہدایات دے کر فوراً ہی کسی کام کے لئے ٹھوڑی دیر کے واسطے باہر چلا گیا تھا۔

اپنے دل سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگی۔ میری رائے میں یہ کام اس کی مرضی کے بغیر کرنا نامناسب ہوگا۔ مگر دوسری طرف قیدی اس قدر نائب اور پشیمان نظر آتا ہے۔ کہ اس کے دل پر جو مفید اصلاحی اثر پڑ چکا ہے۔ اسے مضبوط نہ کرنا جرم اور گناہ میں داخل ہوگا۔ پھر وہ ذرا سوچ کر دوبارہ کہنے لگی۔ نہیں بہتر یہی ہے کہ میں اس کام کو اپنی ذمہ داری پر کروں اور میں امید کرتی ہوں کہ وہ مجھ پر ہدایات مقررہ کے باہر کوئی کارروائی کرنے سے ناواہن نہ ہوگا۔ کیونکہ جو کچھ میں کہنے لگی ہوں۔ اس کا نتیجہ مفید ثابت ہونا یقینی نظر آتا ہے۔

یہ سوچتے ہوئے اس نے ایک کیاٹ کا دروازہ کھول کر بیچ سے ٹکی ہوئی بڑی سی کنجی اتاری اور اسے لے کر خانہ کی طرف چلی۔

دوسری طرف اس دس منٹ کے وقفہ میں جب تک یہودن واپس نہ آئی اولڈ ڈیٹھ

کے دل میں ہزاروں متم کے بیج و تاب پیدا ہوتے رہے۔ کبھی اُسے اپنے دل میں غیر معمولی شیطانی خوشی کا احساس ہوتا۔ اور وہ فرط مسرت سے دونوں ہاتھ ملنے لگتا تھا لیکن ذرا دیر کے بعد خوفناک شبہات اس کے چہرہ کو بھیانک بنا دیتے۔ اور وہ سوچنے لگتا کہ میں ایسا نہ ہو۔ کسی وجہ سے یہودن واپس نہ آئے۔ یہ دس منٹ کا عرصہ ہے ایک صدی کے برابر طویل معلوم ہوا۔ اور اس عرصہ میں اس کے اندر اتنا جوش اضطراب پیدا ہوا۔ کہ اس نے سوچا۔ اگر یہی حالت ایک گھنٹہ قائم رہی۔ تو میں دیوانہ ہو جاؤنگا۔ اس کی شیطانی فطرت کے بدترین جذبات اس کو بھرپور طرح تسلط میں تھے۔ اور اس مختصر عرصہ میں اس کے سینہ میں اس متم کے احساسات پیدا ہوئے۔ جو بلحاظ شدت کینہ و انتقام اس سے پہلے شاید کبھی کسی انسان کے دل میں پیدا نہ ہوئے ہونگے۔

آخر دس منٹ کے بعد کوٹھری کے باہر ریشمی پوشاک کی سرسراہٹ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی آہستگی سے قدم اٹھانے کی آواز اس کے کانوں تک آئی۔ ذرا دیر کے بعد یہودن اسی رخسہ کے قریب نمودار ہوئی۔ اُسے دیکھ کر اولڈ ڈیوٹ نے اپنے خوفناک جذبات پر فوراً قابو پا لیا۔ اور شکر گزاری اور احسان مندی کا لہجہ اختیار کر کے کہنے لگا "نیک دل حسینہ خدا آپ کو ان احسانات کا عوض دیگا۔"

"خدا کرے میں جو کام کرنے لگی ہوں۔ وہ تم پر کوئی دائمی اصلاح کا اثر ڈالنے کا موجب ثابت ہو۔" یہودن نے تفل میں کبھی داخل کرتے ہوئے صدقہ دل سے کہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے نازک ہاتھوں سے دروازہ کی بھاری ریختیں کھولیں اور اس کوٹھری کے اندر داخل ہوئی جس میں ایک ایسا فتنہ ساز شخص جس کے برابر نوع انسانی کو بے نیاز کرنا آوی کبھی وہ بے زمین پر نہیں دیکھا گیا۔ اس طرح بیار پالی پر دبکا بیٹھا تھا۔ جیسے شیر شکار کی تاک میں جہاز کی بجائے چھپ کر بیٹھا ہے۔

ایک لمحہ کے لئے اس خوفناک شخص کے دل میں اس قدر حیرت اور استحباب پیدا ہوا کہ اسے اپنی غمت، باصرہ اور احساس پر یقین نہ ہوتا تھا۔ سوچتا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت کچھ نیچیری موجودگی میں... میرے اختیار میں آ چکی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اُسے سارا معاملہ خواب کی طرح معلوم ہوا۔ اور اُسے اپنے دماغ میں

چکا چندی پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔

حسین یہودن واقعات آئندہ سے بخیر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی۔ لاؤ انجیل مجھے دو۔ اور تم میرے قریب تر ہو جاؤ۔
 ”لیجئے۔“ اولڈ ڈیوٹھ نے گہری آواز میں کہا۔ جسکے متعلق یہ غلط فہمی ممکن تھی کہ شاید سنجیدہ خیالات کی علامت ہے۔ اور حقیقت میں اس حسینہ نے اُسے ایسا ہی سمجھا۔

یہودن نے مقدس کتاب اپنے سامنے میز پر رکھ لی۔ اور اس خیال سے اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ کہ کوئی ایسا حصہ جو موقع کے حسب حال تلاش کر کے سناؤں وہ باب کال کر جس کی آسے تلاش تھی۔ اس نے اولڈ ڈیوٹھ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ سننے کے لئے تیار ہے۔ لیکن جس وقت اس نے اس معاش کی صورت کو لب کی ملکی روشنی میں غور سے دیکھا۔ تو اس کے دل میں انتہا درجہ کا خوف اور تشویش پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر اجنبی دیکھنے کی نہایت خوفناک شیطانی علامات نمودار تھیں۔

یکایک وہ مہر بد معاش خوفناک غصہ میں بھر کر خوریز انتقام کے جوش میں دیو کی سی طاقت حاصل کر کے شدت کے ساتھ خوف زدہ عورت پر ٹوٹ پڑا۔ وہ اس زور سے اس نازک اندام حسینہ پر حملہ آور ہوا کہ صدر سے کرسی ٹوٹ گئی۔ اور حسین یہودن خوفناک چیخیں مارتی ہوئی فرش زمین پر گر پڑی۔ بد معاش نے اس کی گردن کو اپنے ٹانگوں سے بڑی مضبوطی کے ساتھ دبا لیا۔ اور اس حالت میں اس کے قریب دوزانو بیٹھ گیا۔

فوراً اسی دیر میں چیخوں کی آواز کر اسنے کی آواز میں بدل گئی۔ کیونکہ اس ظالم کی انگلیاں اس نازک سفید گردن کے گرد زنجیر کی مضبوطی کے ساتھ جمی ہوئی تھیں۔ حسینہ نے نزع کی حالت میں بڑی زوردار جدوجہد کی۔ لیکن جتنی زیادہ اس کی طرف سے جدوجہد ہوتی تھی۔ اتنا ہی جہنم بوز کا جوش بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کی گردن کے گرد اپنی گرفت کو انتہا درجہ مضبوط کر لیا۔ اس کے منہ سے وحشیانہ غراہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

رفتہ رفتہ اس حسینہ کی جدوجہد کم ہونے لگی۔ اور بدن سر دھڑکنے لگا۔ مگر اس

کے دل میں نہ اردوں تم کے تیج و تاب پیدا ہوتے رہے۔ کبھی اُسے اپنے دل میں غیر معمولی شیطانی خوشی کا احساس ہوتا۔ اور وہ فرط مسرت سے دونوں ہاتھ ملنے لگتا تھا لیکن ذرا دیر کے بعد خوفناک شبہات اسکے چہرہ کو بھیانک بنا دیتے۔ اور وہ سوچنے لگتا کہ میں ایسا نہ ہو۔ کسی وجہ سے یہودن واپس نہ آئے۔ یہ دس منٹ کا عرصہ ہے ایک صدی کے برابر طویل معلوم ہوا۔ اور اس عرصہ میں اس کے اندر اتنا جوش اضطراب پیدا ہوا۔ کہ اس نے سوچا۔ اگر یہی حالت ایک گھنٹہ قائم رہی۔ تو میں دیوانہ ہو جاؤنگا۔ اس کی شیطانی فطرت کے بدترین جذبات امواج بحر کی طرح مستطلم تھے۔ اور اس مختصر عرصہ میں اس کے سینہ میں اس قسم کے احساسات پیدا ہوئے۔ جو بظاہر شدت کی نہ و انتقام اس سے پہلے شاید کبھی کسی انسان کے دل میں پیدا نہ ہوئے ہونگے۔

آخر دس منٹ کے بعد کوٹھری کے باہر ریشمی پوشاک کی سرسراہٹ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی آہستہ سے قدم اٹھانے کی آواز اس کے کانوں تک آئی۔ ذرا دیر کے بعد یہودن اسی رخسہ کے قریب نمودار ہوئی۔ اُسے دیکھ کر اولڈ ڈیوٹھ نے اپنے خوفناک جذبات پر فوراً قابو پالیا۔ اور شکر گزاری اور احسان مندی کا لہجہ اختیار کر کے کہنے لگا۔ "نیک دل حسینہ خدا آپ کو ان احسانات کا عوض دیگا۔"

"خدا کرے میں جو کام کرنے لگی ہوں سوہ تم پر کوئی دیکھی اصلاح کا اثر ڈالنے کا موجب ثابت ہو۔" یہودن نے قفل میں گہنی داخل کرتے ہوئے صدقہ دل سے کہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے نازک ہاتھوں سے دروازہ کی بھاری ریخیں کھولیں اور اس کوٹھری کے اندر داخل ہوئی جس میں ایک ایسا فتنہ ساز شخص جسکے برابر نوع انسانی کو بدنام کرنے والا آدمی کبھی وہ نے زمین پر نہیں دیکھا تھا۔ اس طرح چار پانی پر دبکا بیٹھا تھا۔ جیسے شیر شکار کی تاک میں جھاری کے نیچے چھپ کر بیٹھا ہے۔

ایک لمحہ کے لئے اس خوفناک شخص کے دل میں اس قدر حیرت اور استعجاب پیدا ہوا کہ اسے اپنی غوث باصرہ اور احساس پر یقین نہ ہوتا تھا۔ سوچا تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت کچھ عجیب میری موجودگی میں ۱۰۰۰ سال سے اختیار میں آچکی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے اُسے سارا معاملہ خواب کی طرح معلوم ہوا۔ اور اُسے اپنے دماغ میں

چکا چندی پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔

حسین یہودوں واقعات آئندہ سے بجز ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی۔ لاؤ انجیل مجھے دو۔ اور تم میرے قریب تر ہو جاؤ۔
 ”لیجئے۔“ اولڈ ڈیوٹھ نے گہری آواز میں کہا۔ جسکے متعلق یہ غلط فہمی ممکن تھی کہ شاید سنجیدہ خیالات کی علامت ہے۔ اور حقیقت میں اس حسینہ نے اُسے ایسا ہی سمجھا۔

یہودوں نے مقدس کتاب اپنے سامنے میز پر رکھ لی۔ اور اس خیال سے اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ کہ کوئی ایسا حصہ جو موقع کے حسب حال پہ تلاش کر کے سناؤں وہ باب کمال کرجس کی اسے تلاش تھی۔ اس نے اولڈ ڈیوٹھ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ سننے کے لئے تیار ہے۔ لیکن جس وقت اس نے اس معاش کی صورت کو لپ کی بلکی روشنی میں غور سے دیکھا۔ تو اس کے دل میں انتہا درجہ کا خوف اور تشویش پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر ابض و کینہ کی نہایت خوفناک شیطانی علامات نمودار تھیں۔

یہ ایک وہ مہر بد معاش خوفناک غصہ میں بھر کر خوریز انتقام کے بوش میں دیو کی سی طاقت حاصل کر کے شدت کے ساتھ خوف زدہ عورت پر ٹوٹ پڑا۔ وہ اس زور سے اس نازک اندام حسینہ پر چلے آور ہوا کہ حد درجہ سے کرسی ٹوٹ گئی۔ اور حسین یہودوں خوفناک چیخیں مارتی ہوئی فرش زمین پر گر پڑی۔ بد معاش نے اس کی گردن کو اپنے ٹانگوں سے بڑی مضبوطی کے ساتھ دبایا۔ اور اس حالت میں اس کے قریب دوڑا تو بیٹھ گیا۔

فراسی دیر میں چیخوں کی آواز کر اہنے کی آواز میں بدل گئی۔ کیونکہ اس ظالم کی انگلیاں اس نازک سفید گردن کے گرد زنجیر کی مضبوطی کے ساتھ جھمی ہوئی تھیں۔ حسینہ نے نزع کی حالت میں بڑی زوردار جدوجہد کی۔ لیکن جتنی زیادہ اس کی طرف سے جدوجہد ہوتی تھی۔ اتنا ہی تنہم بوز کا جوش بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کی گردن کے گرد اپنی گروت کو انتہا درجہ مضبوط کر لیا۔ اس کے منہ سے وحشیانہ غراہٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

رفتہ رفتہ اس حسینہ کی جدوجہد کم ہونے لگی۔ اور بدن سرد پڑنے لگا۔ مگر اس

شیطان کی انگلیاں اور بھی زیادہ مضبوطی کے ساتھ کستی گئیں جسے کہ اس کے لمبے ناخن حسینہ کی نازک اور ملائم جلد میں داخل ہو گئے۔ اس دیریز میں تہ خانہ میں بے دردانہ قتل کی یہ واردات نہایت ہی خوفناک تھی۔

آخر کار یہودن کی حرکات نے محض تشبیہی صورت اختیار کرنی۔ کراہنے کی آواز غرغراہٹ میں بدل گئی۔ اور اس کی موٹی سیاہ آنکھیں جن میں غیر معمولی چمک نمودار تھی اولڈ ڈیوٹھ کی طرف خوفناک طریق پر جم گئیں۔ مگر اب بھی اس بد ذات کے دل میں ذرا خوف پیدا نہ ہوا۔ نہ اسے پشیمانی یا افسوس کا احساس ہوا۔ اب تک وہ بدستور اس کی گردن کے گرد اپنی انگلیاں جمائے بیٹھا تھا۔ اس کی اپنی آنکھیں ان آنکھوں کی طرف جن پر مرونی چھاری تھی خوفناک طریق پر دیکھتی تھیں۔ اور اس کے چہرہ پر شیطانی کامیابی کی جھلک نظر آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جس خوفناک فعل کا وہ مرتکب ہوا ہے اس کے متعلق اس کے دل میں وحشیانہ خوشی پیدا ہو رہی ہے۔

بد نصیب یہودن پر حملہ آور ہونے کے وقت سے اب تک قریباً پانچ منٹ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ مقتولہ کا بدن سرد ہونے لگیہ کہ اب وہ بھی گرفت ہٹا کر کھڑا ہو گیا۔ اور میرے لیمپ اٹھا کر اس نے زور سے بد نصیب عورت کے سر پر دے مارا۔ ایک آخری ہلکی سی کراہنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

لمپ کے گرنے سے کمرہ میں تاریکی پھیل چکی تھی۔ اس تاریکی اور خاموشی میں اولڈ ڈیوٹھ اب کوٹھری سے نکلنے کی فکر میں ہوا۔

وہ ان تہ خانوں سے پوری طرح واقف تھا۔ چنانچہ اندھیرے میں ہی تیزی سے قدم اٹھاتا عمودی زینہ پر چڑھنے لگا۔ دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ اب اس وحشیانہ انتقام کی تکمیل کے بعد کیا مجھے رہائی کی تشویش ناک جدوجہد میں انجام کار کامیابی حاصل ہو جائے گی؟

پتھر کے زینہ کو طے کر کے وہ اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں وہ ساہماں سال تک اس وقت سے پہلے کہ لارڈ ایلینگھم نے یہ مکان اس سے زبردستی حاصل کیا سویا کر رکھا تھا۔ اور پھر تجربہ گاہ میں پہنچا۔ یہاں تک کوئی اس کا مزاحم نہ ہوا۔ اب وہ خوش خوش اس زینہ سے اتر رہا تھا۔ چال کی طرف ہٹا تھا۔ جہاں سے گذر سنے کے بعد اس کے لئے

آزادی کا راستہ کھلاتھا۔

کیا وہ بلا مزاحمت یہاں سے رخصت ہو جائیگا؟ اب تک قسمت اس شیطان صفت قاتل کی حامی کار نظر آتی تھی۔ اس نے صدر دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور اب وہ اس وسیع دنیا میں قدم رکھنے کے لئے تیار تھا۔ جس کے اندر بد معاشوں کے لئے اپنے بڑے افعال کے بے اندازہ وسائل ہیما ہیں۔ سارا مکان خالی معلوم ہوتا تھا۔ کسی نے اسے آواز تک نہ دی۔ سوائے اس کے اپنے قدموں کی چاپ کے کوئی آواز اس کے کانوں تک نہ پہنچی۔ آزادی اب بالکل یقینی نظر آتی تھی۔ حالانکہ جس وقت وہ اپنے خفاک انتقام کی تیار و زیر سوچ رہا تھا۔ تو اس ارادے میں اسے سیکڑوں مشکلات حاصل معلوم ہوتی تھیں۔

اس نے صدر دروازہ پر ہاتھ رکھا۔ اور وہ آسانی سے کھل گیا۔ مگر آہ! اسے فوراً خلیل آیا۔ کہ میرے ہاتھ متھیل یہ دون کے ہوسے سرخ ہیں۔ انہیں دیکھ کر وہ چوکیا۔ مگر صرف ایک منٹ کے لئے۔ اولڈ ڈیوٹھ ایسا آدمی نہ تھا۔ کہ کسی سوال کے متعلق زیادہ عرصہ تک پس و پیش کرتا۔

پھر وہ اپنے خون آلود ہاتھوں کو جیبوں میں ڈال کر اس طرح سکون اور اطمینان کے ساتھ مکان سے باہر نکلا۔ گویا وہ اس کی اپنی ملکیت ہو۔ اور اسے کسی کا ذرا بھی خوف نہ ہو۔ دس ہفتے کے طویل عرصہ کے بعد فضا نے آسانی کی تازہ ہوا اسے نہایت روح بخش معلوم ہوئی۔ وہ اپنی آزادی کو محسوس کر کے بہت خوش ہوا۔

لیکن دفعتاً اس کے کانوں میں ایک آواز آئی۔ کسی نے چونک کر کہا۔ آہ "اولڈ ڈیوٹھ" نے مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص بے تحاشہ اس کی طرف دوڑا چلا آتا ہے۔ اس کے لمحہ بھر بعد جیشی نے اسے اپنی گردن میں لے لیا۔

دونوں تھوڑی دیر زوردار جہد جہد ہوتی رہی۔ اور اتنے میں بے شمار خلقت جمع ہو گئی۔ چونکہ عدالت سسٹن کا اجلاس مکس ہال واقع کلرکن ویل گرین میں ہوتا تھا۔ اس لئے شہر کے اس حصہ میں لوگوں کا ہجوم غیر معمولی طور پر زیادہ ہوا۔

اولڈ ڈیوٹھ نے مکان سے نکلنے وقت دروازہ کو کھلا ہی چھوڑ دیا تھا۔ جیشی جس وقت اسے اپنی گردن میں لیکر دروازہ کی طرف بڑھا۔ تو عمر بد معاش نے چلا چلا کر کہنا شروع

کیا اُسے پکڑ لو... جانے نہ دو...“

جبشی کے دل میں اولڈ ڈیٹھ کے ماتھے خون آلود دیکھ کر یہودن کی نسبت کئی طرح کے ایڑنے پیدا ہو گئے تھے۔ اور وہ سخت مضطرب تھا۔ مگر اس نے زور سے آواز دی۔ یہ شخص دیوانہ ہے اور پاگل خانہ سے بھاگ کر آگیا ہے۔“

”نہیں نہیں میں دیوانہ نہیں ہوں۔“ اولڈ ڈیٹھ نے چیخ کر کہا۔ ”اُسے پکڑ لو... جانے نہ دو... یہ شخص پھانسی کے تختے سے بچ کر آگیا ہے... یہ ٹام رین رہزن ہے۔“

ان الفاظ کا جبشی پر ایسا اثر ہوا کہ نہ زبان میں طاقت گویائی اور نہ بدن میں توانائی باقی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سپردِ دھنسا ایک بجلی سی گر گئی ہے۔ اس کے لمحہ بھربا ڈانکس اور شگھم سرِ غرسانوں نے جو عدالت کسشن کو جاتے ہوئے ریڈ لائن سٹریٹ میں ہجوم کے ساتھ ہی رک گئے تھے۔ اُسے پکڑ لیا۔

”اُسے مضبوط پکڑ دو... بھاگ نہ جائے۔“ جنم بوز نے بدستور چلاتے ہوئے کہا۔ یہ شخص ٹام رین ہے... یقیناً وہی ہے... اس نے اپنے چہرہ کو عمدہ اسے اہ کر رکھا ہے۔“

رین فورڈ نے... کیونکہ جبشی حقیقت میں وہی تھا۔ اوسان بھل کر کے کہا۔ ”اس بدعاش کو بھی پکڑ لو... اور پھر اس نے اس کے خون آلودہ ٹاکھوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔“ اس نے اس مکان میں کسی کو قتل کروایا ہے... الہی کیا آفت ہے!...“

اب بازار میں اس قدر ہجوم تھا۔ کہ لوگوں کے لئے رستہ چلنا محال ہو گیا۔ لیکن جب خلعت میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ مشہور رہزن ٹام رین کسی معجزانہ طریق پر پھانسی سے بچ گیا ہے۔ اور اب پھر زیرِ حساست ہے تو لوگوں میں بے حد سنسنی پیدا ہوئی۔ ڈانکس اور شگھم یہ سوچ کر کہ ایسے حالات میں ہجوم قیدی کا طرفدار ہو جایا کرتا ہے۔ اسے اور اولڈ ڈیٹھ کو ساتھ لیکر مکان کے اندر چلے گئے۔ اور ان کے پیچھے پیچھے تین چار کانٹیل بھی گھس گئے۔ ہجوم بھی ان کے پیچھے اندر جانا چاہتا تھا۔ لیکن انہوں نے مضبوطی کے ساتھ اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

پہلی منزل کی اسٹس گاہ میں پہنچ کر یہ لوگ ٹھہر گئے۔ اور اولڈ ڈیٹھ جو واقعات پیش آمدہ کے جوش سے بالکل مغلوب ہو چکا تھا۔ تھک کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

سراغرساں ڈائیکس کینہ آمیز لہجہ اختیار کر کے کہنے لگا۔ مسٹر رین فورڈ مجھے تم کو دوبارہ گرفتار کرنے کا رنج تو ہے۔ مگر یہ تو کہو۔ تم پھانسی کی رسی سے کیونکر بچ گئے؟ میں نے تو تمہیں اپنے سامنے لٹکتے دیکھا تھا۔

رین فورڈ زور دار لہجہ میں کہنے لگا۔ بس ان باتوں کے ذکر کی ضرورت نہیں مگر لوگ میرے ساتھ نیچے چلو۔ مجھے یقین کامل ہے۔ کہ اس بد معاش نے قتل کی واردات کی ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اولڈ ڈیوڈ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ اور وہ اس کی خوفناک نگاہوں کی تاب نہ لا کر کانپنے لگا۔ اگر تمہیں یقین نہ ہو۔ تو دیکھ لو اس کے ماتھے خون آلودہ ہیں۔

ڈائیکس اپنے ساتھی افسر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ بنگم تم اسے ساتھ لے آؤ۔

”نہیں نہیں میں وہاں نہیں جاؤں گا۔“ قاتل نے چیخ کر کہا۔ اس کے چہرہ پر انتہائی خوف سے تشنجی اثرات نمودار تھے۔ کیونکہ اب جرم کے ارتکاب کے بعد مراجعہ انہی اثرات نے اسے بالکل ہی خوف زدہ بنا دیا تھا۔

ڈائیکس کہنے لگا۔ خیر تم اسے یہیں زیر حراست رکھو۔ میں دو سپاہیوں کو لے کر مسٹر رین فورڈ کے ساتھ قتل کی واردات دیکھنے جاتا ہوں۔

اتنا کہہ کر سراغرساں افسر دو منتخب سپاہیوں کو لیکر ٹام رین کے ساتھ اس کی رہائش گاہ گیا۔ جہاں عمودی زینہ کا چور دروازہ بنا ہوا تھا جس وقت اولڈ ڈیوڈ تہ خانہ سے نکلے لگا تو وہ اسے کھلا ہی چھوڑ گیا تھا۔ سپاہیوں نے اس چور دروازہ کو دیکھ کر ایک دوسرے پر حیرت اور تشویش کی نظر ڈالی۔

رین فورڈ نے ایک لمب جلاتے ہوئے حقالت آمیز لہجہ میں کہا۔ کیا تم لوگ نیچے جاتے ہوئے دڑتے ہو؟ اپنا فرض ادا کرو۔ اور میرے ساتھ نیچے چلو۔ ممکن ہے۔ ابھی اس میں جان ہو۔ آؤ دیر کر نا خطرناک ہے۔

ڈائیکس کہنے لگا۔ ہاں ہم چلے کو تیار ہیں۔ اور یہ کہہ کر وہ سب سے آگے زینہ کو اترنے لگا۔ اس کے پیچھے رین فورڈ اور سب سے آخر میں دو نو سپاہی تھے۔

تین منٹ کے عرصہ میں یہ مختصر جماعت اس گھر کی میں داخل ہوئی۔ جہاں آج

تک اولڈ ڈیٹھ زیر حرارت تھا۔ اس جگہ جو نظارہ انہیں دکھائی دیا۔ وہ اتنا خوفناک تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ مقتول حسینہ کی لاشیں مطوب فرش پر پڑی تھیں۔ چہرہ کی رنگت سیاہ اور منہ سو جا ہوا تھا۔ اور اولڈ ڈیٹھ نے چلتے وقت اس کے سر پر لپ چونکہ بڑے زور سے دے مارا تھا۔ اس لئے اس کے صدر سے اس کی پیشانی پر گہرا زخم نمودار تھا۔ آنکھیں کھلی اور باہر کو نکلی ہوئی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ بلور کی بنی ہوئی ہیں۔

”ٹام جان سے پیاری ٹام۔“ ٹام برین نے ذہنی ادیت کے زیر اثر نہات تلخ لہجہ میں لاش کے قریب دو زانو ہو کر دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

پولیس کے افسر ہر چند کہ اپنے پیشہ کی وجہ سے عموماً سنگدل اور نازک اشارت سے بالا تر ہوتے ہیں۔ مگر اس وقت بہن کی زبان سے اس قسم کے غمناک کلمات سن کر وہ احترام کے ساتھ چپ چاپ تھوڑے فاصلہ پر کھڑے رہے۔

دونوں ہاتھوں کو دیکھ کر انداز سے جوڑ کر برین فورڈ کہنے لگا تیسرے دل و جان کی مالک ٹام برین تو آج کہاں ہے۔ انہوں نے تیری قبل از وقت موت کی خبر میں کس منہ سے تیرے باپ اور بہن کو ہیناؤنگا؟ کیا وہ مجھے اس کے لئے سخت ملامت نہ کریں گے؟ کیا وہ یہ نہ سمجھیں گے۔ کہ میں نے بحسن بوز کی اصلاح کے متعلق جو تجویز سوچی تھی وہی تمہاری جان لیوا ثابت ہوئی؟ ٹام میری پیاری ٹام کے معلوم تھا کہ تیری قسمت میں ایسی خوفناک موت لکھی ہے۔“

سخت پشیمانی اور پریشانی کی حالت میں وہ اس تاریک کوٹھری میں بیٹھا ہر دو جھٹکا کر بچوں کی طرح رونے لگا۔

”اٹھیں عمر وی زینہ کے ادب سے آوازیں سنائی دیں۔ کوئی ڈائیکس کو ادب بارہا تھا۔“

سر افراساں افسر نے ٹام برین سے جلدی لیکن ادب کے لہجہ میں کہا: ”آئیے اب یہاں ٹھیرنا بیکار ہے۔“ لیکن ٹام برین پر کچھ ایسی بے حسی چھا گئی تھی۔ کہ وہ ان کلمات کو سمجھتا ہی نہ تھا۔ ناچار افسر مذکور نے اس کا بازو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے نیم بے خبری کرسی صلیٹ میں ساتھ لے کر زینہ کی راہ سے اوپر پہنچا۔

زمینہ کے ادب بنگم اب تک اسے آوازیں دے رہا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا۔ کیوں کیا معاملہ ہے؟ کس لئے بار بار آوازیں دے رہے ہو؟
 کہنے لگا۔ آپ کو یاد ہو گا۔ گورنمنٹ نے اس شخص کا پتہ معلوم کرنے کے لئے انعام مشہر کیا تھا۔ جو سرکسٹون فریڈٹ اور ڈاکٹر لیسڈ کو بھگا کر لے گیا۔ آپ کو یاد ہو گا یہ واقعہ ٹارنٹروالے معاملہ کے سلسلہ میں پیش آیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ نگار اب اس واقعہ کا کیا ذکر ہے؟“

بنگم نے کہا۔ وہ شخص ٹام برین ہی تو تھا۔ اور چونکہ ہم نے اس کا پتہ لگایا۔ اور گرفتار کیا ہے۔ اس لئے ہمیں ڈھائی ڈھائی سو پونڈ انعام ملے لیں گے۔
 ڈائیکس کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمودار ہو گئے۔ اور وہ خوفناک نظارہ جیسے دیکھ کر وہ ابھی زاپس آیا تھا اس کے ذہن سے خارج ہو گیا کہنے لگا۔ بخدا یہ تو بڑی خوشخبری ہے پھر وہ اس کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے جو اس زمین کے قریب واقع تھا کہنے لگا۔ تمہیں یہہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ مسٹر برین فورڈ نے ہی ٹارٹ اور ڈاکٹر کو اغوا کیا تھا؟

بنگم نے جواب دیا۔ ”بڑھے بن بونز کی باتوں سے معلوم ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس شخص نے مجھے اغوا کر کے دس ہفتے اس تہ خانہ میں زیر حراست رکھا۔ یہی کارروائی کئی اور شخصوں سے کی گئی جن میں قابل ذکر جوش پیڈلر اور ٹم سیلنڈ تھے۔ چنانچہ جب اس نے ان شخصوں کا نام لیا۔ تو میرے کان کھڑے ہو گئے۔ میں نے اس سے سوالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ ان سب کو اسی طرح اغوا کیا گیا تھا۔ اس سے معاملہ صاف ہو گیا۔ خصوصاً اس لئے کہ یہ واقعات اسی زمانہ میں ہوئے تھے۔ جب ٹارنٹروالے معاملہ پر بہت کچھ شور مچا ہوا تھا۔“

بنگم کہنے لگا۔ ”لیکن معلوم ہوتا ہے۔ بن بونز کو سرکسٹون اور ڈاکٹر لیسڈ والے معاملہ کا کچھ علم نہیں کیونکہ ان کے اغوا کا واقعہ مشہر ہونے سے پہلے ہی بونز کو زیر حراست کر لیا گیا تھا۔ مگر میں پوچھتا ہوں نیچے تہ خانہ میں کیا واقعہ پیش آیا ہے؟“
 ڈائیکس نے جواب دیا۔ ”کچھ نہیں بس ایک جوان عورت کو جان سے مار دیا گیا ہے۔ اس سے تم دیکھ سکتے ہو کہ ہمیں دن بھر کے لئے کافی کام مل گیا ہے۔ اول تو ہم نے ایک ایسے شخص کو گرفتار کیا ہے جسے پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔ لیکن وہ کسی طرح بچ نکلا۔ پھر ہم نے

ایک قاتل کا سرخ لگایا اور اسے گرفتار کیا۔ اور اب یہ سب بیکاری انعام کا معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ کچھ عرصہ سے ہمیں بیکاری کی شکایت رہا کرتی تھی۔ آج وہ بالکل رفع ہو گئی۔“

اس قسم کی باتیں کرتے سطر ڈائیکس اور سٹرنگم اس کمرہ میں پہنچے۔ جہاں اولڈ ڈیٹھ وڈ سپاہیوں کے زیر نگرانی کر سی پر بیٹھا تھا۔ لیکن جس وقت رین فورڈ کو اس کمرہ میں پہنچا یا گیا۔ تو اگرچہ وہ اب تک نیم بے خبری کی حالت میں تھا۔ اور جو اوقات اس کے گرد پیش ہو رہے تھے۔ ان کو سمجھنے سے قاصر معلوم ہوتا تھا۔ تاہم اولڈ ڈیٹھ کو دیکھ کر وہ نفرت آمیز طریق پر پیچھے کو ہٹ گیا۔ اور کہنے لگا۔ میں اس خوفناک شخص کی موجودگی میں نہیں رہ سکتا مجھے کسی دوسری جگہ لے چلو۔“

اولڈ ڈیٹھ جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا وحشیانہ انداز سے مسکرایا۔ لیکن اتنے میں رین فورڈ ڈائیکس اور دونوں سپاہیوں کے ساتھ اس کمرہ سے نکل کر تجربہ گاہ کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی لڑکا قیصر جو رین فورڈ کا اس زمانہ میں جب وہ حبشی کی حیثیت رکھتا تھا۔ ملازم تھا۔ مکان کے باہر هجوم کی زبان سے طرح طرح کی خبریں سن کر جن کی بنا پر اس نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ رین فورڈ کی اصلیت دریافت کر لی گئی ہے۔ اور اس کا پتہ اولڈ ڈیٹھ نے دیا ہے جسے خود بھی قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اسی کمرہ میں جہاں رین فورڈ داخل ہوا تھا پہنچا اور اپنے آقا کے قدموں میں گر کر پر وحشت طریق پر کہنے لگا۔ میرے فیاض مربی۔ میں آپ کو ان لوگوں کے ساتھ نہ جانے دوں گا۔ آپ میرے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور آپ کی حفاظت میں میں جان تک لڑاؤں گا۔“

”جیکب“ نام رین نے اس پریشان حال نوجوان کو جو حقیقت میں جیکب سمٹھ کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا جس سے ہمارے ناظرین پیشتر ہی واقف ہیں۔ مخاطب کر کے کہا۔ اس طرح غمزدہ ہونا لا حاصل ہے۔ ایسے موقعوں پر بہت اور استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ مجھے اپنی گرفتاری کی پروا نہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ آج مجھے زندگی میں اول مرتبہ ایک ایسا صدمہ پہنچا جس نے میرے ہوش گم کر دیے۔ یہ وار میرے نازک ترین مقام پر ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے میں خود صبر کو برقرار نہ کر سکا۔“

رکھ سکتا۔ مگر اس کے باوجود ہمارا فرض ہے۔ کہ مصیبتوں کا پورے استقلال سے مقابلہ کریں
تم ابھی فچلے جاؤ۔ اور یہ افسوسناک خبر مناسب طریق پر مسٹر ڈی ٹڈینا اور اسٹھر کو پہنچا دو
جیکب انہیں یہ خبر آہستہ آہستہ... بڑی ملائت سے سنا۔ کیونکہ بہت دہشتناک
ہے۔ ان کے لئے یہ صدمہ ناقابل برداشت ہوگا۔ بہر حال ان سے کہنا آج بچمن بونتر نے
اپنی سفائیوں کو حد انتہا تک پہنچا دیا۔

”اٹلی ایکیا یہ امر واقعہ ہے۔“ فوجوان نے اپنے چہرہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپاتے ہوئے
کہا۔

”ہاں جیکب آج ٹام اس جہان میں نہیں۔“ رین فورڈ نے زار زار روتے اور سکیاں
لیتے ہوئے کہا۔ اس معمر بد معاش نے اسے بڑی بے وردی اور وحشیانہ طریق پر
قتل کر دیا۔“

یہ اطلاع پا کر جیکب سمجھ دیاں سے رخصت ہوا۔ لیکن فطالم سے اس کا اپنا دل
ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا۔

اس کے چلے جانے پر ٹام رین ڈائیکس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ ”میرے دوست
انسر پولیس کی حیثیت میں نہیں بلکہ ایک انسان کی حیثیت میں ہیں آپ سے درخواست کرتا
ہوں کہ اجازت دیجئے میں اس خاتون کی لاش کو جو میری عزیز بیوی تھی۔ اس خوفناک
تختانہ سے اٹھوا کر کسی مناسب جگہ پر رکھ دوں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میری ذات
تمہارے حوالے ہے تمہیں اختیار ہے جہاں چاہو لے جانا۔“

سر انرساں ڈائیکس کہنے لگا۔ ”ہمیں گھنٹہ سوا گھنٹہ کے لئے مصالحتہ نہیں بلکہ ہم چاہتے
ہیں کہ مکان کے باہر ذرا ہجوم منتشر ہو جائے۔ اس لئے اگر تم چاہو تو ہم تاریکی کے وقت
تاک انتظار کریں گے۔“

ٹام رین قطع کلام کر کے بولا۔ ”میری خواہش تو اس وقت تک یہاں ٹھہرنے کی ہے۔
جسے کہ متوفیہ کے رشتہ دار اس لاش کو اپنی سپردگی میں لینے آجائیں۔ لیکن میں نے یہ
درخواست پیش کرنے کی جرأت نہ کی۔ بہر حال اب چونکہ آپ لوگ اسے منظور کرتے ہیں
اس لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔“

ڈائیکس کہنے لگا۔ ”مگر اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ غروب آفتاب تک ٹکڑے

بن بونتر کو بھی یہیں ٹہیرنے دیا جائے۔ کیونکہ اگر لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اس نے ایک عورت کو مار دیا ہے۔ تو وہ جوش کی وجہ سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ سردست اسے یہیں رہنے دیں۔ اور پھر کسی دھنگ سے اسے یہاں سے لے جائیں۔“

رین فورڈ نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ واقعات پیش آمدہ اور مصیبتوں کی مجرم کی وجہ سے وہ نہایت افسردہ خاطر اور مغلوب تھا۔ اور اس بات پر آمادہ نہ تھا۔ کہ اس سوال پر کسی قسم کی بحث شروع کرے۔

غیبی امداد

باب ۱۵

ٹام رین اور اولڈ ویج کی گرفتاری شام کے پونے چھ بجے کے قریب عمل میں آئی تھی۔ اور رات کے دس بجے تک یہ خبر اتنی مشہور ہوئی۔ کہ بچہ بچہ کی زبان پر اس کا ذکر تھا۔

ان دو شخصوں کی گرفتاری کے متعلقہ واقعات اتنی ہی سنسنی پیدا کرنے والے تھے۔ جیسی دس ہفتے پیشتر ڈاکٹر لیسلز اور سر کرسٹوفر بلنٹ کے اغوا نے پیدا کی تھی۔

اول تو یہی بات حیرت خیز تھی۔ کہ جس شخص کو ہورس مونگر لین میں عوام کے سامنے پھانسی پر لٹکا یا گیا۔ وہ دوبارہ کس طرح زندہ ہو گیا۔ اکثر لوگ یہ یقین رکھتے تھے۔ کہ ٹام رین کو پھانسی پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔ بلکہ پھانسی کی رسم کسی ایسے قیدی پر جس کا حال میں انتقال ہوا تھا۔ ادا کی گئی۔

اس سے دوسرے درجہ پر یہ خبر موجب حیرت تھی۔ کہ اسی ٹام رین فورڈ نے انصاف کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیکر ڈاکٹر لیسلز اور سر کرسٹوفر بلنٹ کو اغوا کیا اور مسٹر بلنٹ کی بے گناہی ثابت کرنے کے متعلق ضروری انتظامات عمل میں لانے کے بعد سرنہری کو رٹنی کے اصلی قاتلوں کو کہیں روپوش کرادیا۔

میسر حیرت خیز معاملہ مخبن بلنٹ کی گرفتاری کا تھا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ دھجری

کمال خریدنے میں کافی شہرت رکھتا تھا۔ لیکن ساہا سال سے باوجود بڑی کوشش کے پس اور قانون کی گرفت سے محفوظ رہا۔ ایسے شخص کا اب ٹامس رین فورڈ کی بیوی کو قتل کئے زیر حراست آنا قدرتی طور پر ایک تعجب خیز امر تھا۔

چوتھا اور آخری موجب حیرت امر یہ تھا کہ وسط لندن میں دو ایسے مکانات دریافت ہوئے جن کا ایک دوسرے سے ایک زمین دوز راستہ کے ذریعہ تعلق تھا۔ اور اس زمین دوز راستہ کے پہلوؤں میں کئی تاریک کوٹھریاں تھیں جن میں مختصر سامان آستانہ موجود تھا۔ اور جن میں چھ سات قیدیوں کو حل میں زیر حراست رکھا گیا۔ ان چھ قیدیوں میں سے ایک بنجمن بونز تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ باقی پانچ کہاں گئے۔

غرض یہ باتیں تھیں جنہوں نے سارے شہر لندن میں ایک سرے سے دوسرے تک ایک عجیب سنسنی پیدا کر دی۔ حتیٰ کہ ان کی خبر لیڈی ہریٹ فیلڈ کے کانوں تک بھی پہنچی اگرچہ وہ سوسائٹی سے الگ تنہائی میں اوقات بسر کیا کرتی تھی۔

اس قابل ذکر رات کو ایسے کے تھوڑی دیر بعد ایک پرائیویٹ گاڑی ریڈ لائین سٹریٹ والے مکان کے سامنے رکی اور اس میں سے سٹریٹ بیڈینا۔ استھر اور لارڈ اینگٹم اترے جب تک سمٹھ کو چپان کے قریب باہر کی نشست پر بیٹھا تھا۔ وہ بھی اتر آیا۔ اور اس کے بعد یہ سب لوگ مکان کے اندر داخل ہو گئے۔

یہودی۔ اسکی بیٹی استھر اور لارڈ اینگٹم کو ریغورڈ کے ایک ملازم نے اس کمرہ میں پہنچایا۔ جہاں مقتول ٹامر کا بدنصیب اور غم رسیدہ شوہر بے چینی سے ٹہل رہا تھا اور سر اغراساں ڈائیکس صبر و سکون کے ساتھ بیٹھا اس کی حرکات کو دیکھ رہا تھا۔ ریغورڈ اب حبشی کی صورت میں نہ تھا۔ کیونکہ گرفتاری کے بعد اس نے ڈائیکس کے مشورہ سے بالکنوں اور منہ کی سیاہی دھو ڈالی تھی۔ اس وقت اس کی صورت پر قدرتی استقلال اگرچہ صاف طور پر نمایاں تھا تاہم چہرہ سے وہ مایوسی بھی ظاہر ہوتی تھی جو اس کے دل پر طاری تھی۔

لارڈ اینگٹم نے کمرہ میں داخل ہو کر بڑے بھائی سے بے تکلیف ہوتے ہوئے سچی محبت کے جوش سے کہا: ٹامس یہ کیا آفت ہے؟
رین فورڈ کہنے لگا: آٹھ فرخہ۔ اے مجھے ملازمت نہ کرو۔ میرا غم پہلے ہی بہت

زیادہ ہے اور آٹا کھکروہ زرد نار روئے لگا۔

مسٹر ڈی ڈینا نے اپنے غم نصیب داماد کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ نیک دل نوجوان تمہارا کوئی فعل قابلِ ملامت نہیں۔ مگر تھے میری بیٹی!۔۔۔ میری ٹامرا! الہی تو نے سارے اسبابِ راحت ہبیا کر کے یہ کیا ستم برپا کر دیا۔

اس اثنا میں اسٹھر ڈی ڈینا ایک کرسی پر بیٹھ کر زائر روئے لگی تھی۔ اور اینگھم اس کے قریب کھڑا تسلی دے رہا تھا۔ مگرین فورڈ کی گرفتاری سے خود اس پر سخت پریشانی طاری تھی۔ لیکن اگر وہ زیادہ پرسکون بھی ہوتا۔ تو اسٹھر ڈی ڈینا کو اس کی جان سے عزیز بہن کی بے وقت موت اور خوفناک قتل کے واقعہ پر تسکین دینا اس کے لئے غیر ممکن تھا۔

آخرا دل نے دوبارہ اپنے سوتیلے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ٹامس کیا وہ خوفناک کیفیت جو جیک سمٹھ نے ہمارے ردِ رو بیان کی ہے۔ بالکل صحیح ہے؟ کیا خجن بوز نے ہی یہ خوفناک واردات کی ہے؟ افسوس میں ان ہیئت ناگ تفصیلات کو اپنی ذہنی پریشانی کی وجہ سے پورے طور پر سمجھنے سے قاصر رہا ہوں۔

”درست ہے۔۔۔ بالکل درست ہے۔“ مسٹر ڈی ڈینا نے اپنا سر مایہ ساناہ انداز سے ہلاتے ہوئے کہا۔ میں جانتا ہوں میری عزیز بیٹی ٹامرا اس جہان سے رخصت ہو چکی ہے لیکن خدا کے لئے مجھے اس کی لاش تو دیکھ لینے دو۔

رین فورڈ نے سر اُگرساں ڈائکس کی طرف التجا کی نظر سے دیکھا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے ان شخصوں کے ساتھ اس کمرہ میں جہاں لاش رکھی گئی ہے تنہا اور بلا محافظ جانے کی اجازت دی جائے۔

ڈائکس نے اس نگاہ کا مطلب سمجھ لیا۔ اور ادب و استقلال کے لہجہ میں کہنے لگا۔ میں آپ کو آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کا موقع نہیں دے سکتا۔

ارل آف اینگھم پولا۔ میں اس کا ضامن بنتا ہوں۔ یقیناً تم مجھ سے ناواقف نہیں ہو گے۔۔۔

”مائی لارڈ میں جانتا ہوں آپ کون ہیں۔“ ڈائکس نے جواب دیا۔ لیکن اس

حالت میں میں آپ کو معین احسان نہیں کر سکتا۔

امیرزا کو رنے مقدول خاتون کی روتی ہوئی بہن اور باپ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کیا اس تم کا غم و اندوہ جیسا تم دیکھ رہے ہو۔ اس قابل نہیں۔ کہ ایسے موقع پر خاص رعایت سے کام لیا جائے۔ یہ صوری انا مناسب ہو گا۔ کہ کوئی غیر شخص ماتم کے کمرہ میں جائے۔ ڈائیکس کہتے تھے۔ آپ مجبور کرتے ہیں۔ لیکن مسئلہ اتنا سنگین ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ درحقیقت مسٹر رین فورڈ کے خلاف و دلائل ہاں ہیں۔۔۔

”و دلائل“ ارل نے متعجب ہو کر کہا۔ اور پھر واقعات گذشتہ کو یاد کر کے وہ اندر کی کے لہجہ میں کہتے تھے۔ لگا۔ لگا کیا ایک ہی الزام کافی نہیں؟ ڈائیکس کہتے تھے۔ جیسا آپ فرماتے ہیں۔ ایک الزام کا تعلق۔۔۔

یہ فقرہ ابھی ناتمام ہی تھا۔ کہ ایک اور پرائیویٹ کلاڑی مکان کے دروازہ پر مڑی اور ایک خاتون اضطراب اور بے چینی کی حالت میں اس سے آری۔ اس کے لمحہ بہر بعد شکبہ سمجھ سے اس کو رہ میں لے گیا۔ جہاں ماتی جماعت ہو رہی تھی۔

وہاں پتھر لکڑی اس نے نقاب ہٹائی۔ اور سامہ دین نے اس کا چہرہ دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار لپٹی ہیٹ فیڈ کا لہ لہ نکلا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طریق پر گویا اس وقت اس خاتون کی موجدی کے ساتھ ادبھی زیادہ صدمہ پہنچانے والی تھی لڑکھڑا گیا۔ اگر ارل آف ایلنگھم اس کو اپنے بازوؤں میں نہ تھام لیتا۔ تو وہ یقیناً مرش پر گر جاتا۔ جاریہ یانہ آگے بڑھ کر کہنے لگی تھیں اس بجا مداخلت کے لئے عذر خواہ ہوئی۔ لیکن یقین جائے۔ میں اس وقت تخلیہ میں ہرگز دخل انداز نہ ہوتی۔ اگر مجھے اس بات کا یقین نہ ہوتا

کہ میں آپ کے مصائب کو ایک حد تک کم کر سکوں گی۔ میری آمد کا یہ خاصہ خصوصیت ہے یہی ہے۔ فوراً دیر پیشہ روہ خوفناک خبریں چارے شہر میں شہر میں مجھ تک بھی پہنچیں اور انہیں سن کر میں نے، اس طرف نا ضروری بھجا۔ یہاں اگر اب میں افسوس کے ساتھ دیکھتی ہوں کہ خبریں بالکل صحیح ہیں۔ لیکن مسٹر رین فورڈ۔۔۔

اس لفظ کو نہتے کہتے ہوئے وہ حسینہ نمایاں طور پر کانپی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ناتاقا، انہما بعد بات کا ہر دم اس کے سینے میں تلاطم پیدا کر رہا ہے۔ حاضرین کے دلوں کے لمحنی اور غم کی شدت لیا ہی ہیٹ فیڈ کے الفاظ سے۔ جن سے امید کی بواقی تھی اگرچہ

کوئی نہیں جانتا تھا، وہ امید کس قسم کی ہے۔ نمایاں حد تک کم ہو گئی تھی۔ لیکن جب وہ فقرہ کو نام تمام ہی چوڑ کر خاموش ہوئی۔ تو حاضرین کا اضطراب بہت بڑھ گیا۔

نور اوپر بلند اپنے جذبات پر قابو پا کر اس خاتون نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: مسٹر رین فورڈ آپ کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا ہے کہ میرے لئے آپ کو کسی قسم کی تسکین دینا غیر ممکن ہے۔ لیکن اس بھوم یاس میں بھی جو آپ پر طاری ہے۔ میرے لئے یہ بیان کرنا ایک حد تک موجب اطمینان ہے۔ کہ فوجداری عدالت کا فیصلہ اب آپ کے خلاف ناطق نہیں۔ زائد گذشتہ کو ہمیشہ کے لئے گزر رہا ہو کچھ نیچے۔ کیونکہ اس کے واقعات کی تجدید غیر ممکن ہے۔۔۔

”جارجیا“ ارل آف ایٹنگھم نے اس سینہ کو جو ب کی نظرت دیکھتے ہوئے کہا: تم کیا کہتی ہو؟

ٹیڈی ہیٹ میڈ بولی تیسرے کمنے کا مطلب یہ ہے کہ ٹامس رین فورڈ کا وہ جرم جس کے لئے اسے سزا دی گئی تھی معاف کیا جا چکا ہے۔ پھر اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے جبکہ حاضرین انتہائے حیرت سے لب بستہ تھے۔ کہا: میرے الزام کا مطلب یہ ہے کہ وہ خوفناک فیصلہ جو فوجداری عدالت نے مسٹر رین فورڈ کے خلاف کئی ماہ پیشتر صادر کیا تھا۔ مسترد اور موقوف ہو چکا ہے۔ چنانچہ میرے پاس امیر الامرا کا دستخطی حکم موجود ہے۔ جس میں ٹامس رین فورڈ کو کال۔ فانی دی گئی ہے۔ دیکھ لیجئے۔ اس پر ان کے اہلکار نے بھی دستخط ثبت ہیں۔

دیکھتے ہوئے اس نے ایک کاغذ لارڈ ایٹنگھم کے ماتھے میں دبا۔ لیکن وہ فوراً ہی اس کے ماتھے سے فرش پر گر پڑا۔ کیونکہ اس نے دیکھا۔ کہ رین فورڈ غنش کما کر زمین پر گر گیا ہے۔

اس کے منہ میں پانی ڈالا گیا۔ اور اسے ہوش میں لانے کی باقی تدابیر استعمال کی گئیں۔ لیکن کئی لمحوں تک ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس پر موت کی سی حالت طاری ہے آخر جب تدبیر ہوش آیا۔ تو اس نے جارجیا کو اشارہ سے اپنی طرف بلا کر مڑی ہوئی آواز سے کہا: نیک دل خاتون خدا تمہیں برکت دیگا۔ تم انسان نہیں فرشتہ ہو۔ جس وقت حاضرین کو معلوم ہوا۔ کہ رین فورڈ کو کال۔ فانی دی جا چکی ہے۔

ماریٹیمی نے اس کے خلاف موت کا جو حکم صادر کیا تھا۔ وہ اب قائم نہیں رہا۔ تو ان کا غم بڑی حد تک رفع ہو گیا۔ ارل آف ایٹنگھم نے رین فورٹ کے ہوش میں آنے پر وہ کاغذ غور سے دیکھا اور پھر مسٹر ڈائکس کے رد پر وپیش کیا۔

افسر مذکور کچھ لگا۔ ماریٹائی لارڈ صاف ظاہر ہے کہ جن الزامات میں میں نے مسٹر رین فورٹ کو گرفتار کیا تھا۔ ان میں سے ایک بے اثر ہو چکا ہے۔ اور اس کے لئے مجھے بہت خوشی ہے۔ کیونکہ سنگین الزام وہی تھا۔ لیکن چونکہ اس کے خلاف ابھی ایک اور الزام سرکسٹوفر بلنٹ اور ڈاکٹر لیلیز کے اغوا کا باقی ہے۔ اس لئے میں اُسے رہا نہیں کر سکتا۔۔۔

”مٹھو مجھے یاد آگیا۔ رین فورٹ نے قطع کلام کر کے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ یہاں تک اس کے خواہر تازہ دم ہو گئے ہیں۔

اس کے بعد جبکہ حاضرین فرط حیرت سے اس کی حرکات کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے قریب ہی رکھی ہوئی میز کی دراز کو لکر اس میں سے ایک پاکٹ بک نکالی اور اس کے اندر رکھے ہوئے کاغذات کو الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگا۔ آخر کار ان کاغذات میں سے ایک کو ہاتھ میں لیکر اس نے خاتمانہ انداز سے اسے لارڈ ایٹنگھم کے حوالہ کیا۔ وہ بے اختیار اسے بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

میں حال وقوعہ کا بہت ممنون ہوں۔ کیونکہ اس نے ایک موقعہ پر مجھے خاص مدد دی تھی۔ میں اگر کسی موقعہ پر اسے میری امداد کی ضرورت ہو۔ اور وہ امداد میری شان و مراتب کے خلاف نہ ہو۔ تو مجھے اس قسم کی مدد دینے سے انکار نہ ہوگا۔ ۳۰ مارچ ۱۸۷۲ء اس مضمون کو سنکر مسٹر ڈی مڈین نے اپنے داماد کا ہاتھ بڑی گرجبوشی سے دبایا۔ وہ اس وقت جبکہ اس کے قابل احترام چہرہ پر خوشی اور غم کے مشترکہ آئینہ رہے تھے اس نے کہا: ”اس تم بچے گئے۔ تم سب الزامات سے بچ گئے۔“

ارل آف ایٹنگھم کہنے لگا۔ ”سالہ اتنا حیرت خیز ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پھر وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ سے متوجہ ہو کر جلا۔ ”میری نیک نہاد بہن۔ مجھے معلوم ہے تم نے طامس رین فورٹ کو معافی کا یہ حکم کب حاصل کیا تھا۔ میں اس کے بارے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔“ آپ آجاریانہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ارل کہنے لگا کہ میں نے وہ گفتگو جو کارلٹن ہوسنگے علی گنجل کے کمرہ میں امیر الامرا اور تمہارے درمیان ہوئی تھی۔ سن لی تھی۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے اس گفتگو کو سن کر تمہارے جیسی نیک باطن خاتون کے متعلق کئی طرح کے مفسر شبہات کو اپنے دل میں جگہ دی۔“

اس داستان کا باقی حصہ میں بیان کر سکتا ہوں۔“ ٹام برین نے جلدی سے کہا۔ کیونکہ جس سیاہ فام جشی نے آپ کو کارلٹن ہوس میں گستاخانہ سلوک سے محفوظ رکھا۔ وہ میں ہی تھا۔ پھر اس نے سرانغ ساں ڈائیکس کی طرف پر معنی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ان واقعات کی توضیح کسی اور موقع پر کی جائے گی۔ اس اثنا میں آر تھریہ فرانس آپ کا ہے کہ امیر الامرا کے اس دستخطی پر دانہ بولے جا کر اس کے محتاج ضابطہ کی کارروائی مکمل میں لائیں۔ جس وقت آپ یہ دستاویز وزیر ملکی کو دکھائیں گے تو وہ مناسب احکام جاری کر دیں گے۔ اور اس طرح پرمیری آزادی کے متعلق ساری کارروائی بہر پہلو سے مکمل ہو جائے گی۔“

ارل آف ایٹنگھم نے اس کام کو شوق سے اپنے ذمہ لیا۔ اور اگرچہ رات بہت جا چکی تھی۔ تاہم ارل کو معلوم تھا کہ وزیر موصوف کے مکان پر آج ایک دعوتی جلسہ ہے اس لئے یقیناً وہ گھر پر ہی ملیں گے۔

ڈائیکس کچھ تو ایڈی ہیٹ فیڈل کی پیش کردہ دستاویز سے ہی متوجہ تھا۔ اب وہ یہ دیکھ کر اور بھی حیرت زدہ ہوا کہ ٹامس ریفرورڈ کو نہ صرف ارل آف ایٹنگھم جیسے صاحب اثر و دست کی امداد حاصل ہے۔ بلکہ خود امیر الامرا کا وعدہ امداد بصورت تحریہ اس کے پاس موجود ہے۔ ان باتوں کے یکے بعد دیگرے ظہور میں آنے سے اس شخص پر ایسا اثر ہوا کہ وہ صرف اتنا وعدہ لیکر دوسرے کمرہ میں جانے پر آمادہ ہو گیا۔ کہ جب تک وزیر ملکی کی طرف سے ملزم کو رہائی کا آہزی پر دانہ وصول نہ ہو ٹامس رین فورڈ اس مکان سے باہر نہ جائے۔ ٹام برین نے یہ وعدہ فوراً سچے دل سے دے دیا۔ اور ڈائیکس اب اس کمرہ میں بچا گیا۔ جہاں انہیں بونزنگھم اور باقی سپاہیوں کے زیر حفاظت بیٹھا تھا۔

ڈائیکس کے چلے جانے پر جارجیانہ بھی رخصت ہونے کے لئے اٹھی۔ یہ پہلا

مہرقہ تھا۔ کہ اس کی خاندان مڈینا کے افراد سے ملاقات ہوئی۔ لیکن وہ ایک شریف اور نجیب خاتون تھی۔ اور اس نے استھروڈی مڈینا اور اس کے والد سے اس حد تک عظیم میں جو انہیں برداشت کرنا پڑا تھا۔ ولی سہروردی کا اظہار کیا۔ انہوں نے بھی جارجیا نہ کا کچے دل سے شکر یہ ادا کیا۔ اور جارجیا نہ ان سے رخصت ہوئی۔ تو فریقین میں گہرے دوستانہ تعلقات پیدا ہو چکے تھے۔ اور اس نے ان سے پرتپاک طریقے سے ماتہ بنایا۔

پھر چلتے وقت اس نے اپنا ماتہ اس شخص کی طرف بھی بڑھایا۔ جس کا نام ہی اب تک اس کے بدن میں لرزہ پیدا کر دیتا تھا۔ ان اس نے عیسائیت کے سچے اصول سے کام لیکر اپنا ماتہ ٹامس ریغورڈ کی طرف بھی بڑھایا۔ اور آنکھیں اٹھائے بغیر صرف اتنا کہا۔ ”مٹر ریغورڈ خدا کرے آپ اب بھی ساہمائے مسرت سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔“

اس نے اس نازک ماتہ کو انداز شکریہ گزاری سے دبایا۔ اور آنسو کا ایک قطرہ . . . اس کے پشیمان دل کے ثبوت کی حیثیت میں اس کی پلکوں پر نمودار ہوا۔ مگر وہ ایک لفظ بھی زبان سے ادا نہ کر سکا۔ اس کا دل مختلف جذبات سے اس قدر بھرا ہوا تھا۔ کہ وہ لفظوں کے ذریعہ شکریہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس خاتون کی شرافت اور درگزر کا جس کے ناموس کو اس نے عارضی جوش دینا کی میں برباد کر دیا تھا۔ مدارج اور پرستار تھا۔ اس وقت جب ٹامس رین اپنی محسنہ کے روبرو اب بستر سر جھکائے آنکھوں کو پریم کئے کھڑا تھا۔ زمانہ ماضی کی تلخ یاد اس کے سینہ میں برجھی کی طرح محسوس ہوتی تھی۔

مٹرودی مڈینا نے اپنے داماد کو اس حالتِ مذمت میں دیکھ کر جس کی وجہ سے وہ بخیر نہ تھا۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو گاڑی تک لے جانے کے لئے اپنا بازو پیش کیا۔ جو وقت جارجیا نہ اپنی گاڑی پر مکان کی طرف واپس جا رہی تھی۔ تو دل میں خوش تھی کہ میں نے لاڈلوں میں گہم کی خاطر اس کے بھائی پر یہ احسان کیا۔

جارجیا نہ کو گاڑی پر سوار کر کے مٹرودی مڈینا پھر اس بکرہ میں گیا۔ جہاں اسٹھر اور ریغورڈ موجود تھے۔ اور تینوں بہت دیر تک حین طامر کی بنے وقت اور دردناک بات پر اشک خوں بہاتے رہے۔

یہاں ہم اس دردناک سین پر پردہ گرا دیتے ہیں۔ کیونکہ اس قسم کا غم جو اس وقت نہیں محسوس ہوا۔ کیفیت بیان سے بالاتر ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے بعد جب وہ اس کمرہ میں پہنچے۔ جہاں ٹامر کی لاش رکھی ہوئی تھی۔ تو اسے دیکھ کر ان کے غم نے جو شدت و نصتیا کی اس کی کیفیت کو بھی ہم قلم انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں ہمارے لئے اس قسم کے فرض کی انجام دہی کتنی رنجیدہ اور الم خیر ہے۔

ان حالات میں جس وقت سطرڈی بیٹا۔ اسٹمر اور ریفرڈ ٹامر کی بے وقت موت پر گریہ و زاری کر رہے تھے۔ اور لارڈ الینگھم امیر لامرکا و تھلی رتھ لیکر وزیر ملکی کے پاس ضروری احکام حاصل کرنے کو گیا ہوا تھا۔ ہم اپنے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ اس کمرہ میں چلنے کی زحمت گوارا کریں۔ جہاں اوڈو وچہ بنگھم اور اس کے ماتحتوں کے زیر حفاظت بیٹھا تھا۔

تیزاب کی بوتل

باب ۱۱۶

جس وقت ڈائیکس اس کمرہ میں پہنچا۔ تو بجن بونز کرسی پر بیٹھا اضطراب اور بے چینی کی حالت میں آگے پیچھے ہل رہا تھا۔ اور بنگھم اور اس کے سب پاسی ایک میز پر بیٹھے کچھ کھا رہے تھے۔

سمر بد معاش کی رنگت اس وقت نہایت زرد تھی۔ اور اس کی آنکھوں میں ایک وحشتناک چمک پائی جاتی تھی۔ جس نے اس کے چہرہ کی ہیبت ناک صورت کو دوبالا کر دیا تھا اس وقت اس کی صورت دیکھ کر خوف آتا تھا۔

اب جس وقت اسے واقعات پیش آمدہ پر غور کرنے کا وقت ملا اور وہ جوش و جوش و خون کے وقت انسان پر سوار ہوتا ہے رعب ہو گیا۔ تو اس نے اپنی موجودہ خفاک اور ہیبت بخش حالت پر غور کرنا شروع کیا۔ اگرچہ اس کے باوجود اس نے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا اور نہ کسی ہشیمانی کے خیال کو دل میں آنے دیا۔ اگر اسے پھر آزادی مل جاتی۔ اور اس قسم کا کوئی اور جرم کرنے کا موقع پیش آتا۔ تو وہ یقیناً ایسا کرنے سے اب بھی باز نہ رہتا۔

جس وقت سرانغساں ڈائیکس کمرہ میں داخل ہوا۔ تو بنگھم کہنے لگا "سترڈائیکس"

”آپ بھی کچھ تناول کیجئے۔ یہ سرد گوشت جو ہم کھا رہے ہیں بہت مزیدار ہے۔ اور میری بھانسی کھم کی ہے۔“

”اور یہ آچار بھی تو کم لذیذ نہیں۔ سپاہیوں میں سے ایک نے جو فطر تانغ طبیعت کا تھا غرابٹ کے لہجہ میں کہا۔ وہ خوشی کے موقع پر بھی اس غرابٹ کو دبانہ سکتا تھا۔ مسٹر بلغم نے دوبارہ اصرار کر کے کہا۔ ”بیٹھے کچھ تو کھائیے۔ اور ہاں یہ تو کیسے ٹامہ بن کا کیا ہوا؟“

”کیا ہوا؟“ مسٹر ڈائکس نے اپنی چہالتی اس شخص کی طرح پھیلا کر جس نے کوئی نہایت اہم خبر سنائی ہو۔ کہا۔ ”یوں کہو کہ کیا کچھ نہیں ہوا۔“

”کیا اس نے اپنا گلا کاٹ لیا؟ یا ہر کھایا؟ اولڈ ڈیوٹھ نے شوق سے پوچھا۔
”واہ! اُسے کیا مصیبت پڑی تھی؟“ ڈائکس نے کہا۔ ”یوقن بڑھے تھارے دل میں ہمیشہ بڑے خیالات ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ مسٹر برن فوراً حقیقت میں ایک نہایت شریف باطن آدمی ہے۔ اور میں ہمیشہ سے جانتا ہوں کہ اس میں جو ہر شے اذیت موجود ہے۔ اس کے حامی و مددگار ایسے صاحب اثر و دست میں جو یقیناً اُسے زیادہ عرصہ کسی مشکل میں مبتلا نہ چھوڑتے۔“

یہ کہتے ہوئے افسر مذکور نے حاضرین کی طرف پر معنی انداز سے دیکھا۔ بلغم اور باقی سپاہی اس وقت سخت تعجب کی حالت میں تھے۔

اولڈ ڈیوٹھ یہ جاننے کے لئے بے قرار ہو کر کہ رین فورٹونے کیا کیا ہے۔ گھر کے پھر سے نکلا۔ آخر بتائیے تو سہی اس نے کیا کیا؟ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ وہ... فر... فرار ہو گیا؟ اس نے رکتے رکتے پوچھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو ٹامہ رین جس کے خلاف اسے سخت کینہ تھا۔ پھر ایک بار پھانسی کے تختے سے بچکر نکل جائے۔

”صبر! صبر!“ مسٹر ڈائکس نے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے کہا۔ پہلی بات میں تمیں یہ سننا ہوں کہ اس کی مدد کے لئے ایک عورت آئی۔ وہی عورت جس کا نام لیڈی ہیٹ فیلڈ مشہور ہے۔ اور جس کی نقدی چند ماہ پیشتر ٹامہ رین نے ہونسلو کے قریب چھین لی تھی۔ اگرچہ اس وقت مقدمہ میں یہ بات ثابت نہ ہو سکی...“

”اچھا۔ اچھا پھر کیا ہوا؟“ اولڈ ڈیوٹھ نے سخت پریشانی کی حالت میں قطع کلام رکے

پوچھا۔

مسٹر ڈائیکس سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا: میں یہ بتانا بھول گیا کہ اس سے بھی پہلے مس ڈی ڈینا اپنے باپ اور لارڈ ڈائیکم کو ساتھ لیکر آئی تھی۔

اولڈ ڈیٹھ نے وحشیانہ انداز سے غصہ میں بھر کر غرانا شروع کیا۔

ڈائیکس کہنے لگا: "یار بنگم اب میں اس ہیروں والے معاملہ کو بھی اچھی طرح سمجھ گیا۔

کیونکہ اگرچہ دونوں بہنوں میں سے ایک مر چکی ہے۔ اور اس کی صورت بالکل بدلی ہوئی معدوم ہوتی ہے۔ تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ ایسی مشابہت جیسی ان دونوں بہنوں میں پائی جاتی ہے۔ بہت کم دیکھنے میں آئی ہوگی۔"

اس جگہ ہم یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اولڈ ڈیٹھ ان سپاہیوں کی زبانی جنہیں

اس کی نگرانی کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ یہ بات سن چکا تھا۔ کہ جسے میں نے قتل کیا وہ اسٹمر ڈی ڈینا نہیں بلکہ ٹامر ہے۔ یعنی اس شخص کی ہوی جسے وہ اپنا دشمن جانی سمجھتا تھا۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر ڈائیکس پھر کہنے لگا: "جیسا کہ میں بیان کر رہا تھا۔ اس نے میں

لیڈی ہیٹ فیلڈ بھی لگئی۔ اور اس نے ایک باقاعدہ تقریر کر کے ہمیں اس واقعہ کے لئے

جو پیش آنے والا تھا۔ تیار کیا۔ اس کے بعد وہ جھوٹ سے کہنے لگی۔ ٹامر بینا کے جرم کی

معافی میرے پاس موجود ہے۔ اور یہ معافی نامہ امیرالامرا سے حاصل کیا گیا ہے۔"

"نہیں! نہیں! اولڈ ڈیٹھ نے چیخ کر کہا۔ "یہ بالکل جھوٹ ہے۔۔۔ یہ بالکل جھوٹ

ہے۔"

"بکو اس نہ کرو۔" مسٹر ڈائیکس نے اس وجہ سے بہت ناراض ہو کر کہا کہ مجھے دروغ تو

سمجھا گیا ہے۔ اور میری بات پر اعتبار نہیں کیا گیا۔" لیڈی ہیٹ فیلڈ کے پاس وہ کاغذ

پر ہیلو سے مکمل اور تیار موجود تھا۔"

یہ جیل ساری ہے۔۔۔ بھاری جیل ساری ہے۔" انجمن پونز نے اور زیادہ جھٹکا کر کہا

اور اب ذہنی جوش کی وجہ سے اس کی صورت بے جا خفا کا نظر آنے لگی۔ "کیا تم نے اسے

محض اس بہانہ پر چھوڑ دیا؟۔۔۔ کیا تم نے اسے رخصت ہو جانے دیا؟"

اتنا کہہ کر وہ ہم بیٹھی کی سی حالت میں پیچھے کی طرف کرسی پر گر پڑا۔

"کتنا ضدی شخص ہے کہ اپنی ہی بات۔۔۔ رٹے چلا جاتا ہے۔" بنگم نے کہا پھر وہ ایک

سپاہی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اُس کمبخت کے سزا میں تھوڑی سی ٹوٹو مال دو۔ ایسا نہ ہو اس طرح دم گھٹ کر دیا جائے اور پچاسی کی رسی اس کی لاش سے محروم رہے۔"

جس سپاہی کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ وہ پورٹ شراب کا گلاس لیکر لہلہا ڈھتیرے کے قریب گیا تو اس نے آنکھیں کھول لیں۔ لیکن گلاس کو بڑے جوش سے مسکے ساتھ ہر سے ہٹا دیا اور خوفناک طریق پر غرائے لگا۔

وہ جاتے دو نہیں پیتا تو جہنم میں ڈالو، بنگھم نے ارادہ ہو کر کہا۔

اس پر وہ سپاہی بھڑک پڑا، لیکن دوبارہ گھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

ڈانکیس کہنے لگا "سٹرین بونز سنو میں تمہیں ساری کیفیت بتا ہوں۔ بہت لوگوں کے جرم معاف کر دیئے جاتے ہیں خصوصاً ایسی حالتوں میں کہ مجرم کوئی شریف آدمی ہو۔ کیونکہ غریب کے متعلق تو کسی کو عذر دی ہی نہیں ہوتی۔ میں نے اس سے پہلے بھی کئی معافی نامے دیکھے ہیں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ معافی نامہ بالکل درست اور جاننا تھا۔ اس کے اوپر امیر الامرا کے دستخط اور نشان موجود تھا۔ اور نیچے وزیر ملکی کے بھی دستخط تھے۔"

وہ بھڑک گیا! نامے افسوس دہن ہو گیا۔ اولڈ ڈھتیرے نے زہریلی اذیت کی حالت میں دونوں ہاتھ لگا کر چلاتے ہوئے کہا "بہر بخت ایہ بھی پچاسی سے بچ جائیگا۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔"

اور ایک بار پھر وہ بے دم ہو کر اس طرح چیخنے کی طرف جھبک گیا کہ آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔ اور اس کا خشک بدن تشنگی میں مبتلا نظر آنے لگا۔

آخر ایک طویل وقفہ کے بعد جس کے دوران میں اس کی غمناک ہمدرد کو دیکھا کہ خیرین بھی ہمدرد زدہ اور متعجب ہو گئے تھے۔ اُس نے کہا "آہ! مجھے ایک اور بات یاد آئی ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے کینہ آمیز طریق پر سکرانے کی کوشش کی "کیا آپ لوگوں کو یاد نہیں کہ اُس مارنر والے معاملے میں بعض آدمیوں کو اغوا کیا گیا تھا۔ یہ واقعہ آپ نے خود نیچے سامنے بھی بیان کیا تھا۔۔۔"

نیچے شک کیا تھا "بنگھم نے جس سے مخاطب ہو کر یہ بات ظاہر کی گئی تھی۔ جواہر دیا تو اس کام کو کرنے والا بھی نام رکین ہی تھا۔ کیوں مرشد ڈانکیس اس کے متعلق آپ نے کیا کیا؟"

اس نے جواب دیا ”الزام بھی رد ہو چکا ہے اگرچہ اس میں شک نہیں کہ ہمیں ہمارا انعام ضرور مل جائیگا۔ کیونکہ ہم نے اسے گرفتار کر کے اپنا فرض سر انجام دے دیا ہے۔ گو وزیر ملکی نے اس معانہ میں بھی تسے معافی دے دینا منظور کیا۔“

”نہیں وہ ہرگز معافی نہیں دے گا۔“ اولڈ فیتھ نے سخت بے صبری اور جوش کی حالت میں کہا۔ ”وہ ایسا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر سابقہ جرم میں ٹام برین کو تہ تیغ معافی مل چکی ہے۔ تو اس جرم میں ضرورت پھانسی پر لٹکانا چاہیگا۔ کیونکہ جو کچھ اس نے کیا۔ وہ اعانت قتل کے برابر ہے۔ اس نے قانون کو اپنے ہاں پناہ دی۔ بابا! وہ اس کے لئے ضرور پھانسی پر لٹکے گا۔“

”انگلیس کہنے لگا۔“ مجھے یقین نہیں۔ کیونکہ اس کے پاس امیر الامرا کا دستخطی رقعہ موجود ہے۔ اور اگرچہ مجھے معلوم نہیں۔ اس نے یہ رقعہ کیونکر حاصل کیا۔ بہر حال وہ ایک ضابطہ کی دستاویز ہے۔ اور اس کے ہوتے ہوئے ٹام برین کو کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ لارڈ اینگلم نے اس معاملہ کو اپنے ماتحت میں لے لیا ہے۔ اور وہ وزیر ملکی سے اجازت حاصل کرنے گیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے برین فوڈ سے وعدہ لے کر اس سے غرانی ہٹالی ہے۔“

”وہ آپ لوگوں کو دھوکہ دیکھا۔۔۔ وہ ضرور فرار ہو جائیگا۔۔۔ وہ بچکر نکل جائے گا۔“ اولڈ فیتھ نے چلا کر کہا۔ ”اس پر اعتماد کرنا دیوانگی ہے۔ اسے جا کر پکڑ لو۔۔۔ اسے ہتھکڑی لگا دو!۔۔۔“

”اس پر نہیں تو تم پر تو ضروری لگ جائیگی۔“ انگلیس نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”فحوصاً اس صورت میں کہ تم نے اس کو اس کو بند نہ کیا۔“ پھر وہ اینگلم اور سپاہیوں کی طرف توجہ ہو کر کہنے لگا۔ ”واقعہ بڑا عجیب ہے عمر سیدہ یہودی ایک نہایت عورت اور مختص معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر میں مجسٹریٹ ہوتا۔ تو کسی بڑی سے بڑی رقم کے لئے اس کی ضمانت لینے میں ہمارا نہ کرتا۔ اس کی بیٹی بھی ایک نہایت خوبصورت، دو شیزہ ہے اور میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ارل کا ارادہ اس سے شادی کرنے کا ہے۔“

”سٹرڈ انگلیس اسٹرڈ انگلیس“ اولڈ فیتھ نے سرغریباں کے کان میں آہنگی سے کہا۔ افسر مذکور نے شرک دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ صریحاً اس پر ہلکا کھڑا ہے۔

”کیوں کیا کہتے ہو؟“ سرغریباں نے پوچھا۔

”میں تم سے ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں، بونز نے دینی ہوئی کھوکھلی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا سارا بدن عصبی جوش کی وجہ سے کانپا۔ ”میں صرف ایک لفظ کہنا چاہتا ہوں۔“

سراغوساں عمر سیدہ بد معاش کے ساتھ اس کمرہ کی طرف چلا گیا۔ جس سے غصہ بیکارہ کا روزہ کھلتا تھا اور وہاں جا کر کہنے لگا: ”بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”میں تم سے علیحدگی میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے تم سے ایک نہایت ضروری معاملہ گفتگو کرنی ہے۔“ اولڈ فیلڈ نے بے صبری سے کہا: ”اس کمرہ میں آ جاؤ۔ میں تم میں زیادہ دیر نہیں روکوں گا۔“

سراغوساں تلخ لہجہ میں کہنے لگا: ”خیر تمہیں خوش کرنے کے لئے یہ بھی سہی۔ میں تو ابھی سے تمہیں زندہ آدمیوں کی فہرست سے خارج سمجھتا ہوں۔ نہ صرف تمہارے نام میں لفظ موت شامل ہے بلکہ قانون بھی بہت جلد تمہیں حقیقت میں موت کے حوالہ کر دے گا۔“

اس خوفناک مذاق کے بعد اگرچہ اولڈ فیلڈ جیسے بد معاش کے ساتھ کیا گیا تھا تاہم حشیا بد معاش رہا۔ بد معاش کا سراغوساں ڈانکیس اس سے بغیر نگاہ کی طرف لے گیا۔ جہاں ایک شمع روشن تھی۔ اس کے اندر داخل ہو کر جنہیں بونز نے دروازہ کو احتیاط سے بند کر دیا۔

ڈانکیس عمر سیدہ بد معاش کی طرف دیکھ کر اور ایسے انداز سے جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ لازم کے فرار کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے گی۔ کہنے لگا: ”جو کچھ تم نے کہنا ہو جلدی سے کہہ لو۔“

اولڈ فیلڈ چالپوسی کے لہجہ میں مگر ایسے انداز سے جس سے سخت عصبی اضطراب ظاہر ہوتا تھا۔ کہنے لگا: ”مسٹر ڈانکیس آپ بڑے شریف آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں آپ بہت نیک نہاد ہیں۔ اور یقیناً آپ اس بات کو پسند نہ کریں گے کہ مجھے جیسے بد نصیب عمر سیدہ شخص کو... پچاسی پر لٹکا یا جائے۔ نہیں نہیں آپ اس کے لئے آمادہ نہیں ہو سکتے اگرچہ یہ بھی میں جانتا ہوں کہ اس رعایت کا طلب گار ہونے کے لئے میری طرف سے کچھ نہ کچھ ہونا ضروری ہے۔ میں خیال کرتا ہوں آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے ہیں یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس جو کچھ موجود ہے... کئی ہزار پونڈ کی رقم جو میں نے سخت محنت سے جمع کی ہے اس کے لئے ”موت“ کے ہیں ۱۲

کی ہے وہ سب اس آپ کو دے دوں گا۔ میرے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ وہ رقم کہاں رکھی ہوگی ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں چل کر وہ روپیہ جو میرے پاس موجود ہے۔ آپ کو دے دوں گا۔ ایک پانچ سو بھی اپنے پاس نہیں رکھوں گا۔ میری طرف سے بس اتنی درخواست ہے اور سنئے میرے۔۔۔

”کیا؟ ڈائیکس نے اس انداز سے کہا۔ گویا وہ اولڈ ڈیجہ کی بات کو بالکل نہیں سمجھا۔“
”میرے دوست تم کو بالکل اچانک بنے جاتے ہو۔“ جنم بونز نے زیادہ خوشامدانہ لہجہ میں کہا۔ اس کا لہجہ استاد باہو تھا جس قدر اس کی کھوکھلی آواز اجازت دے سکتی تھی۔ ”ڈائیکس جو میرا ایک عمر سیہ شخص کتنی بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ یہ سوچ کر تمہیں کبھی چین نہ آئے گی۔ کہ مجھ جیسے بدعصب شخص کو تمہاری بدولت پھانسی پر لٹکتا پڑا۔ سٹر ڈائیکس جو اب کیوں نہیں دیتے؟ میں پانچ ہزار پونڈ... پورے پانچ ہزار دینے کو تمہیں ہوں۔ اگر... اگر...“

”اگر کیا؟“ افسر نے کورنے وقت کرنے والے استقلال کے ساتھ پوچھا۔ کوئی جانے نہ۔
اولڈ ڈیجہ کی باتوں کو بالکل سمجھتا ہی نہ تھا۔

”اگر تم... اگر تم مجھے یہاں سے فرار ہو جانے کا موقع دو۔“ اولڈ ڈیجہ نے افسر کو کورنے کی طرف اس انداز سے دیکھتے ہوئے کہ اس کی نگاہ سٹر ڈائیکس کے قلب تک پہنچتی معلوم ہوتی تھی۔ التجا کے پیر میں کہا۔

”بہت خوب“ ڈائیکس نے مختصر طور پر جواب دیا۔ اس کے چہرہ یا الفاظ سے اب کبھی یہ ظاہر نہ ہوتا تھا کہ وہ اس تجویز کے متعلق کیا ارادہ رکھتا ہے۔

”پھر کیا ہے؟“ سمجھوں کہ تم اس تجویز پر رضامند ہو؟“ بونز نے دوبارہ پوچھا۔ ”دیکھو پانچ ہزار پونڈ کی رقم کتنی شہرت لے سکتی ہے رات کو تمہیں ادا کر دی جائے گی...“

”نہیں بڑے میاں یہ بات نہیں ہو سکتی“ یکا یک ڈائیکس نے بڑی سرد مہری کے ساتھ بے دراندہ لہجہ میں قطع کلام کر کے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قصد اپنے عمر رسیدہ بہداشت کی ہمدردی کو اتار رہا تھا کہ بد میں یکا یک اس کی ساری تجسس ویز کو خاک میں ملا دے۔

”نہیں ہو سکتی؟“ اولڈ ڈیجہ نے سخت پریشان ہو کر کہا۔ اس وقت اس پر ہتھوڑا

مکنی بابوسی طامی تھی۔ ”تم کہتے ہو نہیں ہو سکتی“ اور یہ الفاظ زبان سے ادا کرتے ہوئے اس نے دشتناک نظروں سے کمرہ کے اندر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔

”بس تم ہی کہنے کے لئے مجھے یہاں لائے تھے؟“ سرغوساں نے اولڈ ڈیوٹیج سے پوچھا۔ ”کیونکہ اگر ایسا ہو۔۔۔“

”پانچ ہزار پونڈ کی کثیر رقم! اور اس کی وصولی سے تم انکار کرتے ہو! بونز دشتناک میری نظروں میں کہنے لگا۔ ”الہی! اب میرا کیا حال ہو گا۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں۔۔۔“

یہ کہتے ہوئے اس نے پھرتیزی سے کمرہ کے مختلف حصوں میں نظر ڈالی۔

ڈائیکس کہنے لگا۔ ”آؤ اب واپس اسی کمرے میں چلیں۔ تم نے اپنی تجویز بیان کر دی۔ اور میں نے سن لی۔ چونکہ وہ ناقابل عمل ہے اس لئے یہاں کھڑے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں“ اس وقت اولڈ ڈیوٹیج کی نگاہ کمرہ کے مختلف حصوں میں پھر رہی تھی۔ قریب ہی الماری میں رکھی ہوئی ایک چیز پر پڑی۔ اور اس نے لپک کر اس الماری سے ایک بوتل اٹھالی۔ یہی وہ شے تھی جس کی تلاش میں وہ عرصہ سے لگا ہوا تھا۔

ڈائیکس کو اس بات کا تو علم نہ تھا کہ اس کا کیا ارادہ ہے۔ مگر یہ سوچ کر کہ یہ شخص ضرور کوئی شرارت کرے گا۔ اس نے اُس کے بڑھ کر اولڈ ڈیوٹیج کو اپنی گرفت میں سے لیا۔ بجلی کی تیز رفتاری کے ساتھ بھجن بونز نے اس بوتل کو جو اس کے دائیں ہاتھ میں تھی اوپر اٹھالیا اور چشم زدن میں وہ اس مرکب کو جو اس بوتل میں بند تھا، سرغوساں پر ڈال دیتا مگر اس نے خطرہ سے آگاہ ہو کر قتل حیوانی کے جذبہ حفاظت کے زیر اثر اپنے سر کو جھکا لیا اور اس کے ساتھ ہی یکایک اولڈ ڈیوٹیج کے منہ سے ایک ہولناک چیخ نکلی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بوتل پر شیشے کا جو گگ لگا ہوا تھا۔ وہ ڈھیلہ ہونے کی وجہ سے بوتل کو اونچا اٹھاتے وقت گر پڑا۔ بوتل میں گندھک کا تیزاب بہہ رہا تھا۔ گگ گر جانے سے یہ تیزاب جھماک کر اٹلہ ڈیوٹیج کے سر اور چہرہ پر گرا۔ چن، قطرے ڈائیکس پر بھی گری۔ گمان کا اثر کپڑوں تک ہی رہا۔

سرغوساں افسردہ دیکھ کر خوف زدہ بننے لگا کہ ہٹ گیا۔ اور اولڈ ڈیوٹیج فرش زمین پر گر پڑا۔ وہ چوٹ کھائے ہوئے سانپ کی طرح زمین پر لیٹ کر ہولناک چیخیں مارنے لگا۔ دیوانہ وار چلانے لگا۔ ”اے میری آنکھیں۔۔۔ آف میب۔۔۔ آنکھیں۔“

ان جینوں کو سنکر ہنکھم اور اس کے سپاہی بھی پاس کے کمرہ سے دوڑتے ہوئے آئے۔ پہلے انہوں نے ڈائیکس کی طرف توجہ کی۔ مگر یہ دیکھ کر کہ وہ تیزاب کے اثر سے معجزانہ طریق پر محفوظ رہا ہے۔ انہوں نے اولاً ڈیوٹیجہ کی طرف رجوع کیا۔ ایک سپاہی دوڑ کر پانی لے آیا۔ اور اس نے اس کے منہ پر زور سے چھینٹے دیئے مگر وہ اسی طرح فرش زمین پر لیٹتا اور بیچ بتاب کھاتا پڑی خوشناکت جینیں مارتا اور شمت کو غلیظ بگلیاں دیتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دیوانوں کی طرح دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مل رہا تھا حقیقت یہ ہے کہ بے نصیب کا چہرہ خوشناک طریق پر جل گیا اور اس کی بصارت بالکل ہی جاتی رہی تھی۔

اس جگہ ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس منصوبہ سے جو ایسے افسوسناک طریق پر ناکام رہا اور خود اولاً ڈیوٹیجہ کے لئے اتنا تباہ کن ثابت ہوا اس کا رد کیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ مشہور ڈائیکس کو رشوت سے رضا مند کرنے کی کوئی صورت نہیں تو اب اس کیلئے صرف ایک ہی چارہ کار رہ گیا اپنی فراہم ہونا جب یہ تجویز اس کے دل میں پیدا ہوئی تو اسے خیال آیا کہ ڈاکٹر لیسلر اپنی تجربہ گاہ میں بہت سے قاتل زہر اور زود اثر تیسرہ الی مرکبات رکھتا کرتا ہے۔ اس نے اپنی نگاہیں کسی ایسی چیز کی تلاش میں کمرہ کے اندر چاروں طرف ڈالیں۔ تھے کہ اُسے ایک بڑی سی بول نظر آئی جس پر انگریزی میں لفظ ”گنگر“ حکم کا تیزاب لکھا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر سمجھ بامعاش نے اپنے دل میں یہ تجویز سوچی کہ اس بول کو سرخ رساں کے سر پر دے ماروں۔ اور اس کے بعد جو گھبراہٹ پیدا ہو اس سے فائدہ اٹھا کر اس کمرہ کی راہ سے فراہم ہوجاؤں جو کسی زمانہ میں اس کی خود گاہ کا کام دیتا تھا اور جس کے متعلق ناظرین کو یاد ہے کہ اس کے دودروازے تھے۔ ایک تجربہ گاہ کی طرف اور دوسرا اور کمروں کی جانب۔

یہ خوشناک تجویز جس طریقہ پر ناکام رہی۔ وہ ہمارے ناظرین دیکھ چکے ہیں۔ تیزاب کے گرنے سے عمر رسیدہ بدمعاش کو نہ صرف ہلک زخم آئے بلکہ اتنی اذیت پہنچی جس کا ذکر بھی خوشناک ہے۔ تیزاب سر پر گر کر کپڑوں کے اندر سے ہوتا ہوا اس کی گردن اور چھپاتی پر بہ نکلا۔ اور بدن کے یہ سب حصے تھے کہ اس کی آنکھیں بھی بالکل جل گئیں۔

جب رین فورڈ کو جو اس وسیع مکان کے دوسرے حصے میں تھا۔ یہ خوشناک

چینس سنائی دیں تو دبی ڈرتا ہوا معاملہ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے تجربہ گاہ کی طرف آیا اور مشین ڈیڈیٹا اور اسٹور سے کہنے لگا ”میری واپسی تک بیس انتظار کیجئے گا“ جس وقت وہ تجربہ گاہ میں ایک دروازہ سے داخل ہوا اسی وقت جیکب دوسرے دروازہ کی راہ سے داخل ہوا۔ اور ڈاکٹرس نے جلدی سے انہیں مان واقعات سے خبردار کیا۔ جو پیش آئے تھے۔ رین فورڈ نے حکم دیا کہ مرنے والے کو کسی بستر پر لٹایا جائے نوش قسمتی سے عین اس وقت ڈاکٹر لیسلر بھی وہاں پہنچ گیا۔ وہ انہیں جو ریڈ لائن سٹریٹ کے واقعات کے متعلق شہر میں مشہور تھیں ڈاکٹر کے کانوں تک بھی پہنچ گئی تھیں۔ مگر نام رین کے ساتھ مختصر گفتگو کے بعد اُس کے تمام انیشے جو اپنے دوست کی نسبت لگے ہوئے تھے رفع ہو گئے۔ اور اب وہ اڈلڈوٹھ کی طرف متوجہ ہوا۔

لیکن اگرچہ اس کی تجربہ گاہ میں اس قسم کی بہت سی دوائیں موجود تھیں جن سے ایسی حالتوں میں کام لیا جاتا ہے تاہم ان کا اثر بے سود ثابت ہوا۔ ان کے استعمال سے اڈلڈوٹھ کی جلن تو کم ہو گئی۔ لیکن ان کا اثر بے نصیب ممبر بے معاش کو موت کے آغوش سے محفوظ نہ رکھ سکا۔

”جیکب“ ڈاکٹر لیسلر نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا ”جیکب سمجھو وہ بول جو سانس نہ رکھی ہوئی ہے سمجھو اسے دو“

جیکب سمجھ کا نام سنکر اڈلڈوٹھ نے جواب تک نہایت خوفناک طریق پر کراہتا اور چیخ و تاب کھارہا تھا چینس نے کہنے لگا ”کیا جیکب سمجھ بیاں ہے؟ آہ! اگر ہے تو میں آج بتانا چاہتا ہوں۔۔۔ الٹی اکتی تکلیف وہ جلن ہے۔۔۔ جیکب جیکب میرے غریب لڑکے۔۔۔ مائے میری آنکھیں۔۔۔ ڈاکٹر صاحب میری آنکھوں کے لئے۔۔۔ کچھ کیجئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کسی نے جلتے ہوئے کو مائے میرے سر میں داخل کر دیا ہے۔۔۔ جیکب میں۔۔۔ میں تمہارا باپ ہوں۔۔۔“

”میرا باپ“ لڑکے نے ان الفاظ کو سنکر متوحش ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی بستر کے قریب دوڑا تو ہو کر کہنے لگا ”اگر آپ حقیقت میں میرے باپ ہیں۔۔۔“

”ہاں جیکب میں ہی تمہارا باپ ہوں“ سرنے والے بے نصیب نے کہا ”لیکن یہ

افزیت ... ہائے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی میرے بدن کو نوحہ رہا ہے ... آف! آف! یہ کون ہے جو جلتی ہوئی شکلاؤں میں دھل کر رہا ہے ... ڈاکٹر صاحب خدایہ شہنشاہ کو نکال لیجئے ... ہائے کوئی مجھے اس جلتی ہوئی آگ سے بچائے ... مجھے کہیں لے چلو میرا بدن جل رہا ہے میں آگ میں جھلس رہا ہوں ... ہائے! میں جلا جاتا ہوں ...

”والد والد! جیکب نے دردناک التجا کے نچوڑ میں کہا: اپنی طبیعت کو سکون دیکھئے اپنے گناہوں کو یاد کر کے توبہ کیجئے۔ خدا اب بھی آپ پر رحم کرے گا۔“

”آف! اگر کیا کوئی مجھے اس جلتی آگ سے نہیں بچا سکتا! او! ڈیو تھ نے سخت عذاب کی حالت میں بستر پر ادھر ادھر کرٹیں لیتے ہوئے کہا: ”ظالمو! دوزخ تمہارے لیے ہے! آہ! میں جلا جاتا ہوں ... میرے بدن میں آگ لگی ہوئی ہے ... میری آنکھیں جھلس رہی ہیں ... میرے گوشت پر کوئی شخص گرم سرخ لونا لگا رہا ہے ... آہ! کیا اسی کا نام دوزخ ہے! ... آف! کیا سچ مچ ہی نارہنم ہے ... کیا فرشتہ اجل نے مجھے دوزخ میں ڈال دیا ہے! الہی! میری سزا ہے! ... فرشتوں میں منت کرتا ہوں مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دو ... میں نے جو گناہ کئے تھے اُن گناہوں کی تلافی کی کوشش کر دو گی ... میں ضرور نیک بنوں گا ... میں اب کوئی گناہ نہ کروں گا ... ہائے کوئی مسیری خیر یاد نہیں سنتا۔ آف! یہ دوزخ کتنا خوفناک ... کتنا خوفناک ہے ... او! آگ! ہائے آگ! کسے کہتے ہوئے ساتھ میرے بدن کے گرد لپٹ رہا ہے میں ... وہ میرے دل کو کھا رہے ہیں ... انہوں نے اپنے دہن میری آنکھوں میں داخل کر دیئے ہیں ... ہائے انہوں نے مجھے اپنی گرفت میں لے کر کس لیلیٰ ہے ... او! او! اب میں انہیں صاف محسوس کرتا ہوں ہائے رحم! ... رحم! ... رحم! ... رحم!“

”یہ نظارہ کتنا خوفناک ہے!“ امام ربین نے دینی آواز سے ڈاکٹر لیلیئرز سے کہا: ”وہ باقی جتنے آدمی اس کمرہ میں موجود تھے وہ بھی اس حالت کو دیکھ کر سر سے پاؤں تک کانپنے لگے۔“

جیکب سمیت دستور چار پائی کے قریب دوڑا تو بیٹھا۔ دونوں آنکھوں میں منہ کو چھپا

ہیکیاں لے رہا تھا۔

مرنے والا اسی طرح ٹھوڑی دیر تک دیوانہ وار چیخا چاتا اور دروازے کراہتا رہا۔ مگر رفتہ رفتہ جوں جوں اس کی ٹپ کم ہوتی گئی۔ اس کی آواز بھی مدھم ہونے لگی۔ تھے کہ آخر کار اس کے الفاظ لیون تک آکر رک جاتے تھے چند منٹ اور اسی حالت میں رہ کر اس شخص کی سیاہ روج جس نے کبھی خوف خدا کو اپنے اندر جگہ نہ دی تھی۔ جس نے کبھی کسی انسان پر رحم نہیں کیا تھا ہمیشہ کے لئے یہاں سے رخصت ہو گئی۔

تین دن بعد

باب ۱۷

جس روز یہ اہم واقعات ظہور میں آئے تھے اس کے تین دن بعد کا ذکر ہے اور ہماری داستان کا نظارہ اب ڈاکٹر لیساز کے مکان واقعہ گریفن شریٹ میں منتقل ہوتا ہے۔

سہ پہر کے چار بجے تھے۔ اور ڈاکٹر لیساز ڈاکٹر لیکنگھم کے ساتھ نشستگاہ میں بیٹھا تھا۔ دونوں میں کچھ گفتگو ہو رہی تھی۔

امیر نکور کہنے لگا: ڈاکٹر صاحب شکر ہے آپ کو اتنی فرصت ملی۔ کہ آپ منیکر سامنے ان معاملات کی کیفیت بیان کریں جن کا تعلق میرے مصیبت زدہ بھائی سے ہے۔ مگر جنہیں وہ اپنی موجودہ مصیبت کی وجہ سے خود بیان نہیں کر سکتا۔ تاہم کا انتقال جس کا جنازہ پہنچوں اٹھے گا اس کے فیاض دل پر عہدہ عظیم کا باعث ہوا ہے۔ لیکن میں اس پر کراہوں کہ مشرڈی ڈینا اور اسٹیم کا حسن ساؤگت جو اسے باہر لے اپنے ساتھ فینچے کو لے گئے ہیں کسی حد تک اس کے عہد کو کم کرنے کا موجب ثابت ہو گا۔ مگر اس طرف غمزدہ باپ اور ماتم پوش بہن خود مار کے انتقال کی وجہ سے محتاج تسکین ہیں۔ الہی یہ ساتھ کتنا دردناک ہے۔

”مگر فائق بھی ڈرے ہی جو سے حال میں مر ڈاکٹر کہنے لگا: ”بہر حال اب جبکہ وہ جوش جو ان خوفناک حالات کی وجہ سے پیدا ہوا تھا جو اولڈ ٹویج کے جرم کے سلسلہ میں

ظاہر ہوئے کسی حد تک کم ہو چکا ہے۔ اور نہ صرف پبلک اس میں اتنی دلچسپی نہیں لیتی بلکہ جن شخصوں سے ان واقعات کا براہ راست تعلق تھا ان کے دلوں سے بھی اس کا اثر محو ہونے لگا ہے۔ ہم اس معاملہ پر نسبتاً سکون کے ساتھ گفتگو کر سکیں گے مگر اولاً سیکرٹریز آرتھر تم یہ بتاؤ کہ وزیر ملکی سے تمہاری ملاقات کے دوران میں کیا کیا باتیں ہوئیں؟

ارل نے کہا: ”جب میں اس خوفناک رات کو جب وہ واقعات ظہور میں آئے تھے وزیر ملکی کے دفتر میں پہنچا تو میں نے اپنے کارڈ کے ساتھ اطلاع بھیجی کہ میں ایک ضروری کام پر فوراً آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اور میں نے جس قدر مختصر لفظوں میں ممکن تھا۔ سب باتیں جو قابل بیان تھیں۔ وزیر مذکور کے سامنے بیان کیں۔ میں نے اس بات کا بھی ذکر کیا کہ ٹاس رین فورڈ جسے سزائے موت دی گئی تھی۔ اور جسے خلقت کے سامنے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ وہ کسی طرح پھانسی پر لٹکنے کے بعد زندہ رہا۔ مگر اس کا میں نے اس سے ذکر نہیں کیا کہ اُسے کیونکر پھانسی پر لٹکنے کے بعد زندہ کیا گیا۔ وزیر مذکور نے بھی اس بارہ میں مجھ سے کسی قسم کے سوالات نہ پوچھے۔ ان واقعات کا ذکر ہونے سے وزیر مذکور کو یاد آگیا۔ کہ چند مہینے پیشتر وہ امیر الامرا کے کہنے سے رین فورڈ کے معافی نامہ پر دستخط کر چکا تھا۔ رین فورڈ کے متعلق تازہ واقعات کی اطلاع جس قدر مجھے معلوم تھی میں نے اُسے وی۔ اے۔ جی وزیر موصوف نے یہ سنا کہ یہی وہ شخص تھا جس نے تمارتزر کے معاملات میں اس قدر پرامن جھڑپا۔ تو اُس کے چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار ہوئے۔ لیکن اُس کے بعد میں نے امیر الامرا کا وہ دستخطی رقمہ اس کے سامنے پیش کیا۔ جو رین فورڈ کے پاس تھا۔ اور کچھ دھمکا کر اور کچھ سمجھا کر اُسے راز راست پر لے آیا۔ وہ کہنے لگا۔ صدر مقام میں ان واقعات سے بہت سنسنی پیدا ہو چکی ہے۔ اور اب اس اطلاع سے یہ سنسنی اور بڑھ جائے گی کہ ٹاس رین فورڈ نہ صرف پھانسی سے بچ گیا بلکہ اس نے اپنی مرضی اور ارادہ سے سرزہری کو دشمنی کے قانون کو اپنی حراست میں رکھا۔ اور ان کے متعلق اپنی منشا کے مطابق کارروائی کی۔ وزیر موصوف کہنے لگا اس سے تو لوگ سمجھیں گے کہ رین فورڈ کا خود

بیرنٹ کے قتل سے تعلق تھا۔ اور ہر شخص یہ سوال کرے گا۔ کہ سپانٹ اور پیلا لرجنیں رین فورڈ نے اغوا کیا تھا۔ اُن کا انجام کیا ہوا اس کے جواب میں میں نے اس سے کہا کہ یقین کیجئے۔ رین فورڈ کا سر نہری کورٹنی کے قتل سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ البتہ اس نے اپنے دل میں مجرموں کی اصلاح کے متعلق ایک نئی تجویز سوچی تھی۔ اور وہ اسے ان شخصوں پر آزمانا چاہتا تھا۔ وہ دونوں آدمی سپانٹ اور پیلا لرجن اب اس ملک میں نہیں ہیں۔ اور اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ رین فورڈ اس بات کو ہرگز گورنمنٹ کے روبرو ظاہر کرنے پر رضامند نہ ہوگا۔ کہ انہیں کہاں بھیجا گیا ہے۔ اب آپ کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو یہ کہ اس معافی نامہ کی تصدیق کر دیں۔ ورنہ ممکن ہے ٹامس رین فورڈ امیر لامر کے متعلق بعض راز کی باتیں ظاہر کر دے۔ جن کا نتیجہ ہرگز خوشگوار نہ ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اس قسم کی دھمکی دینا خود میرے لئے ناگوار تھا۔ لیکن میں یہ چاہتا تھا کہ اپنے عزیز بھائی کی خاطر کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کروں۔“

ڈاکٹر کہنے لگا۔ ”میرے خیال میں آپ کو کسی حد تک ان اسباب کا علم ہے۔ جن کے زیر اثر رین فورڈ کو امریکہ جانے کی بجائے انگلستان کو واپس آنے کا خیال پایا ہوا اور اُس نے وہ بھیس اختیار کیا جس میں رہ کر اُس نے اولڈ ڈیوڈ کی جماعت کو منتشر کرنے کی کوشش کی۔“

ارل نے جواب دیا۔ ”جس روز اس مکان میں ٹامر کے قتل کا دردناک واقعہ ہوا اور جبکہ ستمہ اس کی اطلاع لے کر سہریں پہنچا۔ تو اتفاق سے میں وہیں موجود تھا۔ اس وقت فینچلے سے ریڈ لائین سٹریٹ کی طرف آتے ہوئے مجھے مسٹر ڈی ڈینیا اور استمر کی زبانی گاڑی میں بیٹھے ہوئے بعض حالات معلوم ہوئے تھے۔ لیکن آپ بھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ مسٹر ڈی ڈینیا اور اُن کی دختر کی طبیعت اس روز اتنی پریشان تھی کہ وہ اس بارہ میں کوئی تفصیلی کیفیت بیان نہ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں خود بڑے اضطراب کی حالت میں تھا۔ اور سب کے دل میں اس قدر تشویش اور ہلچل مچنی تھی۔۔۔“

”میں سمجھتا ہوں اور ایسا ہونا قدرتی تھا۔“ ڈاکٹر نے قطع کلام کر کے کہا۔ ”مگر میں

پہلے آپ وزیر ملکی کے ساتھ اپنی ملاقات کی کیفیت کو ختم کیجئے۔
 لارڈ ایٹنگھم بولا اب مجھے اس بارہ میں کچھ زیادہ بیان نہیں کرنا ہے۔ میں نے
 جو دو صورتیں اُس کے روبرو پیش کی تھیں۔ اس نے تھوڑی دیر ان پر غور کیا۔ وہ اس بات
 سے بخفیہ نظر آتا تھا۔ کہ اس قسم کی رعایتیں دے کر انصاف کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی گئی
 ہے۔ لیکن آخر کار اس نے وہی فیصلہ کیا۔ جو ہمارے حق میں تھا۔ اور مینز کے قریب بیٹھ کر
 اس رین فورڈ کی رہائی کا پروانہ لکھ دیا جسے میں نے نصف خربکے بھرے ریڈ لائن سٹریٹ
 والے رکان میں واپس آکر افسران پولیس کے حوالے کر دیا۔

ڈاکٹر نے پوچھا: تو کیا آپ کی رائے میں اب ہیں اس بارہ میں کسی قسم کی تشویش
 نہ ہونی چاہیے؟

”بالکل نہیں“ ارل آف ایٹنگھم نے جواب دیا: ”آپ کو معلوم ہے کل افسر مرگئے
 تھے ماروین مینز کی لاشوں کی نسبت تحقیقات کی تھی۔ وہاں یہ بات ظاہر ہوئی کہ اولڈ ڈیک
 رین فورڈ نے زیر حراست رکھا ہوا تھا۔ پہلے اسٹمر ۱۱ سے عتی جلتی رہی۔ اور آخری موقع
 پر جو ملک ثابت ہوا اس کی بہن اسٹمر کی بجائے بننے لگی۔ اُس کا مدعا یہی تھا کہ اسٹمر نے
 جس کا رینک کو شروع کیا ہے۔ اُسے قائم رکھا کہ اُس پر معاش کی اصلاح کی کوشش کی
 جائے۔۔۔“

ڈاکٹر کہنے لگا: ”اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عام رائے اس وقت رین فورڈ کے
 حق میں ہے۔ لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ لیڈی ہی ہیٹ فیلڈ نے رین فورڈ کا معافی نامہ کس طریق
 پر حاصل کیا تھا؟“

ارل نے کہا: ”ڈاکٹر صاحب وہ ایک بہت نیک دل اور فیض منش خاتون ہے۔ ارل
 نے اس کے متعلق بعض شرمناک اموارے ظاہر کئے تھے۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ بظاہر امیر موصوف
 کی خواہشات کی تکمیل پر راجب نظر آتی۔ اور اس سلسلہ میں اُس نے اس کے جذبات
 کو جبر کا کہ وہ دستاویز حاصل کی۔ جو انجام کار اس قدر مفید ثابت ہوئی۔ لیکن اس موقع پر امیر
 نابور سے معافی نامہ حاصل کر لینے کے بعد قریب تھا کہ وہ اس کے جبر کا شکا ہو کہ دینے فورڈ
 جو بعض غیر معمولی حالات کے زیر اثر وہاں پہنچ چکا تھا اُسکی مدد کے لئے آج موجود ہوا اور اُس نے
 نہ صرف جارحانہ کی عصمت کو محفوظ رکھنے میں مدد دی۔ بلکہ امیر لامر سے خود اپنے حق میں

ایک تحریر حاصل کر لی۔“

ڈاکٹر کہنے لگا ”سارا معاملہ ایک افسانہ کی طرح عجیب نظر آتا ہے۔ لیکن اب آپ اس انتظار میں ہوں گے کہ میں رین فورڈ کی گزشتہ کارروائیوں کی تفصیل بیان کروں۔“
ادل نے بیان کیا ”مجھے ایک حد تک ان کی کیفیت معلوم ہے۔ اور قیاساً گین باقی حالات کو بھی سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن میری خواہش ہے کہ آپ کی زبانی مفصل اور مسلسل کیفیت سنوں۔“

ڈاکٹر لیسلز بولا ”میرے لئے ان واقعات کی کیفیت بیان کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا کیونکہ ان سے اس شخص کی فیاضی اور نیک نیتی پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ جسے میں دوسری زندگی دینے میں کامیاب ہوا جس روز سے اس نے میری تجربہ گاہ میں دوبارہ آنکھیں کھولیں۔ میں اسے اپنے فرزند کی طرح عزیز سمجھتا رہا ہوں۔ میری کیفیت بیان کرنے سے شیتہ میں شروع میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ رین فورڈ کے دل پر اس گفتگو کا بہت اثر ہوا تھا۔ جو آپ نے اس سے سوسائٹی کے غریب اور جاہل طبقہ کے لوگوں کی مصیبتوں اور جرایم کے متعلق کی تھی۔۔۔“

آر تھرنے کہا ”مجھے یاد ہے یہ گفتگو رین فورڈ کے دوبارہ زندہ ہونے کے دوسرے دن رات کو ہوئی تھی یعنی اس رات کہ جب میں نے نچمن بوز کو تہ خانہ سے نکلتے ہوئے پکڑا تھا۔“
ڈاکٹر کہنے لگا ”اس موقع پر آپ کی اپنے بھائی سے جو گفتگو ہوئی اس کی وجہ اس کے دل میں اس بارہ میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہو گئے۔ کہ دنیا میں جہم کا وجود کیوں ہے۔ کہ نئے حالات اس کی ترقی میں معاون ہوتے ہیں۔ اور اصلاح کا کوئی طریقہ کار گر ہو سکتا ہے اس سلسلہ میں اسے کئی اور معاملات خصوصاً آپ کی ذات کا خیال آیا۔ کیونکہ اس نے سمجھا کہ نچمن بوز اب آپ کا جانی دشمن ثابت ہو گا۔ وہ اس سمریہ معاش کی عادات سے بخوبی واقف تھا اور جانتا تھا کہ آپ کے خلاف وہ ضرور انتقام کی خوفناک ہڈا میرل میں لانے لگا۔ ان خیالات نے رین فورڈ کے دل میں کئی طرح کے اندیشے پیدا کر دیئے۔ اگرچہ وہ انہیں آپ سے چھپاتا ہی رہا۔ ڈرتا تھا کہ میں ایسا نہ ہو۔ آپ اس مجسم شیطان کے دام میں پھنس جائیں ہیں ایک مردہ شخص کے متعلق بڑے خیالات ظاہر کرنے پر معافی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے اس شخص کی نسبت مجبوراً سخت کلمات کہنے پڑتے ہیں غرض سارے

حالات کو دیکھ کر اولاد ڈیچہ کی طبیعت کا صحیح اندازہ کر کے رین فورڈ نے آخر کار کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا ضروری سمجھا جس کے ذریعہ وہ آپ کو اُس کے کینہ سے محفوظ رکھ سکے اُس نے سوچا جس طرح آپ نے اُس کے متعلق فیاضی اور شرافت کا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح اسے بھی اس کا عوض دینا چاہیے۔ لیکن ان خیالات کو اُس نے اُس وقت تک کسی کے روبرو ظاہر نہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ ٹامر جیکب سمیت اور چارلی واش سمیت ہیوڈی گریس کے بندرگاہ پر امریکہ کے جہاز میں سوار ہو گیا۔ اُس وقت اس نے ان ارادوں کا ذکر ٹامر سے کیا۔ اور وہ ہی اُس کے منشا پر عمل کرنے کو آمادہ ہو گئی کیونکہ وہ ہمیشہ رین فورڈ کے حکم کو سب سے افضل سمجھتی تھی۔ انہوں نے جہاز کے کپتان کو کچھ معاوضہ دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ انہیں گورنسی کے گھاٹ پر اتار دے۔ چنانچہ آدھی رات کے وقت رین فورڈ اُس کی ہوی جیکب سمیت اور وہ بچہ جہاز سے خشکی پر اترے۔ اس سے دوسری صبح رین فورڈ اور قیصر حبشیوں کے لباس میں نو وار ہوئے۔ اور سینٹ پیٹر کی بندرگاہ سے جو جزیرہ مذکور کا صدر مقام ہے وہ سمیت کو روانہ ہو گئے۔ ٹامر چارلی واش کو ساتھ لے کر ٹھوس پیٹن کی راہ سے روانہ ہوئی۔ انہوں نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم سب لندن میں جمع ہوں گے۔ اور رین فورڈ نے اپنی ساری تنخواہ بڑی حد تک پہلے سوچ رکھی تھی۔ صدر مقام میں پہنچ کر ٹامر نے اپنے باپ اور صہن کو اطلاع دی کہ میں فلان سرے میں فروکش ہوں اور جب وہ اس سے ملنے آئے۔ تو اس نے ان سے بھی اپنے شوہر کے ارادوں کا ذکر کیا۔ لیکن یہ بہر حال ضروری تھا کہ سارے معاملہ کو آپ سے پوشیدہ رکھا جاتا۔ کیونکہ یہ بات یقینی معلوم ہوتی تھی کہ اگر آپ کو اپنے بھائی کی واپسی کی اطلاع مل گئی۔ تو آپ اس وقت تک چین نہیں گئے جتنی کہ رین فورڈ کو دیا رہا اس ملک سے کہیں اور چلے جانے پر آمادہ نہ کر لیں۔ ان دنوں ابھی آپ کی شاہی استعفیٰ سے قزاق نہیں پائی تھی۔ ان حالات میں اس نے اگر اس معاملہ کو آپ سے پوشیدہ رکھا تو یہ امر چاہا قابل اعتراض نہیں سمجھا جاسکتا۔ بنیاداً جب آپ کا رشتہ مناکحت تو ختم ہو گیا۔ تو اس نے اس راز کو اس وجہ سے ظاہر نہ کیا کہ یہ بہر حال آپ کی بہتری سے متعلق رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ سسر دی ڈائنا اور استعفیٰ سسر رین فورڈ کی تنخواہ کے حامی تھے۔ اور انہوں نے بڑی خوشی سے رین فورڈ کو ایسی تدابیر عمل میں لانے کا موقعہ دیا۔ جن سے آپ کی بہتری مقصود تھی۔ ٹامر اور چارلی واش فینچہ ہیز میں سکونت پزیر ہو گئے۔ اور اس

کی پوری احتیاط عمل میں لائی گئی۔ کہ کسی کو ان کی موجودگی کا علم نہ ہو۔ نوکروں کو بھی اس بارہ میں ضروری ہدایات جاری کر دی گئیں۔ اس حد تک سارا معاملہ اطمینان بخش طریق پر طے پاتا رہا۔ اور دین فورڈ جب تک سمجھ کو ساتھ لے کر جس کا نام اس نے قیصر رکھ لیا تھا۔ لندن میں پہنچا۔ آپ میرے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب ایک روز رات کے وقت میرے نوکر سنے آکر اطلاع دی کہ مشرق المشرق کے کوئی مصیبتی نژاد شریف مرد آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ جب میں نشستگاہ میں پہنچا۔ تو ٹامس دین فورڈ کو اس روپ میں دیکھ کر دنگ رہ گیا جس نے اسے فوراً ہی نہیں پہچانا لیکن اس نے جلد ہی اپنی شخصیت ظاہر کر دی۔ اور جب اس کی تجاویز پختہ ہو گئیں تو میں نے ان کی تکمیل میں دو دینے کا پورے طور پر وعدہ کیا جیسا کہ اس نے پہلے سوچا تھا۔ ریڈ لائن سٹریٹ اور ٹیل سٹریٹ والے مکانات جو اب تک آپ کے قبضہ میں تھے۔ ان پر مجھے کامل اختیار حاصل تھا۔ اور یہ امر یقینی تھا کہ آپ اس مکان میں اس نے کی تکلیف کبھی گوارا نہ کریں گے۔ آپ نے اس مکان کو محض اس لئے خرید لیا تھا کہ اولڈ فیلڈ لوگوں کو گرفتار کر کے اس کے ترخانوں میں بند کیا کرے۔ اور اس کے بعد جب یہ مکان آپ کی ملکیت میں آگیا۔ تو اپنے لئے اس غرض سے میرے حوالہ کر دیا کہ میں یہاں اپنی تجربہ گاہ قائم رکھوں۔ ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے دین فورڈ نے سوچا۔ کہ یہ مکان میرے لئے ہر طرح موزوں ثابت ہوگا۔ ہمسائے یہ خیال کرتے تھے کہ اس میں جزائر مشرق المشرق کا کوئی تاجر کاروبار سے دست بردار ہو کر سکونت پذیر ہو گیا ہے اور اس لئے انہیں یہ سمجھ کر تعجب نہ ہوتا تھا۔ کہ اس کی اپنی گاڑی اور کئی نوکر ہیں لیکن سوال پیدا ہوگا۔ کہ دین فورڈ نے ان تمام وفادار نوکروں کی خدمات کیونکر حاصل کیں جو آنکھیں بند کر کے اس کے تابع حکم رہتے تھے؟ اور جن میں سے ایک کو جس کا نام بلٹن ہے۔ اس نے اپنی ساری سرگذشت سے بھی خبردار کر دیا تھا۔ اس کے متعلق میں عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ وہ سب کے سب میری جان پہچان کے غریب لوگ تھے جو مختلف اوقات میں میرے زیر علاج رہے۔ اور جن سے مجھے بہت دلچسپی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی عرصہ میں نہایت مکمل انتظامات عمل میں لائے گئے اور جن ایام میں دین فورڈ اپنے کام کو شروع کرنے لگا۔ تو جنہیں بونزی کہا جئے سکونت معلوم کر لی۔ اور قیہ طور پر اس کی ملاقات جان جیفریز سے ہو گئی۔ جسے اپنے تابع کر کے اس نے

اس سفاک جماعت کو منتشر کرنے میں پوری کامیابی حاصل کی ہے

اس کے بعد اکثر نے اس بارہ میں حالات بیان کئے۔ کہ رین فورڈ نے کیونکر جان جیفرز کو اپنی ملازمت میں لیا اور کیونکر آخر ان کی زبان کی اُسے اس خوفناک تجویز کے انتظام کا علم ہوا جو اولڈ ڈیوٹیج نے ارل کے خلاف سوچ رکھی تھی یعنی سینٹ لوقا کے قبرستان سے رین فورڈ کا تابوت نکالنا اور لیڈی ہیٹ فیلڈ اور اسٹھ ڈی ڈینیا کو زندہ حاکرنا وغیرہ۔ اس سلسلہ میں اُس نے ان طریقوں کا ذکر کیا۔ جن سے ان خوفناک سچاویہ کا افساد کیا گیا۔ یعنی اولڈ ڈیوٹیج کی جماعت کے سارے آدمیوں کی گرفتاری اور جیفرز کی وفاداری ڈاکٹر لیسلز نے مسٹر ہارنر کے معاملہ میں رین فورڈ کی پیچیدہ کارروائی کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح وہ ایک عمر رسیدہ شخص بن کر اس بہروپ کو اچھی طرح غائب ہوتے ہوئے سر کر سٹوڈنٹس کو چال بازی سے ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں لایا۔ اور وہاں اس کے روبرو دونوں قیدیوں کے بیانات لکھوائے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر لیسلز نے اس اداکار کا بھی ذکر کیا۔ جو اُس نے خود اس تجویز کی تکمیل میں دی تھی۔ چونکہ یہ سارے حالات پہلے ہی ناظرین کو معلوم ہیں۔ اس لئے آج پر مزید بحث غیر ضروری ہو گئی۔ خاتمہ سخن پر ڈاکٹر نے ارل سے رین فورڈ کے طریقہ اصلاح کی نوعیت اور اس کے نتیجے کا ذکر کیا یعنی کس طرح ڈاکٹر مارش، مسٹر اور مسز ہنس۔ پیٹر اور اوچلنڈ کے معاملہ میں اس میں پوری کامیابی ہوئی۔ اور کیونکر آخر کار اسٹھ ڈی ڈینیا کو جنم بونز کی اصلاح میں بدوکار بنا یا گیا۔ اور کن لائن میں اس رات کہ جب اس مکان میں دشنام قتل کی واردات ہوئی۔ اسٹھ ڈی ڈینیا نے اپنی بجائے اپنی بد نصیب بہن کو بھیجا تھا۔

گفتگو کے دوران میں رین فورڈ کے معاملات کا صرف ایک پہلو ایسا تھا جس کا ارل اور ڈاکٹر میں کچھ ذکر نہ ہوا۔ اور یہ معاملہ چارلی واٹس کی ولدیت کا تھا۔ ڈاکٹر کو اب تک یہ معلوم نہ تھا کہ رین فورڈ نے چند سال پیشتر زبردستی لیڈی ہیٹ فیلڈ کی بھینسی کی تھی۔ اور اُس گناہ کا نتیجہ وہ ایسا تھا جس کا نام ہم اب تک چارلی واٹس بیان کرتے رہے ہیں۔ اور اگرچہ ارل آف اینگلم کی لیسلز سے گہری دوستی تھی۔ تاہم اس نے اس معاملہ کا ذکر اُس جی پوشیدہ ہی رکھنا بہتر سمجھا۔ دوسری طرف اگرچہ ڈاکٹر کو بجائے خود اس بات کا علم تھا کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ بچگی کے علاج سے گزرنے لگی ہے۔ تاہم اس نے اس کا ذکر ارل سے

دیکھا۔ اور چارلی واش کے متعلق اس بارہ میں اسے بھی ترین شبہ بھی نہ تھا۔ کہ وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے بطن سے ہے۔ ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جارجیانہ کی زچگی کا راز ڈاکٹر لیسلر کو اس وقت معلوم ہوا تھا جب وہ زمانہ علالت میں اس کے زیر علاج تھی۔ اور ڈاکٹر نے اسے ایک نشہ آور دوا ملائی تھی جس کی تفصیل اس داستان کے ابتدائی حصہ میں بیان کی جا چکی ہے۔ مگر اس راز کا ذکر اس نے کبھی کسی شخص سے نہیں کیا تھا۔ غرض یہ کہ جس طرح ڈاکٹر کو لڑکے کی ولایت کے متعلق بہترین شبہ بھی نہیں تھا اسی طرح ارل آف اینگٹم کو اس بات کا بالکل گمان نہ تھا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کا منزل عصمت سے گرا ہوا ہونا ڈاکٹر کو بھی معلوم ہے۔

مگر رین فورڈ کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ یہ لڑکا میری اولاد ہے یعنی یہ اس گناہ کا نتیجہ ہے جس کا ارتکاب مجھ سے لیڈی ہیٹ فیلڈ کے متعلق ہوا۔ و حقیقت جس روز ارل آف اینگٹم اور ڈاکٹر لیسلر نے یہ ملاقات ہوئی۔ جس کی کیفیت ہم بیان کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے دن رات کو ارل نے اپنے بھائی سے اس واقعہ کا ذکر کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ فرض کا تقاضا اب یہی ہے کہ اسے اس واقعہ سے باخبر کر دیا جائے۔ اس وقت اول مرتبہ رین فورڈ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ خود جارجیانہ کو اس بات کا علم ہے کہ وہ بچہ رین فورڈ کے زیر حفاظت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ قدرت نے ہی اپنے اختیارات کا علم سے اس بچہ کو اس کے حقیقی باپ کے زیر حفاظت پہنچا دیا ہے۔ مگر لیڈی ہیٹ فیلڈ کی عورت کی خاطر اور اس شے بھی کہ رین فورڈ کو اپنے دوستوں کے روبرو اس معاملہ کی تاویر کیفیت بیان کرنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ اس بات کا فیصلہ کر لیا گیا۔ کہ لڑکا واش کے نام سے ہی پرورش پاتا رہے۔ اور اس کی حقیقی ولایت کو کم از کم سرور خطا ہر نہ کیا جائے۔ اس فیصلہ کو لارڈ اینگٹم اور رین فورڈ دونوں نے پسند کیا۔

داستان کے اس حصہ کی مزید تفصیلات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم مختصر طور پر احوال اور بیان کرنا چاہتے ہیں کہ نامہ کار جیازہ یوم مقررہ کو اٹھا۔ اور اگر مرنے والے کی روح کو اس کے متعلقین کے غمزہ وہ دلوں کے آنسو کو فی ثواب پہنچا سکتے ہیں۔ تو میں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مقبول بیرون کی روح کو ان طبقات میں جہاں وہ اس دارنشا سے

خصت ہو کر پہنچ چکی تھی۔ کافی سے زیادہ تسکین حاصل ہوئی ہوگی۔
لیکن سب سے زیادہ بنی اسرائیل کے اس قبل از وقت مرجھائے ہوئے خوشنما
پھول کا بیج اس کے شوہر کو تھا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ٹامر کے ساتھ ٹامرین کو ناقابل
بیان محبت تھی۔

عدالت دیوالہ سین

باب ۱۱۸

پرنسپل سٹریٹ لنکسٹران فیلڈس میں سے گزرتے ہوئے ایک نشیب اور پنا
عمارات لمبی آہنی سلاخوں کی قطار سے محصور نظر آتی ہے جس کے صدر دروازہ
تک پہنچنے کے لئے باہر کی طرف سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ عمارت کچھ ایسی مبہم صورت
کی ہے کہ جو شخص اس کے حالات سے بے خبر ہو۔ وہ محض صورت دیکھ کر نہیں
جان سکتا کہ یہ کسی فوجداری جلیانہ کا حصہ ہے یا نمازیوں کا گرجا۔ اور پوچھنے والے کو
یہ معلوم کر کے کچھ کم تعجب نہیں ہوتا۔ کہ یہ ان دونوں عمارتوں میں سے ایک بھی نہیں۔
بلکہ حقیقت میں دیوالیوں کی عدالت ہے۔

صبح کے نو بجے کے قریب اس عدالت کے نواح میں ایک عجیب جیل پہل شروع
ہو جاتی ہے۔ اس کے دونوں جانب بازار میں نوع انسانی کے ایسے نو لے دیکھنے میں
آتے ہیں جن سے جلیانہ نیوگیٹ یا قید خانہ بچ کے حدود کے باہر شرف ملاقات
ہونا دشوار ہے۔ دیکھنے والے کو تعجب ہوتا ہے کہ اتنے بدنامہ وضع لوگ کہاں سے
آئے اور کس طرف کو جا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق ان مقامات سے مخصوص سمجھا جاتا
ہے۔ جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ
کون ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کوئی جلیانہوں کے پہرہ دار یا قید خانہ بچ سے
پیدا ہے ہیں۔ جو ان قیدیوں کو ساتھ لے کر آتے ہیں جن کے مقامات کی سماعت اس
عدالت میں ہونے والی ہو۔ ان کے علاوہ بہت سے بیٹکرے تماشائی اور چن بوارہ
بھی نظر آتے ہیں جو ایسے مقامات پر نمودار کرتے ہیں۔ یا ان کے علاوہ دیوالہ شخصوں
کے دوست یا ان کی عرضی دیوالہ کی مخالفت کرنا لے قریب جمع ہوتے ہیں۔

عدالت کے بالمقابل اور اس کے پہلو میں جو دو شراب خانے قائم ہیں۔ وہ بھی ایسی ہی لوگوں سے چر نظر آتے ہیں۔ اور دن کے دس بجے تک ان شراب خانوں میں پورے کی کئی توہیں چن کے بہت سے آدمے اور تبا کو کے کئی ڈبے خالی ہو جاتے ہیں۔

یہ تو عدالت کی باہری حالت ہے لیکن اندر کا حال اس سے مختلف ہے جس وقت عدالت کا اجلاس شروع ہوتا ہے۔ تو چار پارچے بیر شراب بہت بڑی نشست پر جس میں اس قسم کے چوبی پردے بنے ہوتے ہیں۔ جیسے کسی گرجا کی نشستوں میں موجود ہوتے ہیں بیٹھے جاتے ہیں۔ دو کھنڈا کی بنچ پر بیٹھتے ہیں۔ جسے عدالت دیشٹ منسٹر کی ایک بالکل اونے نقل سمجھا جاسکتا ہے۔ جو حصہ اخبارات کے قائم مقاموں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس میں ایک آدھ پور شراب کا بیٹھا نظر آتا ہے کئی ڈبل اور ان کے محراب میں گرہ جمع ہو جاتے ہیں۔ جو دھلا کی نشستوں اور اجلاس کے درمیان موجود ہے۔ دیوالیوں کے لئے ایک ششم کا چوبی احاطہ ساجنا ہوا ہے جو کہ عدالت میں داخل ہوتے ہوئے دائیں ہاتھ کو واقع ہے۔ اور باقی حصہ حاضری کے لئے موقوف ہے۔ بدھن بے دھلے چہروں والے عجم سے بغیر ہا نظر آتا ہے کھنڈر عدالت حتی الامکان ججوں کی کھیت اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیر شراب علی عدالتوں کے دھلا کی سی شان نمودر رکھتے ہیں۔ دیوالے اپنی صورتیں اس طرح مطمئن ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا انہیں کوئی ناگوار واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔ اور حاضرین عدالت اپنے آپ کو عزت و اظہار کرنے میں کوئی دقیقہ فرماہشت نہیں کرتے گے سچ پوچھتے تو یہ ساری کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں اس عدالت میں کثافت اور سجاست کا ایک ایسا اثر نمودار رہتا ہے کہ جسے لاکھ کوشش کر کے پر بھی دور نہیں کیا جاسکتا۔ بیر شرابوں اور ججوں کی دگ اور ان کی گون اتنی بدناماوری سے ہوتی ہے جس کا نمونہ دوسری عدالتوں میں نہیں دیکھا جاتا۔ اور ان حالات کا جواز کسی نیچے والے کے دل پر نہیں دیا جاسکتا ہے اس میں تسینہ کی بدگوار تبا کو کے دھوئیں کی شراب سے اضافہ ہو جاتا ہے جو اس کہ عدالت کے حاضرین سے مخصوص ہے۔

جس روز کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس عدالت کے بہت سے دیوالیوں میں جو شخص بے تھے۔ جن سے ہمارے ناظرین روشناس ہو چکے ہیں کیسٹو شوشپ شینکس

اور دوسرے... کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ دوسرے صاحب ہمارے دوست مسٹر فرینک کرش تھے؟

اول الذکر نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے اندر سفید گلوبٹ بافتوں میں بہت کھلے اور ڈھیلے سوتی دستا نے اور ٹوپی کے گرد سیاہ فیتہ بندھا ہوا جسے شاید اس خیال سے لگایا گیا تھا کہ کشران عدالت اس خیال سے رحم کا سلوک کریں گے کہ اس شخص کا کوئی قریبی رشتہ دار حال میں انتقال کر گیا ہے۔ اس وقت اس نے اپنی صورت کو غیر معمولی طور پر سنجیدہ اور عابا یا نہ بنا رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا ساقولا چہرہ ضرورت سے زیادہ لمبوترہ نظر آتا تھا۔ سیاہ بال پیشانی پر جھکا کر برش کئے ہوئے تھے۔ اور وہ چوبی بیج پر اکڑ بیٹھا کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھا لیتا۔ اور کبھی کمرہ عدالت کی چھت میں بنے ہوئے روشندان کی طرف دیکھنے لگتا۔ گویا یہ ظاہر کرتا تھا کہ خاموشی کے ساتھ عبادت میں مشغول ہے۔

مسٹر فرینک کرش نے حسب معمول بٹیر کیلا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اپنی نشست پر جھبک کر بیٹھا ہوا وہ گاہ بگاہ اپنے وکیل کی طرف آنکھ سے اشارے کرتا۔ یا اس پیادہ سے واقفانہ گفتگو کرنے لگتا۔ جو اسے اپنی حفاظت میں یہاں لایا تھا۔ اور جس کی چلتے وقت مسٹر فرینک کرش نے چن۔ ائمہوں سے تواضع کر دی تھی۔

لیکن ہمارے ناظرین پوچھتے ہیں۔ کپتان ارمنیہ اس کو دھر گئے؟ کیا وہ ذات شریف اس مصیبت میں اپنے دوست سے بے تعلقی اختیار کر چکے تھے؟ نہیں صاحب ایسا خیال دل میں نہ لائے۔ ہمارے شجاع آئرش دوست ایسی باتیں اور کمینہ حرکت کے ترکب نہیں ہو سکتے۔ کم از کم اس وقت تک تو وہ مرکز فرینک کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے تھے جب تک کہ اس کی جیب میں ایک شلنگ باقی ہو یا اسے کہیں سے ایک شلنگ بھی حاصل کرنے کی امید ہو۔ پس جان لیجئے کہ حضرت کپتان بھی وہی تشریف فرما تھے۔ اور وہ بھی عین مسٹر کرش کے قرب میں جس کی دودھ نہیں۔ ایک یہ کہ جس وقت فرینک کھڑا ہو کر بیان دینے لگے تو یہ اپنے اشاروں سے اس کی جسد افزائی کرتے رہیں۔ دوسرے اس لئے کہ یہاں کھڑے ہو کر یہ اس صورت میں کہ کشران عدالت ان کے دوست سے سختی کا سلوک کریں۔ ان پر قہراً اور نظر ڈال سکتے۔

اتنے میں عدالت کا کام شروع ہوا۔ اور سررشتہ دار نے سب سے پہلے جوشوا شپ شینکس کا نام لے کر آواز دی۔

اس آواز کو سنا کر جوشوا شپ شینکس جو ایک دبلا پتلا اور طویل القامت شخص تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور آگے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا ”میرے عیسائی برابر میں حاضر ہوں“

”کون۔ جوشوا شپ شینکس؟“ سررشتہ دار نے پھر کہا۔
 ”جوشوا شپ شینکس تم اس طرف آؤ“ اس الزکار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا جس کا کام دیوالیوں کو حلف دینا تھا۔

”میرے دوست ذرا پھرتی سے چلو“ فرینک کرش نے اسے مخاطب کر کے کہا اور اس کے ساتھ ہی جب وہ پاس سے گزرنے لگا تو اس کی پیشانی پر زور کی چٹکی لگی، جوشوا شپ شینکس نے ایک آنکھ نیچی۔ اور اپنی آنکھیں چھت میں بنے ہوئے روشن دان کی طرف اٹھا کر کچھ اس قسم کا کلمہ کہا کہ مدسیہ گناہوں نے مجھے کیسے ناپاک شخصوں میں لا ڈالا ہے۔ چونکہ اس کی سست رفتاری نے عدالت کو بھی بے صبر کر دیا تھا اسلئے اب وہ کشنران عدالت کی فہمائش پر جلدی سے اس کٹہرے میں کھڑا ہو گیا۔ جوشوا دیوالیوں کے بیان دینے کے لئے مخصوص تھا۔

سررشتہ دار نے پوچھا ”جوشوا شپ شینکس کیا تمہاری طرف سے کوئی دلیل پیش کر رہے؟“
 ”کوئی نہیں۔ میرا حامی کا صرف وہ خاوند خدا ہے۔ اور اسی کی ذراست پر مجھے صبر و سہ ہے۔“ یہ الفاظ کہتے ہوئے جوشوا شپ شینکس نے افسردگی کا ایسا لہجہ اختیار کیا۔ اور اپنے سر کو اس انداز سے ہلایا۔ کہ عدالت کو اندیشہ پیدا ہو گیا کہیں عیش کھا کر نہ گر جائے۔

مشنری دہل نے جو اس عدالت کے سرکردہ بیرشروں میں سے ایک تھا۔
 ”کہا“ میں قرضخواہوں کی طرف سے اس شخص کی درخواست دیوانہ کی مخالفت کرنے کے لئے موجود ہوں۔“

”افسوس انسان کی فطرت میں کینہ اور انتقام کا جذبہ کتنا تیز ہے۔“ جوشوا شپ شینکس نے اپنے ہاتھوں کو دعاویہ انداز سے جوڑ کر اور اپنی آنکھوں کی پتلیوں کو

خوفناک طریق سے اوپر کواٹھا کر کہا۔

”دیوالیہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ خاموش رہے“ سررشتہ دار عدالت نے تیز لہجہ میں کہا۔

اس عرصہ میں کیشنران عدالت اس تقدس تاب شخص کی طرف غور سے دیکھتے رہے تھے۔ اور اگرچہ ان میں سے ایک کو کوہ نظری کا عارضہ تھا اور دوسرے ضعف بصارت کا شکی رہتا تھا تاہم انجام کار دونوں اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ مشر شیبپ شینکس نہایت فضول اور لغو آدمی ہے۔ دونوں نے اپنے چشموں کے اندر سے ایک دوسرے پر چوگاہ ڈالی۔ وہ اس خیال کی تصدیق کرنے والی تھی۔ اور ان دونوں میں سے ایک جو زیادہ تیز فہم تھا اور جس کا نام سلیبی مشہور تھا اب مشر شیبپ شینکس کا بیان لینے لگا چنانچہ اس نے عرضی کو دیکھ کر کہا ”معلوم ہوتا ہے تم کسی زمانہ میں جزائر بحر الجنوب میں اشاعت انجیل کی سوسائٹی سے تعلق رکھتے تھے“

مشر شیبپ شینکس نے ریاکار شخصوں کی طرح گنگنااتے ہوئے کہا ”جی ہاں خداوند خدا کی خاص عنایت سے میں ایک زمانہ میں اس خدمت پر مامور تھا“

”خدمت؟“ مشر سلیبی نے بے صبری سے کیا۔

مشر بی ویل بیر شرنکے لگا ”جی ہاں یہ لوگ اس کام کو خدمت ہی کہا کرتے ہیں یہ لفظ مذہبی حلقوں میں اکثر پرتا جاتا ہے“

کیشنر صاحب نے کہا ”معلوم ہوتا ہے دیوالیہ نے خوب خدمت کی“

مشر بی ویل نے جواب دیا ”مگر اب ان کی اپنی خدمت ہو جائے گی“

اس نونہا قیہ گفتگو پر جو کیشنر اور کیل کے درمیان ہوئی۔ باقی ماندہ کیل ان کے محضر اور حاضرین ہی ابھی اکر کے ہنسنے لگے۔ کیونکہ جس وقت حجان عدالت اپنے وقار کو فراموش کر کے اس قسم کی مذاق پسندی پر ترائیں تو حاضرین عدالت دانت نکال کر فرح فرح سمجھتے ہیں۔ باقی دیوالیہوں نے بھی اس ہنسی میں حصہ لینا ضروری سمجھا لیکن کسی وجہ سے مشر فرینک کرش نے اپنا اتھناک کے سامنے پھیلا کر کیشنر کی طرف گھورنا ہی کافی خیال کیا آخر جب کمرہ عدالت میں ہپسہ خاموشی ہو گئی۔ تو کیشنر سلیبی نے پوچھا ”دیوالیہ شخص تمہاری درخواست سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تم مشنری تھے اس کے بعد

تم نے اپنے طور اشاعت ذہب شروع کی“
 مسٹر شپ شیکس نے جواب دیا: ”جناب اس زمانہ میں کہ میں مشنری تھا مجھے
 شیطان نے سخت درغلا یا تھا۔ لیکن خداوند خدا کی خاص عنایت سے...“
 کشنر نے بے صبری سے کہا: ”میرے سوال کا براہ راست جواب دو کیا
 تم مشنری کے فرائض سے سبکدوش ہو کر پادری بنے تھے؟“
 ”جی ہاں خداوند خدا کی ایسی ہی مرضی تھی“ دیوالیہ شخص نے گنگنا تے ہوئے
 کہا: ”مجھے خدا کی طرف سے جو حکم ملا۔ اس کی تعمیل کرنا میرا فرض تھا“
 ”اس شخص کی درخواست دیوالہ کی مخالفت کرنے والا کون ہے؟ کشنر نے پوچھا۔
 سر رشتہ دار عدالت نے کہا: ”جیرمیا چیلے حاضر ہو“
 ایک شخص نے جس نے سماروں کا سالیاں پہنا ہوا تھا لگے بھڑک کر کہا: ”میں حاضر ہوں“
 سر رشتہ دار اُسے مخاطب کر کے کہنے لگا: ”جیرمیا چیلے گواہ کے کٹہر میں کھڑے ہو“
 ”آئیے مسٹر چیلے جلدی کیجئے“ مسٹر ویل پیرسٹر نے اس وجہ سے کہ شخص نامکور
 اس کا موکل تھا۔ اس سے شائستہ طریق پر گفتگو کرنے اور اس کے نام کے پہلے مسٹر کا لفظ لگاتے ہوئے کہا
 مسٹر چیلے گواہوں کے کٹہر میں کھڑا ہوا اور جبکہ اُسے حلف دیا جا رہا تھا۔ دونوں کشنر
 بہت دیر تک گھور کر اُس کے چہرہ کی طرف دیکھتے رہے۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتے تھے آیا یہ شخص
 معتبر ہے یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے عدالت دیوالہ کے کشنر علم قیافہ شناسی کے بھی بہت برابر ہوں گے۔
 مسٹر ویل نے اپنی جگہ سے ایک خاص شان کے ساتھ اٹھتے ہوئے اور مسٹر شپ شیکس
 پر ایک خوفناک نگاہ ڈال کر اپنے موکل سے پوچھا: ”آپ کا نام جیرمیا چیلے ہے؟“ اس وقت
 مسٹر ویل نے مسٹر شپ شیکس کی طرف اس انداز سے دیکھا کہ معلوم ہوتا تھا وہ ان
 حال سے کہنا چاہتا ہے: ”دیکھو اب میں تمہارے خلاف اس قسم کی شہادت پیش کروں گی کہ ثابت
 ہو جائے۔ تم پرے سے میرے کے ہم معاش ہو“
 ”جی ہاں میرا نام جیرمیا چیلے ہے“ دیوالیہ کی عرضی کی مخالفت کرنے والے نے عرض فرمائی کہ
 ”لیکن میں نے آپ کو اس لئے معذرت دے دیا تھا کہ آپ اس سکین صورت شخص کو ذیادہ تر بھجوائیں
 نہ اس لئے کہ اٹھے مجھی سے سوالات پوچھے جائیں“
 مسٹر ویل نے حیلانہ انداز سے کہا: ”دیکھئے صاحب ایسے سوتلوں پر دیکھا اس قسم کے

سوالات پوچھائی کرتے ہیں۔ اس میں گھبرانے کی بات نہیں۔ یہ بتائیے آپ کا نام جیسا ہے
ہے اور آپ سمجھا رہے ہیں؟

”میں نے آپ کو یہ بات ایک ہفتہ قبل بتا دی تھی۔ پھر دوبارہ پوچھنے سے کیا حاصل؟“
ترضیوہ نے جیسا نہ سمجھیں پوچھا۔

”ہاں ہاں۔ مگر آپ کو چاہیے کہ سب حالات فاضل کشتران کے روبرو بھی بیان کریں؟“
مسٹر ملی ویل نے نرمی سے فمائش کرتے ہوئے کہا ”غالباً آپ اس گرجا کے مالک ہیں۔ جو
ہمارے نام کو رٹ روڈ پر واقع ہے؟“

”جی ہاں“ مسٹر جیلے نے جواب دیا۔ ”اور ایسا مضبوط اور پُر آسائش گرجا جیسا کہ وہ
ہے لندن میں شاید سوائے سینٹ پال کے گرجا کے اور کوئی نہ ہوگا۔“

”مطلب یہ کہ آپ نے اس گرجا کو تین چار ماہ پیشتر کرایہ پر لیا تھا؟“ مسٹر ملی ویل نے
سوالات کے سلسلہ میں پوچھا۔

”جی ہاں میں نے اس مطلب کے اشتہارات پاس ہی کنجڑے کی دکان پر لگا دیے تھے۔“
”اور میرا خیال ہے کہ دیوالیہ شخص ان اشتہارات کی عبارت پڑھ کر ہی آپ کے پاس
گرجا کو کرایہ پر لینے کے لئے آیا؟“ مسٹر ملی ویل نے پوچھا۔

مسٹر جیلے نے جواب دیا۔ ”جی ہاں وہ میرے مکان پر اُس وقت آیا جبکہ میں اور میری
بیوی کھانا کھا رہے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس روز دو ستر خان پر بلا ہوا گوشت اور ساگ تھا
کیونکہ غالباً میں نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔۔۔“

”ان تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں؟“ مسٹر ملی ویل نے کہا ”بہتر یہ ہو کہ
آپ ذاتہ کی تفصیل کو ہی جاری رکھیں۔ مختصر یہ کہ دیوالیہ شخص آپ کے پاس آیا اور
اس نے دریافت کیا۔ کیا یہ گرجا کرایہ پر دیا جائے گا؟“

”جی ہاں۔ اور اس نے مجھ سے کئی سوالات آگے اور گرجا کے مختلف حصوں
کے متعلق پوچھے۔“

”اور آپ کے جوابات سے مطمئن ہو کر اُس نے گرجا کو کرایہ پر لینا منظور کر لیا؟“
”ہاں اور اس نے تین ہفتہ کا کرایہ گیارہ پونڈ دس شلنگ پیشگی ادا کرنا منظور کیا۔“ مسٹر
جیلے نے جواب دیا۔

کشتن ان عدالت میں سے ایک اب اونگھنے لگا تھا۔ دوسرے نے اس سوال و جواب پریشان ہو کر کہا ”بہر حال اس کے بعد جو کچھ ہوا اُسے بیان کرو“ مخالف قرضخواہ عدالت کو مخاطب کر کے کہنے لگا ”حضور میں یہ عرض کرنے لگا ہوں۔ یہ شخص ہمیں کھانا کھاتے دیکھ کر دسترخوان پر بیٹھ گیا اور اس نے بھی الجھا ہوا گوشت اور ساگ کھایا“

یہ فقرہ شکر حاضرین عدالت ہنسنے لگے۔ لیکن چونکہ باقیہ فقرہ کسی جج یا بیرٹر کی زبان سے نہیں نکلا تھا۔ اس لئے چیرا سیوں نے زور زور سے چلا کر کہنا شروع کیا ”خاموش! خاموش!“

مسٹر ملی دیل نے کہا ”اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیوالیہ شخص نے نہ صرف آپ کو تین ہفتے کا گراہیہ پیشگی ادا کیا۔ بلکہ چالیس پونڈ آپ سے قرض بھی حاصل کر لے کیا یہ درست ہے؟“

”جی ہاں نقد چالیس پونڈ ادائیگی وجہ ہے کہ مجھے اور میری بیوی کو اس کے خلاف آتا بچ ہے“ مخالف قرضخواہ نے جواب دیا۔

”لیکن اُس نے آپ سے یہ چالیس پونڈ کس طرح وصول کئے؟“ مسٹر ملی دیل نے کہا ”اس کا تفصیلی حال عدالت سے بیان کرو“

”مگر میں بیان کس کے آگے کروں“ مسٹر جیپ نے حیرت زدہ ہو کر کہا ”کشتن تو میں سے ایک تو بالکل بخیر سو رہے ہیں۔“

اس پر حاضرین عدالت میں ہیر قہقہہ ہوا۔ جسے عدالت کے چیرا سیوں کو لکھ لکھنے نے جلد ہی ہی دبانے کی کوشش کی۔ کپتان او بلنڈرس باقیوں سے بھی بڑھ گیا اور کسی قدر اونچی آواز میں کہنے لگا ”یہ سچ کی قسم اور یہ بات اتنی ہی سچ ہے جیسے کہ ہر ایک باشندہ آئرلینڈ کے لئے پتہ کا شوق“ خوش قسمتی سے اس کے اس فقرہ پر زیادہ توجہ نہ دی گئی۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ اُسے دھکے دے کر عدالت کے کمرہ سے باہر نکال دیا جاتا۔ لیکن معاملہ کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہوا کہ ہنسی اور شور و غل کی آواز سن کر وہ کشتن جو سو رہا تھا جاگ اٹھا اور یہ سمجھ کر کہ کسی شخص نے عدالت میں کوئی بے جا حرکت کی ہے سختی کے لہجہ میں چلا کر کہنے لگا ”جو شخص اس شور و غل کا موجب ہوا۔ اُسے فوراً کمرہ

عدالت سے باہر نکال دو۔ چونکہ حضرت خود ہی اس سزا کے مستوجب
تھیں تھے۔ اس لئے حاضرین میں پھر قہقہہ اڑا۔ یہاں تک کہ مسٹر لی ویل بھی اپنی
ہنسی کو ضبط نہ کر سکا۔ اور اس نے جھک کر مقدمہ کے کاغذات کی دیکھ بھال
شروع کر دی۔

جو کشتہ سوکا اٹھا تھا۔ وہ اس دوبارہ ہنسی سے اور بھی زیادہ مضطرب ہو گیا۔ اور
آخر اسے مزید پریشانی سے محفوظ رکھنے کے لئے دوسرے کشتہ سلیبی نے کہا۔
”بس اب کارروائی شروع ہونی چاہیے۔“

مسٹر لی ویل اپنے موکل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: ”اب آپ عدالت کے
سامنے یہ بیان کریں کہ وہ ایسا شخص ہے آپ سے چالیس پونڈ کیونکر وصول کئے؟“
”جناب بات یہ ہے۔ کہ میری بیوی کی صرف ایک آنکھ ہے۔۔۔“

”مگر اس سوال کا معاملہ زیر بحث سے کیا تعلق ہے؟“ کشتہ سلیبی نے پوچھا۔
”قرضخواہ کہنے لگا: ”حضور تعلق یہ ہے کہ اس سکین صورت شخص نے اس کے اس

ہیلو سے جو بصارت سے خالی تھا۔ فائدہ اٹھایا۔ یہ اس کے رہبر کوئی طرح کی باتیں بنا
لا سکتا تھا۔ مجھے خداوند خدا نے اپنی خاص مرضی سے اس کام کے لئے منتخب

کیا ہے۔ اور اگر تم میرے لئے وعظ شروع کرنے کے واسطے ضروری سرمایہ جمع کر دو
تو میں یقیناً بیشمت نصیب ہوگی۔ اس نے قسم کھا کر کہا۔ کہ امرامیر او عظم سننے

کے بے حد مشتاق ہیں۔ اس نے میری بیوی کو وعظ کے جلسوں کا عظیم نہالیا۔ اور مجھ
سے کہنے لگا۔ تم اپنے آپ کو اس گرجا کا ہیڈ کرنا کرو۔۔۔“

”کیا کہا؟“ کشتہ سلیبی نے پوچھا۔

”ایڈربن اب“ مسٹر لی ویل نے لفظ کو درست کرتے ہوئے کہا۔ یہ بات

تخلیل ذکر ہے کہ جب ویسٹ منسٹر کینج یا پیرنگال شریٹ کے کشتہ کسی معاملہ کو
مہمہ سکیں۔ اپنے آپ کو جان بوجھ کر کسی معاملہ سے لاعلم ظاہر کریں۔

تو اس کی تشبیہ پر وہ کاربیر سرگرداشتے ہیں۔ لیکن جب یہی لوگ خود کینج یا کشتہ
ہستے ہیں۔ تو یہی اپنے آپ کو ویسا ہی کہ نہیں ظاہر کرنا شروع کر دیتے

ہیں جیسا ان کے پیشرو کشتہ تھے۔ حالانکہ زمانہ پیرشری میں وہ سامنے معاملات

کی خود بڑی خوبی سے تشریح کر دیا کرتے تھے۔

”تم اس ذکر کو جاری رکھو“ کشتریبھی نے مخالفت قرضخواہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

مسٹر چیلہ کہنے لگا: ”بس حضور یہ سب صورت شخص میں ایسے چمکے دیتا رہا کہ ہم اسے ایک کامل ولی سمجھنے لگے۔ ہم اس کی باتوں پر اسے فریفتہ ہوئے کہ اس کے جوتوں کی گرد جھاڑنے کو بھی تیار رہتے تھے۔ ایک دن مسٹر اسپر اپنے دوست چیئر رائٹ پنساری کے ہاں جانا ہوا میں نے اس سے کہا: ”دوست چیئری تم بھی سیلڈر بن جاؤ۔ وہ پوچھنے لگا: ”سیلڈر کیا بلا ہوتی ہے؟ میں نے کہا سیلڈر اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کسی گرجا میں وعظ کے وقت کسی صدارت پر بیٹھا ہو۔ اور دنیا میں جتنے آدمی بھی سیلڈر کہلاتے ہیں۔ انہیں بہشت میں خاص الخاص جگہ ملتی ہے۔ وہ کہنے لگا چیلہ پہلے تم اس بہشت میں اپنے لئے نشست مخصوص کرالو۔ پھر میں بھی اس کے لئے تیار رہوں گا“

مسٹر نیویل بیرسٹر یہ دیکھ کر کہ عدالت اس طویل بیان سے گھبرانے لگی ہے کہنے لگا: ”اب آپ عدالت سے یہ بیان لے لیتے کہ اس معاملہ کا دیوالیہ شخص کی رہائی کی مخالفت سے کیا تعلق ہے؟“

چیلہ اپنے سر کو انگلی سے کھڑپتے ہوئے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہنے لگا: ”حضور تعلق یہ ہے کہ اس شخص نے چیئری کے پاس جا کر تحسین پوٹ اپنی تحریری بندی کی بنا پر وصول کئے۔ اور اس شخص نے یہ رقم ہم سے وصول کر لی۔ گویا حقیقی نقصان ہمیں کو پہنچا“

اس موقع پر مسٹر جوشوا شپٹیکس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا لئے۔ اور بلند آواز سے گواہی لگا: ”گویا یہ متعجب تھا۔ کہ میرے طرز عمل کا کس قدر غائبانہ پیش کیا جا رہا ہے۔“

لیکن عدالت کے چیلر سی نے فوراً چل کر کہا: ”دیوالیہ شخص غار میں رہتا ہے۔“ مسٹر نیویل نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: ”مسٹر چیلر اس وقت آپ نے دیوالیہ سے یہ کہا کہ مجھے تمہارے تعلق بہشت سی باتیں معلوم ہوئی

ہیں جن کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم گرجا کے کرایہ اور چالیس پونڈ کی اس رقم کا ضامن پیدا کرو۔ جو تمہارے ذمہ واجب الادا ہے تو اس نے کیا کہا؟

”وہ کہنے لگا۔ اس گرجا کے کاروبار میں اتنی کامیابی نہیں ہوئی جس کی امید تھی۔ مجھے سخت باہوسی ہوئی ہے۔ اور آپ کو اور چیز رایت کو صبر سے کام لینا چاہیے۔“

”پھر جب اس کے بعد آپ نے کہا کہ ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے تو وہ کیا بولا؟“
”کہنے لگا تم موزی ہو... تم سانپ ہو۔ اور اسی قسم کے اور کئی سخت کلمات اس نے کہے۔“

”اور جب آپ نے اسے جیل خانہ میں بھیجا دیا تو پھر کیا ہوا؟“
”اس نے مجھے بلوایا اور کہنے لگا کہ میں آپ لوگوں کا روپیہ اس دنیا میں تو ادا نہیں کر سکتا۔ البتہ عاقبت میں میں تمہاری کٹری کوڑی بیلے باقی کر دوں گا۔ اور چونکہ وہاں بھی تمہیں روپے کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے بہتر ہے کہ تم مجھے جیل خانہ سے رہا کرو۔“

اس پر پھر حاضرین عدالت میں قہقہہ ہوا۔ اور اس مرتبہ اس قہقہہ میں کشتران عدالت اور پیرسٹر بھی شامل ہو گئے۔ افسردہ صورت صرف قرضخواہ اور مقروض یعنی مسٹر شپ شیکس کی تھی۔ اس شخص نے اپنے آپ کو اس قدر منہمک بنا کر لیا کہ غالباً وہ اپنے آپ کو اس شخص کی حالت میں سمجھتا تھا جس کے متعلق روایت ہے کہ بیکہ کر سنے گیا۔ اور چروں میں پکڑا گیا۔

آخر جب کہ عدالت میں دوبارہ خاموشی ہو گئی۔ تو اور مخالفت قرضخواہوں کے بیانات ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنی شہادت میں یہ ثابت کیا کہ مسٹر شو شپ شیکس نے ہم سے بہت سامان ایسے ہی بیانات سے حاصل کیا۔ اور اس سے اپنی خوش نصیبی سمجھنی چاہیے کہ اسے جیل خانہ نوٹس کی بجائے کنگسٹن کے قید خانہ میں بھیجا گیا ہے۔

جب اس طرح سے فریق مخالف کے بیانات ہو چکے۔ تو مسٹر جی ویل بیلے

اپنے موکلوں کی طرف سے زیر دیوالہ شخص کے خلاف اس شہادت کی بنا پر جو دی جا چکی تھی۔ ایک طویل اور پر جوش تقریر شروع کی۔ جس کے دوران میں مسٹر جوشو شپ شینکس کو ایک ریاکار عابد۔ دورخا۔ دھوکے باز اور بے اصول شخص ظاہر کیا گیا۔ اس نے اپنی تقریر میں اس بات کا بزور ذکر کیا کہ ایسے بد معاش لوگ مذہب کی آڑ میں اپنے آپ کو دلی ظاہر کر کے لوگوں کو سخت دھوکہ دیتے اور ٹھگتے ہیں۔ تقریر کا یہ حصہ اگرچہ بہت سخت تھا۔ لیکن ہماری رائے میں وہ ہر لحاظ سے مناسب تھا۔ کیونکہ ایسے لوگ ایسی ہی سختی سے مذمت کے قابل ہیں۔ تقریر کے آخری حصہ میں مسٹر بی ویل نے عدالت سے درخواست کی کہ زیر دیوالہ شخص کی بھرانہ تربت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُسے عہدہ دراز کے لئے زیر حراست رکھا جائے۔ اور اس عرصہ تک رہائی نہ دی جائے جس عرصہ کے لئے قانون اس کی حراست منظور کرتا ہے۔

اب مسٹر شپ شینکس کی صفائی کا وقت آیا۔ اس سے کہا گیا کہ تم ان الزامات کا کیا جواب دینا چاہتے ہو اس نے ایک سفید رومال آنکھوں سے لگالیا۔ اور چپ۔ سنٹ تک اپنے سر کو افسردگی کے انداز سے ہلاتا رہا۔ اور پھر جب اُس نے عدالت کو اپنا چہرہ دکھایا۔ تو وہ غیر معمولی حد تک لبوترانظر آتا تھا جس سے یہ ظاہر کرنا مطلوب تھا۔ کہ جو کچھ ہوا وہ میری قسمت پر پہنچی تھا۔ اور یہ کہ میں ایک نیک و سادہ شخص ہوں۔ اس کے بعد اُس نے اس بارہ میں ایک دردناک تقریر شروع کی۔ کہ دنیاوی چیزیں فانی ہیں۔ اور تعجب ہے کہ میرے مخالف قرضخواہ اپنی غیر فانی روحوں کی حفاظت کی بجائے دنیاوی مال و دولت کی پروا کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہنے لگا کہ ”جب میلز دل مرتبہ ان لوگوں میں جاتا ہوا۔ تو یہ افسوسناک حالت میں تھے۔ لیکن میں نے ان کے اندر ایمان کا نور پیدا کیا۔ مگر انہوں نے میرے ساتھ ایسے طریق پر بد سلوکی کی۔ گویا یہ مجھے خداوند خدا کی نظروں سے گرا ہوا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ میں اس کی رضا پر چلنے والا ایک ناچیز بندہ ہوں۔ لیکن میں اپنے آپ کو اس شخص کی طرح سمجھتا ہوں جو کسی نیک کام میں توبہ شہادت حاصل کرے“ اپنی تقریر کے خاتمہ پر اس نے کشتران عدالت سے التماس

کی کہ آپ ان شخصوں کی درخواستوں سے متاثر نہ ہوں۔ بلکہ جس طرح خداوند خدا ہر شخص کے ساتھ انصاف میں رحم شامل کر کے سلوک کرتا ہے۔ اس میں آپ میری حالت کو دیکھتے ہوئے رحم آمیز سلوک کریں۔

اس طویل تقریر کو جو مسٹر شلیپ شنیکس نے حسب معمول گنگنا تے ہوئے کی اور جس کے دوران میں اس نے کئی بار آمیں بھریں۔ اور اپنے چہرہ کو بگاڑا کیشنر سلیپ نے غیر معمولی صبر کے ساتھ سنا۔ غالباً دوسرے کیشنر نے بھی اس تقریر کو سنا ہوگا۔ مگر اس نے چونکہ آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ اس لئے اس کے متعلق ہم یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آخر جب تقریر ختم ہوئی۔ تو اس دوسرے کیشنر نے بڑی آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ اور جس طرح کوئی سوتا ہوا شخص چونک اٹھتا ہے۔ اس نے ارد گرد دیکھنا شروع کیا۔ لیکن چونکہ اسے روزمرہ عداوتی معاملات سے واسطہ پڑتا تھا۔ اس لئے جلد ہی ہی سمجھ لیا۔ کہ مقدمہ کی کارروائی کس منزل میں ہے۔ اور پھر کیشنر سلیپ سے کچھ پھپھر پھپھر باتیں کیں۔ یہ باتیں زیادہ تر اس قسم کی تھیں۔

سو نے والے کیشنر نے کہا ”ایک بجنے کا وقت ہے۔ اور مجھے سخت بھوک لگی ہے۔“

مسٹر سلیپ کہنے لگا ”ایک چاپ کھانے اور شیریں کا گلاس پینے سے ہماری طبیعت جلد ہی سنبھل جائے گی۔“

دوسرے کیشنر نے کہا ”یہ کبخت بی بیل کتنی لمبی تقریر کرتا ہے۔ خدا اس سے سمجھے۔“

”درست ہے۔ مگر میں ایسا اظہار کرتا ہوں کہ میرے کان اسی کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے لوگوں میں مشہور ہے کہ عدالت بی بیل کی تقریر کو بڑے غور سے سنتی ہے۔“

دوسرے کیشنر نے پھر کہا ”مجھے آج شام کا کھانا سا رہنشاہ کیشنر کے ہاں کھانا ہے۔ اس لئے میں چار نیچے ہی چلا جاؤں گا۔“

”بہتر ہے“ کیشنر سلیپ نے کہا ”آپ چلے جاسیے۔ میں چھ سب سے تک شہو کا

گم یہ تو کہئے اس ریاکار دیوالیہ کے متعلق کیا کیا جائے؟
 ”مجھے تو یہ پتا بدعاش معلوم ہوتا ہے۔ چہ عینے سے کم کیا سزا دی جائے۔“
 ”ہاں مگر جس وقت آپ سو رہے تھے اس نے ایک غیر معمولی لمبی تقریر کی۔“
 ”یہ بات ہے! پھر ہم ایک سال سے کم کی سزا نہیں دیں گے، اور اس کے بعد مشیر اور چاب کھانے چلیں گے۔“

”بہتر۔ پنے ایک سال کا حکم سنا کر پھر کھانا کھانے چلتے ہیں۔“
 جب کشر سلیبی اپنے سونے والے ساتھی سے اس قسم کا شورہ کر چکا۔ تو اب سنجیدگی کا انداز اختیار کر کے مسٹر جو شوا شپ شنیس کی طرف دیکھا۔ اور اس پر نصیب شخص کو مخاطب کر کے کہا: ”عدالت نے تمہارے معاملہ پر اچھی طرح غور کی ہے۔ تمہارے قرضخواہوں کی شہادت اور ان کے فاضل وکیل کی تقریر بھی ہم نے گری توجہ سے سنی ہیں۔ تم نے اپنی صفائی میں جو کچھ بیان کرنا تھا۔ اُسے بھی ہم نے سُن لیا۔ مگر ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم مخالفانہ فیصلہ صادر کرنے پر مجبور ہیں۔ تمہارا جسم اس وجہ سے اور بھی زیادہ شرمناک ہے۔ کہ تم نے اُسے مذہب کے پردہ میں کیا۔ میرے فاضل ہم جلیس کا اس بارہ میں اتفاق رائے ہے۔ کہ تمہارا طرز عمل سخت دھوکہ دہی کا ثابت ہوا ہے۔ ہم چاہتے تھے۔ کہ اس سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کریں۔ لیکن ہم ہرگز نہ کرتے ہیں حالت کا فیصلہ یہ ہے کہ تم جو شوا شپ شنیس اپنے تین مخالف قرض خواہوں کے مقدمہ کی وجہ سے آج سے لے کر عرصہ ایک سال کے لئے زیر حراست رکھے جائو۔“

اس فیصلہ کے بعد سررشتہ دار نے چلا کر کہا: ”دیوالیہ شخص اب کشر سے نکل آئے۔“

پریشاں حال مسٹر شپ شنیس نے اپنے ہاتھوں اور آنکھوں کو اوپر کی طرف اٹھا کر ایسی سرد آہ کھینچی کہ حاضرین سنے سمجھا۔ یہ کسی انسان کی نہیں بلکہ روح کی آواز ہے۔

”دیوالیہ خاموش رہے۔“ ایک الہکار عدالت نے چلا کر کہا۔ اور خود اس حکم کو
صادر کرتے ہوئے اتنا شور پیدا کیا۔ جو بد نصیب مشر شپ شنیکس کے کراہنے
کی آواز سے بہت زیادہ تھا۔

جس وقت مشر شپ شنیکس کٹھرے سے نیچے اتر رہا تھا۔ تو ایک اور الہکار
نے اس سے کہا ”اب تم اپنے قرضہ کی جدول کے متعلق حلف لو“

اس نے وحشیانہ طریق پر غرا کے کہا ”اس جدول پر خدا کی لعنت ہو“
وہ کیا کہتے ہو؟ الہکار نے جلدی سے پوچھا۔

مشر شپ شنیکس نے اپنے سر کو استرگی سے ہلا کر کہا ”میں صرف خدا
خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے مخالفوں پر رحم کرے۔ میں نے انہیں تیرے
مخالف کر دیا ہے“

کٹھرے سے اتر کر وہ اس پیادہ کے ہمراہ جو اس کا بھگوان تھا۔ عدالت
کے بالمقابل شراب خانہ میں پہنچا اور وہاں اس نے اپنے پنجہ دالم کو گرم پانی پی ہوئی
برائڈی پی کر رفع کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ سلسلہ اس حد تک جاری رہا۔ کہ انجام
کار پیادہ کو استے ایک گاڑی میں رکھ کر قید خانہ کنگنچ کو لے جانا پڑا۔ کیونکہ مشر شپ
شنیکس شراب کے اثر سے بالکل غنیم ہو چکا تھا۔

اوجھڑو نوں کشتہ ان عدالت چاہ اور شرعی اڑانے کے لئے عدالت سے
لٹھے اور فاضل وکلا نے بھی اپنے پرائیویٹ کمرہ میں جا کر کچھ کھایا۔ اسی طرح وکلا کے
محروں نے طبیعت کو صفع کیا۔ اور حاضرین نے رومالوں میں بندھے ہوئے سبکٹ
وغیرہ کھائے۔ غرض تھوڑی دیر کے لئے کمرہ عدالت میں ہر شخص کا منہ ہٹا نظر آنے
لگا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عدالت کا کمرہ بیکار ایک چھپی قسم دشمنوں کی منہ
بن گیا ہے۔

آخر پندرہ منٹ کا عرصہ گزرا تو کشتہ اور وکلا اپنی اپنی جگہ پر آ گئے۔
حاضرین نے بھی اپنا منہ پونچھا۔ اور سر درشتہ دار نے چلا کر آواز دی ”فراس
کوش حاضر ہو“

باب ۱۱۹

عدالت دیوالہ - سین ۲

اس آواز کو سن کر فرینک کرٹس پھرتی سے اچھل کر کتھرے میں کھڑا ہو گیا۔ اور اُس کی طرف سے اس جرات اور استقلال کا اظہار دیکھ کر کپتان اولینڈر بس اُسے تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ لیکن جس وقت دونوں کشزروں نے دیوالیہ شخص کی طرف دیت تک گمبور کر دیکھنا شروع کیا۔ جو اُن کی عدالتی کامدائی کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔ تو ہمارے جنگجو افسر نے اُن پر ایسی قہر آلود نظر ڈالی کہ معلوم ہوتا تھا۔ دونوں کو گل جائے گا۔ اور اُس کے ساتھ ہی ان کا سر پیوڑ دینے کے متعلق کچھ بڑبڑا کر کہا۔ مسٹر فرینک نے کشزروں کی نگاہوں سے ذرا بھی ہچیک ظاہر نہ کی۔ بلکہ ایسے دلیرانہ طریق پر بے فکری سے اُن کی طرف سے دیکھتا رہا کہ ایک بار تو عدالت بھی اس شخص کے متعلق قیادہ شناسی سے کوئی رائے قائم کرنے سے قاصر رہی اور دونوں کشزروں کا مکمل معلوم نہ کر سکے۔ کہ میں اس شخص کے متعلق کیا رائے قائم کرنی چاہئے۔

فاضل وکلاء میں سے ایک جس کا نام مسٹر کچر بریف تھا۔ کہنے لگا ”میں زیر دیدار شخص کی طرف سے پشیمان ہوں۔“

”اور میں مخالف قرضخواہ کی طرف“ مسٹر بی ویل نے جواب دیا۔

سرشتہ دار عدالت نے تیار شدہ جدول کشزروں عدالت کے سپرد کیا۔ اور وہ چند منٹ کے لئے اس طویل اور مفصل و تناویز کو غور سے دیکھتے رہے۔

آخر کار مسٹر سیلمی نے نوجوان مسٹر کرٹس پر ایک خشمگین نگاہ ڈالی اور کہا۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے۔ تمہارے قرض خواہوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے زیادہ ہے۔“

”دیوے کی قسم! اور میرا دوست کرٹس اول سے آخر تک ایک پورا خشمگین رہے۔“ کپتان اولینڈر بس نے بیچ بولتے ہوئے کہا ”اور کوئی خشمگین ڈیڑھ سو سے کم قرضخواہوں کے لئے عدالت میں درخواست دیوالہ نہیں دے سکتا۔“

اس فقرہ کو سن کر ساری عدالت حیرت زدہ ہو گئی۔ دونوں کشزروں بہت ہو گئے اور جنگجو کپتان کی طرف گمبور کر دیکھنے لگے۔ جو اپنی جگہ پر بے خوف کھڑا قہر آلود نگاہوں سے کشزروں۔ وکیلوں اور باقی شخصوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عدالت کے چیراسی بیچ اس

فقرے کا ایسا اثر ہوا کہ وہ اپنا معمولی فقرہ خاموش "دخاموش" کہنا بھول گیا۔
کچھ دیر کپتان کی طرف دیکھنے کے بعد کشنزیلیبی نے اپنے ساتھی جج کی طرف
مخاطب ہو کر کہا "یہ کون شخص ہے،" گویا کوئی جانے۔ اس کی نسبت دوسرے کو
زیادہ خبر تھی۔

"یہ یوں کی قسم! اور کیا تم مجھے شخص" کہہ کر میری توہین کرنا چاہتے ہو! "بھنگو کپتان
نے اپنے پاؤں کو زور سے فرش زمین پر مارتے ہوئے بلند آواز سے کہا "اگر تم میرا نام
معلوم کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنا کارڈ دے سکتا ہوں۔ اور اس سے تم دیکھ لو گے۔ کہ
میں بلند... ریس پارک کوئی مار... را آیر... رلینڈ کا رہنے والا کپتان اور بلند
... بس ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کپتان نے مدر "کے حرف کو اس زور سے کھڑکھڑایا۔ کہ سننے
والے کو معلوم ہوتا تھا۔ آہنی سلاخوں سے بھری ہوئی گاڑی عدالت کے پاس سے گزری ہے
کشنزیلیبی نے حکم دیا۔ "اسے کمرہ سے باہر نکال دو"

"یہ کی قسم! اور وہ کون ہے جو مجھے باہر نکال دے۔ دس آدمیوں سے کم۔ تو
مجھے اس جگہ سے ہٹا نہیں سکتے" کپتان نے بڑے استقلال کے ساتھ پر عبطان پر کہا
اور اپنی جگہ پر جم کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اگر عدالت اسے منظور کرے تو میں مصالحت کرنے کو تیار
ہوں۔ یعنی میں اب خاموش رہوں گا۔"

کشن نے کہا "انتہا سے بے بہتری ہے کہ خاموش رہو" اور پھر یہ دیکھ کر کہ اہلکاروں
میں سے کوئی شخص جنگجو کپتان پر فائدہ اٹھانے کی جسرات نہیں کرتا۔ کشن نے بھی
یہی بہتر سمجھا کہ اس مختصر واقعہ کو نظر انداز کر دیا جائے چنانچہ انہوں نے کارروائی کا سلسلہ جاری
رکھتے ہوئے کہا "دو الی شخص کی مخالفت کرنے والا کون ہے؟"

"میں ہوں۔" ایک ٹھٹھکے قدم کے موٹے تازے آدمی نے جس نے ہیر کیلا لباس
پہنا ہوا تھا۔ جوم کو چھپے ہاتھ ہوئے آگے بڑھ کر کہا۔ اگرچہ اس جدوجہد میں جوم کی
کثرت سے اس کی ٹوپی ٹر کر بالکل خراب ہو گئی۔ اور سچ پوچھیے۔ تو اتنے بھاری جوم میں
جہاں ایک طرف سے پیاز اور دوسری طرف سے تبا کو کی بو آرہی ہو۔ کوئی چھینکتا کوئی
کھانٹا اور کوئی پاؤں دب جانے کی وجہ سے کراہتا یا اپنے کپڑوں کو پھٹنے سے محفوظ رکھنے
یا کہ ہٹ لوگوں سے بچنے کے لئے کپڑوں کو سنبھالنا ہو۔ کسی شخص کے لئے یہ چھپے سے بڑھ

کہ آگے آتا ایک نہایت وقت طلب امر ہوتا ہے۔

بہر حال بڑی جدوجہد کے بعد یہ ٹھکنے قد کا شخص گواہوں کے کٹہرہ میں پہنچا۔ اس جدوجہد میں اس کے کپڑے بالکل خراب ہو گئے۔ قمیص کا کالر مڑ گیا۔ سفید واسکٹ پر ایک کوئلہ فروش کے کپڑوں سے داغ لگ گیا۔ اور بوٹ کا پالش تو بالکل ہی اتر گیا۔

کٹہرہ میں پہنچ کر اس نے عدالت کو جھک کر سلام کیا۔ اپنے وکیل کی طرف بڑھ گیا۔ دیکھ کر کہ آیا۔ اور دیوالیہ کی طرف نفرت آمیز نظر ڈالی۔ ان تمام باتوں کے لئے اسے کبھی اپنے چہرے کو نہایت بااخلاق اور کبھی سخت قہر آلود بنانا پڑتا تھا۔ اور یہ ایسی تبدیلیاں نہیں جنہیں دیکھ کر حاضرین کو خوب لطف آتا تھا۔

مسٹر ٹی ویل جس کی خدمات محافل قرض خواہوں نے بھاری فیس دے کر اس مقدمہ کی پیروی کے لئے حاصل کی تھیں۔ اور جسے ہدایت کی گئی تھی کہ مسٹر فرنیک کرٹس کو زیادہ سے زیادہ عرصہ تک زیرِ حراست رکھوایا جائے۔ گو اس کا مخاطب ہو کر کہنے لگا ”میرے خیال میں آپ کا نام کسی فائپرٹن ہے۔“

”شخص مذکور نے مسکر کر اور سلام کر کے کہا ”جی ہاں میرا بھی نام ہے۔“

”مسٹر فائپرٹن آپ کیا کام کرتے ہیں؟“

”جناب میں ایک تاجر درزی ہوں۔“

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ محض درزی ہونا کسرِ شتان سمجھتے ہیں۔ اسلئے اس میں تاجر کا لفظ ضرور پڑا لیا جاتا ہے۔

”خیر آپ ایک تاجر درزی ہیں“ مسٹر ٹی ویل نے کہا اور آپ کی دوکان کہاں ہے؟

”جناب ریجنٹ سٹریٹ میں“ مسٹر فائپرٹن نے یہ کہہ کر کشتیوں کی طرف اس انداز سے

دیکھا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ایک فیشن ابل بازار کا پتہ ویسٹمنسٹر سے عدالت پر کیا

اثر ہوا ہے۔ لیکن معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک سب معمول اونگھ رہا تھا۔ اور دوسرا کسی

خاص چیز کی طرف متوجہ نہ تھا۔ جیسے گھوڑا تھان پر کھڑا ہو۔

”ریجنٹ سٹریٹ میں“ مسٹر ٹی ویل نے دوبارہ اس کے کہا۔ غائب دیوالیہ شخص آپ کی

دکان پر گیا۔ اور اس نے معقول قیمت کے کپڑے حاصل کئے۔

مسٹر فائپرٹن نے جواب دیا ”جناب میں اس شخص کے لئے تین سال تک پکڑے ہوا کرتا

را۔ اور کبھی اس کے روپے کامنہ نہیں دیکھا۔

مگر اس کے باوجود اس نے تو آپ کے روپے کامنہ دیکھ لیا مٹری ویل نے کہا۔

”جی ہاں کیونکہ میں نے اس کی ایک ہزار پونڈ کی ہنڈیو نکار و پیہ ادا کیا۔“

”ایک ہزار پونڈ کی ہنڈیوں کا۔“ مٹری ویل نے کہا۔ ”جیلا دیوالیہ شخص کن حالات میں

اور کس بہانہ سے آپ کے پاس آیا تھا؟“

مٹری ویل نے جواب دیا۔ ”یہ شخص ایک شاندار گاڑی میں بیچکر میری دوکان پر

آیا۔ اور تیزی سے اندر داخل ہو کر کہنے لگا۔ کیا میرے دوست آرش بشب آف کنٹری

یہاں پر میرا انتظار کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ لاٹ پادری

موصوف کبھی اس دوکان میں نہیں آئے۔ آپر مٹری ویل نے کہنے لگا۔ آہ! معلوم ہوتا ہے

مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ لیکن کیا آپ اس قسم کی چرمی برجن تیار نہیں کیا کرتے جیسی

عموما پادری صاحب موصوف پہنا کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ جی میں نے کبھی چرمی

برجن تیار نہیں کی۔ اس نے پوچھا۔ سادہ چرمی بھی نہیں ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ نہیں آپر وہ

بولا۔ بڑی غلطی ہوئی۔ میں کسی اور دوکان پر چلا آیا۔ میرے جگر کی دوست آرش

بشب آف یارک۔۔۔ میں نے اس سے کہا۔ آپ تو لبش آف کنٹری کا ذکر کر

رہے تھے۔ وہ کہنے لگا۔ ہاں کنٹری۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تہا کے نعلات

اپنے درزی سے قائم کرا دوں گا۔ اور خود میں نے اس بات کا اپنے دوست لارڈ پمپلی اور

مارکویس آف ڈالین سے وعدہ کر رکھا تھا۔ اور اسی طرح میرا اور بہت سے

فیئٹیل دوستوں کے ساتھ وعدہ ہے کہ آئندہ سب کپڑے اس درزی سے

ہی سلئے جائیں جو آرش بشب موصوف کی برجن تیار کرتا ہے۔ یہ شخص اس کی

کی خدمات حاصل کرنے لگتا جیسا ہے۔ میں ان باتوں کو سن کر تعجب ہو گیا۔ اور مٹری

ویل کو اپنے پتہ کا کارڈ دیا۔ وہ ہنس کر کہنے لگا۔ خدا قسم میرا ارادہ ہے کہ لاٹ

پادری کے درزی کی بجائے تمہیں کو شہرت دوں۔ واقعی بڑے مزے کا مقابلہ ہو گا۔

آپر مٹری ویل نے کہا۔ ”غرض آخر کار دیوالیہ شخص نے آپ کو اس فرضی درزی کے

مقابلہ پر آمادہ کر لیا۔ جس کا اس نے ذکر کیا تھا۔“

”جی ہاں“ مٹری ویل نے جواب دیا۔ اور اگرچہ میں نے بعد ازاں یہ بات سنی تھی

کہ مسٹر کرش کو اپنے چچا سر کرٹو فرلٹ سے معقول وظیفہ ملتا ہے لیکن اس نے مجھے ایک پیمینک نہیں دیا۔

”بیوی کی قسم! اور تم نہیں جانتے کہ کرٹو فرلٹ کتنا بخیل آدمی ہے۔“ کپتان ہنٹنڈر نے پہرہ دخل در معقولات ہوتے ہوئے کہا۔

”ایں اکیا۔“ دونوں کشتروں نے جن میں سے ایک بڑے سنوراؤ گھرا رہا تھا اور دوسرا نیم بے خبری کی حالت میں تھکا چوٹ کر رہا تھا۔

”کیا مبری اس گھٹکوسے بھی دخل واضح ہوا ہے؟“ کپتان نے پوچھا۔ اگر ایسا ہو تو مقدس و پینے کی قسم! میں عدالت سے معافی چاہتا ہوں۔ اور اب بالکل خاموش رہوں گا۔

اتنا کہ کپتان نے اپنے بازو سیدھے پر رکھنے سے منہ کو عجیب و غریب صورت کا بنالیا۔ اور بالکل خاموش کسی خدا سے سیدہ پادری کی طرح سنجیدہ ہو کر کھڑا ہو گیا جس سے حاضرین عدالت کو بے اختیار ہنسی آگئی۔

اتنے میں مسٹر ہنٹنڈل نے دوبارہ مخاطب قرض خواہ کا بیان لیتے ہوئے کہا میں یہ درست ہے کہ دیوالیہ شخص نے آپ سے چار سو پونڈ کے قریب کپڑے اور ایک ہزار پونڈ کے قریب نقدی وصول کی؟

”مسٹر فائرمن نے اثبات کے طور پر سر ہلایا۔

”اور کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ اس نے آرنج بشپ کے ورزی اور اپنے امیر دوستوں کے متعلق جو قصہ بیان کیا۔ وہ محض آپ کی آنکھوں میں خاک ڈالنے کے لئے تھا؟“

”جی ہاں بلکہ مجھے بیوقوف بنانے کے لئے“ مسٹر گسی غازیٹن نے کہا۔

”آپ کو بڑے وقوف بنانے کے لئے“ مسٹر ہنٹنڈل نے انہیں غلطوں کو دوسرا کر کہا۔

”بلکہ یوں کہئے مجھے گدھا بنانے کے لئے“ ورزیٹن نے بدلتی ہوئی گرم جوشی سے کہا۔

”آپ کو گدھا بنانے کے لئے“ فاضل وکیل نے پھر کہا۔

”جی ہاں۔ مجھے آٹو بنانے کے لئے“ مسٹر فائرمن نے کہا۔

”آٹو بنانے کے لئے“ مسٹر ہنٹنڈل نے ایک بار اور اتنی خضرہ کو دوسرا کرتے ہوئے کہا۔

مگر پھر یہ دیکھ کر کہ موکل ذاتی ملامت کے تمام فقرات ختم کر چکا ہے اور اب اس کا سانس بھی چھوٹا ہوا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

اب مسٹر کچر بریف جسے مسٹر کرش کی صفائی کے لئے مقرر کیا گیا تھا کھڑا ہوا مگر جب وقت وہ اپنی گون کو درست کرتے ہوئے مخالف قرض خواہ پر جرح کرنے کو تیار ہو رہا تھا کہ پستان اور بند ڈریس نے ذرا سا اس کی طرف مڑ کر خاصی بلند آواز سے کہا: "یسوع کی قسم اور میرے دوست اگر تم نے اپنی جرح میں مستغیث کی چٹنی نہ بنا دی تو پھر میں اس کی کھانسی اور جیڑوں کا۔"

اس پر فاضل وکیل نے اپنے سر کو پر معنی انداز سے ہلایا۔ گویا یہ کہنا چاہتا تھا کہ "ذرا جبرہ کیجئے۔" اور دیکھئے میں اس کے متعلق کیا کرتا ہوں۔ "جنگجو پستان کا اس وعدہ سے جو آنکھوں ہی آنکھوں میں ہوا بڑی حد تک المینان ہو گیا۔

مسٹر کچر بریف نے جو اپنی جرح کے لئے ایک مشہور وکیل سمجھا جاتا تھا۔ مخالف قرض خواہ سے مخاطب ہو کر کہا: "میں معلوم ہے۔ کہ تم اس وقت علمی بیان دے رہے ہو۔" اور اس کے ساتھ ہی اس نے کشتروں کی طرف اس انداز سے دیکھا۔ گویا یہ جملہ ناچاہتا تھا کہ آپ ذرا ہوشیار رہیں۔ اور جب وقت یہ شخص حلف دہو عی کا ذرا سا اظہار کرے اسے بلاتال جیل خانہ نیوگیٹ کو بھیج دیں۔

مسٹر فاپرٹن نے بھی ڈرتے ڈرتے اسی سمت میں دیکھا۔ اور یہ معلوم کر کے کسی حد تک اس کا اطمینان ہو گیا کہ ایک کمشنر اب تک سیر رہے اور دوسرا بھی اونگھنے کی فکر میں ہے۔

مسٹر کچر بریف نے بلند آواز سے نخوت آمیز بھرمیں کہا: "مسٹر فاپرٹن تم شخص زیر دیوالیہ کی عرضی کی مخالفت کرنا چاہتے ہو۔" اب دیکھو میرے سوال کا صحیح طور پر جواب دینا کیا تم خود بھی کہیں اس کہہ رہے ہو چکے ہو؟ اس نے اس طرف کو اشارہ کر کے زہر دار بھرمیں پوچھا: "جان مسٹر کرش کھڑا تھا۔"

مسٹر فاپرٹن پر یکایک آفسرو کی سی طاری ہو گئی۔ اور وہ علیحدہ انداز سے اپنے وکیل کا منہ تنکے ہوئے کچھ لگا "کیا میرے لئے اس سوال کا جواب دینا ضروری ہے؟" میرے خیال میں دینا ہی پڑے گا۔" مسٹر وکیل نے کہا۔

بد نصیب ورزی کہنے لگا دو خیر صاحب اس صورت میں میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ مجھے بھی بد نصیبی سے اس عدالت سے گزرنا پڑا ہے۔ تاہم یہ کہتے ہوئے اس کی چہرہ مسفند ہو گیا۔
 ”گویا تم ہی دیوالہ مکال پیچھے ہو؟“ مسٹر کچیر بریف نے پوچھا۔ اب میں تم سے یہ پوچھتا ہوں۔ کتنی مرتبہ تم نے اس عدالت میں عرصی پیش کر کے اس کے فیصلہ کی بدولت اپنے قرض خواہوں سے چھپا چھڑایا؟“

”جناب حقیقت میں... میں... میں...“ ورزی نے جس کا چہرہ بالکل سرخ ہو گیا تھا۔ رکتے رکتے کہا۔

”کیا تم چاہتے ہو۔ کہ میں اس سوال کو دوبارہ پوچھوں؟“ فاضل وکیل نے اس قسم کا اخلاق آمیز انداز اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔ جو اس کے تند لہجہ سے بھی نیا دھککھٹا تھا۔
 ”مشرعی دیل کہنے لگا“ مسٹر فائرٹن آپ ان سوالات کا جواب دیتے جائیں،
 ”جناب میں بیان نہیں کر سکتا۔۔۔ مجھے ٹھیک طور پر یاد نہیں،
 ”اچھی بات ہے۔ ابھی معلوم ہو جائے گا“ مسٹر کچیر بریف نے قلم ہاتھ میں نے کردوات میں داخل کرتے ہوئے کہا۔ گویا وہ اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہے کہ اب میں تمہارے ہر ایک جواب کو درج کرتا جاؤں گا۔ اور جہاں تم نے ذرا سی بھی حلف دئی کی جھٹکریوں کا۔ پھر اس نے قرض خواہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ ”مشر فائرٹن کیا تم اس بات کا حلف لینے کو تیار ہو۔ کہ تم نے سات مرتبہ دیوالہ کی درخواست نہیں دی؟“
 ”جی ہاں۔ میں اس کا حلف لینے کو تیار ہوں۔“ ورزی نے پہرتی سے کہا۔
 ”اور تم اس بات کا بھی حلف لینے کو تیار ہو۔ کہ تم نے پانچ بار دیوالہ کی درخواست نہیں دی؟“

”جی ہاں۔ میں اس کا حلف لینے کو آمادہ ہوں؟“
 ”آمادہ ہو؟“ اچھا مسٹر فائرٹن اب خیال رکھنا تم کیا کہنے لگے ہو؟“ مسٹر کچیر بریف نے خوف ناک لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ ”تم اس بات کا حلف لینے کو تیار ہو۔ کہ تم نے بیس بار دیوالہ کی درخواست نہیں دی؟“

”نہیں جناب میں اس کا حلف لینے کو تیار نہیں ہوں۔“ ورزی نے جس کی صورت بنایا اسرودہ نظر آتی تھی۔ کہا۔

”تم اس کا خلاف لینے کو تیار نہیں ہو۔ پہر کیا تم اس سے انکار کر سکتے ہو؟“
 ”ہمیں جناب میں انکار نہیں کر سکتا“ مسٹر فائرٹن نے جواب دیا۔
 ”الکاز نہیں کر سکتے“ مسٹر کچر بریف نے کپتان او بلنڈرس کی طرف فاسخانہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جس سے یہ جتنا نام مقصود تھا کہ اب دیکھو میں اسے راہ راست پر لاتا ہوں۔ پہر دوبارہ مخالف قرضخواہ سے مخاطب ہو کر وکیل مذکور نے بڑے رعب کے ساتھ کہا ”مسٹر فائرٹن خیال رہے تم کیا جواب دیتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ کئی بار تم نے بحیثیت تاجر اور کئی بار بحیثیت ایک غیر معروف شخص کے دیوالہ کی درخواست نہیں دی؟“

”نہیں جناب میں نے صرف ایک بار بحیثیت تاجر دیوالہ کی درخواست پیش کی تھی“ مسٹر فائرٹن نے بے صبری سے کہا۔

”ایک بار اور اس کے علاوہ تین بار ایک غیر معروف شخص کی بحیثیت میں دیوالہ نکالا؟“ وکیل نے ایسا لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس کے لئے زمین پر سب سے زیادہ رشورالز شخص سمجھتا ہے۔ اور کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تم نے حصہ رسد ہی کے طریق پر کیا تقسیم کیا؟“

”میں اس وقت بیان نہیں کر سکتا۔۔۔ اچھے۔۔۔“

”خیر مضائقہ نہیں“ مسٹر کچر بریف نے کہا ”تم بیان نہیں کر سکتے۔ تو میں کر دیتا ہوں“ یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب سے ایک چھٹی نکال لی جو بظاہر اس کے کہ کسی دو بستہ یا رشتہ دار کی تھی اور اسے غور سے پڑھنے لگا۔ گویا اس میں فائرٹن کے کاروبار کے خلاف کوئی بزدل شہادت موجود ہو۔ اگرچہ انہیں بد نصیب مرزی کے معاملات کا ذرا ہی ذکر نہ تھا۔

”مرزی وکیل کو اس طرح غور سے خط پڑھتے ہو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور

گھبرا کر کہنے لگا ”جناب مجھ یاد آگیا۔۔۔ میں بیان کرتا ہوں؟“

”بس تو میرے سوال کا جواب دو“ مسٹر کچر بریف نے زور سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی انگلی اس چھٹی کے ایک خاص حصہ پر اس انداز سے رکھی۔ گویا وہ اس وقت وہی مضمون دیکھ رہا تھا جس میں مرزی کے خلاف بزدل شہادت موجود ہو تھی۔

سوال یہ ہے کہ اپنے مختلف دیوالوں میں تم نے مجموعی طور پر اپنے قرضخواہوں کو حصہ دے دیا کیا اور کیا؟

مسٹر فارپن نے آواز دیا کہ ”جناب دوپنس مین فار ڈنگ فی پونڈ“
یہ جواب ہر چند کہ وکیل مذکور نے سن لیا تھا۔ مگر اُس نے درزی کو برسرِ عدالت ذیل کرنے کے لئے چلا کر کہا ”بند آواز سے کہو“

بے نصیب شخص جو اس بات پر سخت پشیمان تھا۔ کہ میں فریبک کرش کی مخالفت پر حق آدہ ہوا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو کچھ کم از کم اس ذلت کو تو نہ پہنچتا۔ اونچے لمبے میں کہنے لگا ”جناب دوپنس مین فار ڈنگ فی پونڈ“

”دوپنس مین فار ڈنگ فی پونڈ“ وکیل نے اپنے سر کو اس انداز سے ہلاتے ہوئے کہا گویا وہ اسے ایک قابلِ نفرت بے ایمانی سمجھتا ہے۔ پھر بولا ”میں پوچھتا ہوں تمہارے مختلف انفرادی اور تاجرانہ دیوالوں کی مجموعی طور پر قابلِ اوار قوم کس قدر تھیں؟“

درزی نے جواب نہایت پریشان اور سخت مضطرب نظر آتا تھا! افسردگی اور التجا کے لمبے میں کہا ”جناب میں نے تاجر کی حیثیت میں کبھی ایک بار سے زیادہ دیوالہ کی درخواست نہیں دی“

”دیکھو میرے سوال کو ٹھانے کی کوشش نہ کرو“ بیرشر نے سختی کے لمبے میں کہا
”و تمہاری کل قابلِ اوار قوم کس قدر تھیں؟“

”جناب تیس ہزار پونڈ“ مسٹر فارپن نے کسی طرح اس بلا کو ٹھانے کی نیت سے کہا۔
”یہ سوچ کی قسم! اور یہ شخص تو کچھ بد معاش ثابت ہوا ہے؟ کپتان اولیڈر بس نے اتنے بند لمبے میں کہا کہ دونوں کسٹرن جو تک پڑے۔ یہ دیکھ کر ہائے جنگجو افسر نے چھت میں بنے ہوئے روشن کی طرف اس طرح ٹپکی باندھ لی۔ گویا وہ اپنے خیالات میں محو ہے۔ اور اُس نے عدالت کی کارروائی میں ذرا بھی مداخلت نہیں کی۔

مسٹر کچر بریٹ اب یہ دیکھ کر کہ دونوں کسٹرن یہاں ہیں اس موقع سے پورے طور پر تانہ اٹھانے کی نیت سے کہنے لگا ”اچھا مسٹر فارپن! اپنے پیشمار انفرادی اور کئی تاجرانہ دیوالوں میں ... دیکھو میرے قطع کلام کی کوشش نہ کرو۔۔۔ مجموعی طور پر ان تیس ہزار پونڈ کے عوض جو تمہارے ذمہ واجب الادا تھے۔ ہم نے صرف دوپنس مین

نارنگ کی پونڈ کے حساب اپنے قرضہ اہوں کا مطالبہ ادا کیا۔ میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس واقعہ کو نوٹ کر لے۔ اس کے علاوہ سٹیرفاپرٹن تھا را بیان یہ ہے کہ تم نے میرے موکل زید دیوالہ کی ایک ہزار پونڈ کی سہٹیوں کا روپیہ ادا کیا۔ میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں وہ اس بات کا بھی نوٹ کر لے۔“

اس تاکید کے بعد اب کشنروں کے لئے اس کے سوا چارہ کار تھا۔ کہ وہ فاضل وکیل کے کہنے کے مطابق کوئی بات نوٹ کریں۔ مگر انہوں نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ہر دو امور درج کر لئے گئے ہیں۔ یہ کیا کہ جو کشنر سورا تھا۔ اس نے اپنی نوٹ کیس ایک ٹری ترجمہ کی گئی تھی۔ بعد دوسرے کے کپتان اوپنڈر بس کے چہرہ کا ایک معمولی سا خاکہ تیار کیا کیونکہ کشنر سلیبی کو فن تصویف میں خاص جمل تھا۔ اس کے بعد دونوں کشنروں نے اس انداز سے فلم رکھ دیے۔ اور ایسی سنجیدہ صورت بنا کر پیش کئے کہ گویا انہوں نے حقیقت میں باعناط طریق پر ان باتوں کو نوٹ کر لیا ہے۔

مشیر کجیر بریف نے پھر مخالف قرضہ واہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ”اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے شخص زید دیوالہ کو اس کی ایک ہزار پونڈ کی سہٹی کے عوض کس قدر نقد دی؟“

”جناب یہ بات اتنی پرانی ہے کہ مجھے...“

”تم اس کا حلف لینے کو تیار ہو کہ تم نے اسے دو سو پونڈ نہیں دیئے؟“ فاضل وکیل نے بے صبری سے کہا۔

”جی ہاں میں اس کا حلف لینے کو تیار ہوں۔“

”اور اس بات کا بھی حلف لینے کے لئے تیار ہو کہ چار سو پونڈ ادا نہیں کئے؟“ یہ کہتے ہوئے مشیر کجیر بریف نے خوفناک استغلا کا اظہار کیا۔

”میں... میں ٹھیک طور پر نہیں کہہ سکتا۔“ وزی نے جو لمحہ بہ لمحہ زیادہ مضطرب ہو رہا تھا۔ رکتے رکتے جواب دیا۔

”کیا تم اس بات کا حلف لینے ہو کہ تم نے اسے اس سہٹی کے عوض ۳۲۰ پونڈ نقد ادا نہیں کئے؟“ مشیر کجیر بریف نے پوچھا۔

”جی ہاں یہی رقم میں نے ادا کی تھی۔“ سٹیرفاپرٹن نے رکتے رکتے کہا۔

”یہ رقم تم نے ادا کی تھی! چچا اب تم فاضل کشنران عدالت کو یہ بتاؤ۔ کہ اس نقد

رقم کے علاوہ تم نے زیر دیوالہ شخص کو اس کی بندھی کے عوض اور کیا دیا؟
 ”جناب ۳۲۰ پونڈ بنتہ ۲۰۰ م کی شراب تصویریں اور اسی قسم کی اور چیزیں“
 ”مگر یہ تو سب کچھ صرف ۴۰ پونڈ ہوئے۔ باقی رقم کس صورت میں ادا کی گئی تھی؟“
 ”... پونڈ کٹوتی کے ہوئے...“

”اچھا ایک سو پونڈ کٹوتی کے اس کے علاوہ...؟“
 ”... پونڈ کمیشن کے اور...“

”... پونڈ کمیشن کے بھی شمار کر لو مگر ایک سو کی رقم پھر باقی رہ جاتی ہے“ فاضل وکیل
 نے بڑی تیزی سے کہا ”اب اس سو پونڈ کی تفصیل بھی بیان کر دو۔ اور خیردار جو جواب دو۔
 وہ بالکل درست ہو۔ کیونکہ تم فاضل کشتران عدالت کے روبرو بیان
 دے رہے ہو“

درزی بہت پریشان ہو کر کہنے لگا ”جناب باقی ایک سو پونڈ بونس کے تھے“
 ”بس کافی ہے۔ اب تم کٹہرہ سے نکل آؤ“ مسٹر کچر بریف نے فاضل کشتروں کی
 طرف اہمیت نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ گویا وہ ان کے دل پر یہ اثر پیدا کرنا چاہتا تھا۔
 کہ میں نے تج ایک سلسلہ بے معاش کی پردہ درسی کی ہے۔

اب مسٹر بنی ویل کھڑا ہوا۔ اور اس نے شخص زیر دیوالہ کے خلاف ایک زوردار تقریر
 کی یہ تقریر اتنی پرجوش تھی کہ اگر کوئی ایسا شخص جو انگلستان کی عدالت ہائے انصاف کے
 طریقوں سے بے خبر ہو اس کو سنتا تو یہی سمجھتا کہ اس شخص کو زیر دیوالہ شخص یعنی فرینک کرش
 کے خلاف سخت ذاتی عناد ہے۔ حالانکہ یہ سارا بوش و خروش... یہ تیزی بیان
 اور یہ پرجوش فصاحت صرف دو پونڈ قیمت رکھتی تھی۔ کیونکہ اس کے موکل مسٹر گلسی
 فائرن نے ہی بنیس ادا کی تھی۔ تقریر نہایت ارزاں تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ فاضل وکیل
 نے فرینک کرش کو کم از کم چھ ماہ کے لئے جیل خانہ میں بھجوانے کی خاطر انتہا درجہ جوش کا
 اظہار کیا۔ اس کے چہرہ سے پسینہ بہ رہا تھا۔ وہ دیوانوں کی طرح اشارے کرتا
 تھا۔ اور اس زور سے ہاتھ ملاتا کہ دیکھنے والے پر اثر ہونا یقینی تھا۔ مجموعی طور پر ہم
 کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر بنی ویل نے جس زور کی تقریر کی اس سے مسٹر گلسی فائرن کا
 اطمینان ہو گیا۔ کہ مجھے اپنے دو پونڈ کا پورے طور سے معاوضہ مل گیا ہے۔

اس پر جوش تقریر کے دوران میں کپتان اولینڈر بس مشکل اپنے جوش کو ضبط کر سکا۔ مسٹر ملی ویل بیرشر کی یہ قصہ مصیبت تھی کہ کسی موکل کی صفائی کرتے وقت وہ اپنی قابیلیت کا اتنا اظہار نہ کر سکتا تھا۔ جیسے کسی کی مخالفت کرتے وقت۔ چنانچہ جب وقت اس کے منہ سے پے در پے فرنیک کرش کے خلاف توہین آمیز کلمات ادا ہوئے تو جنگجو کپتان انہیں شکر اتنے جوش میں آیا کہ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے منہ سے حیاگ برہے ہیں۔ وہ اپنے غصہ کو قابو میں رکھنے میں صرف اس خیال سے کامیاب ہوا۔ کہ مسٹر کچر بریف اپنی تقریر میں ان سارے اعتراضات اور بدگامیوں کا مقول جواب دے گا۔ آخر مسٹر ملی ویل تقریر کر کے بیٹھ گیا۔ تو کپتان نے کسی قدر بلند آواز سے کہا: ”خون اور قناعت کی قسم اگر میرے دوست کو دوبارہ بچہ میں بھیجا گیا۔ تو میں تمہارے بدن کی ایک ٹہنی ثابت نہ چھوڑوں گا۔“

اتنے میں مسٹر کچر بریف اپنے موکل یعنی فرنیک کرش کی صفائی کے لئے کھڑا ہوا اس کے نزدیک اس کی بہترین صفائی یہ تھی کہ مخالفت قرضخواہ کو بطلیت اور بدباض ظاہر کرے۔ چنانچہ اس نے مسٹر گلسی ٹاپرٹن کے خلاف اس قدر بدنامی اٹھانا شروع کیا۔ کہ وہ غریب ان باتوں کو سن سن کر سناٹے میں آگیا۔ پہل صفائی نے اس کے بے شمار دیوانوں کو اس کی اخلاقی پستی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔ اور ہڈی کا روپیہ ادا کرنے کے معاملہ میں کٹائی کمیشن اور بونس کے سوال پر سخت اظہار نفرت کیا۔ جسے کہ مسٹر ٹاپرٹن کو اپنے دل سے کہنا پڑا: ”مجھے گمان ہو چلا ہے۔ میں حقیقت میں ایک نہایت بے اصول اور بدعاش شخص ہوں۔ بہر حال میری بد اخلاقی اس قدر صفائی سے کبھی واضح نہ کی گئی تھی۔ جیسی آج ہوئی ہے۔“

ادھر کپتان اولینڈر بس کو پہل صفائی کی تقریر سن کر غمشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ جو کچھ مسٹر ملی ویل نے کہا۔ وہ تو اسے باطل ٹھول گیا۔ مگر مسٹر کچر بریف کی تقریر نے ایسا اثر کیا۔ کہ وہ کہہ کہنے لگتا تھا دو سیورج کی قسم اس نے بہتر صفائی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس کے یہ کلمات اگرچہ بلند آواز سے کہے جاتے تھے۔ تاہم کپٹن کی زوردار تقریر میں وہ کسی کو سسٹ صفائی نہ دیکھتا تھا۔

مشرقیہ کرٹس اس کی بے فکر طبیعت کو مسٹر ملی ویل کی مخالفتانہ تقریر سے چنداں رنج نہ ہوا تھا۔ البتہ جب
مشرکچہ ریفٹ نے حیرت زدہ درزی کے خلاف اپنی غیر ہوش تقریر شروع کی تو یہ جی اسے سن کر مسکراتا تھا
جب صفائی کی کارروائی ختم ہو چکی۔ تو دونوں فاضل کشران پچسہر ہسپتال میں گئے
پاتیس مقدمہ پیش آمد سے اتنی ہی بے تعلق تھیں جیسے معاملات چین سے۔ مگر ان چند منٹ کی
باتوں کے بعد کشر سلیبی نے عدالت کا فیصلہ سنا اور دیر ہی بچھا۔ چنانچہ وہ غیر معمولی اہمیت
اور شجاعت کی گواہی اختیار کر کے کہنے لگا۔ ”دیوالیہ شخص یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تم آج تک فضول
خرچی اور طاقت کی زندگی بسر کرتے رہے ہو جسے روکنا ضروری ہے۔ مگر چند کہ تمہیں اپنے
قال چپا سے معقول وظیفہ ملتا تھا۔ مگر تم بے فکری سے بے شمار زمینیں قرض حاصل کرتے رہے
اور محبت نہیں کہہ کر کسٹور فیلڈٹ۔ نہ تمہاری فضول خرچی کی وجہ سے ہی وظیفہ دینا بند کر دیا ہو یا
حالات میں عدالت کی یہ رائے ہے کہ کچھ تو زمانہ ماضی کی سزا اور کچھ زمانہ آئندہ کی تنبیہ
کے طور پر نہیں ایک محدود عرصہ کے لئے ضرور زیر حراست رکھا جائے۔ پس حکم دیا جاتا ہے
کہ مخالف قرضخواہ مشرفا پٹن کی عرضی کی بنا پر پچیس عرصہ پانچ ماہ تک زیر حراست رکھا جائے
اب کپتان او بلنڈرٹس سے ضبطانہ ہو سکا۔ اور وہ زور سے چلا کر کہنے لگا۔ ”یسوع کی قسم
گئے سرہ لے بیٹھے پاجیہ ٹھیر تو جاؤ۔ میں تمہاری خبر لئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔“

عدالت کا چیراسی ہر چند کہ جنگجو آتش کپتان سے بہت ڈرتا تھا۔ مگر عدالت کی ایسی
صریح بے حسرتی کو دیکھی نظر انداز نہ کر سکا۔ چنانچہ اس نے چلا کر کہا۔ ”خاموش رہو یہ کیا بکواس ہو
اور اس کے ساتھ ہی کپتان کی طرف بڑھ کر اس نے اس کو گریبان سے بکڑ لیا۔ اور اخبارات
کی اصطلاح میں آج عدالت میں عظیم سنسنی پیدا ہو گئی۔ لیکن گورنر او بلنڈرٹس ایسا آدمی نہ
تھا۔ کہ کوئی اس پر حملہ کرے اور وہ خاموش رہے۔ اس نے ایک ٹھنڈے سے چیر اسی کو گواہ کر اس کے
اد پر ہر مشرک لکسی فاٹن کو بھی گواہ کیا اور اس کے بعد تیزی سے قدم اٹھاتا مگر عدالت سے باہر
نکل گیا کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی۔ کہ اسے جاملے سے روکنا۔

اس کے چند منٹ بعد فریک کرٹس اور وہ پیادہ جو اس کے ہمراہ تھا۔ یہ دونوں اس کے ایک
شراب خانہ میں جا ملے۔ اور وہاں ہر پہلو سے اس کے مشرکوں اور شوقین شیشہ کی تخلیق میں غم
غلط کرنے کے لئے اتنی شرب پی۔ کہ آخر کار ایک کراہی کی گاڑی میں لے کر کنگ پورج سے قید خانہ
بہرہ ہوئی۔

سلسلہ ثانی کی بارہویں جلد ختم ہوئی

مغرب کے بہترین ناولوں کے بہترین ترجمے

ولیم لکس کے ناول

منزل مقصود۔ اس مصنف کے بہترین ناول "ہٹاپ" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ ولایت کے سربراہان اور اخباروں نے کھلے دل سے اس ناول کی تعریف کی ہے۔ بڑا ہی پراسرار اور حیرت خیز ناول ہے ۲۵۰ صفحے مجذوبیت کا۔

مارس لیبلانک کے ناول

خونی ہیرا۔ اس مصنف کے لاجواب ناول "دی ایرٹ آف آرمین لوپن" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ اس ناول میں کانن ڈائل کے سر افسران شرلاک ہلمز اور نامی چو آرمین لوپن کا مقابلہ دکھایا ہے۔ بڑا ہی دلنریب ناول ہے ۱۶۹ صفحے قیمت ۴/۶

شریف بد معاش۔ اس مصنف کے ناول "دی کنفیشن آف آرمین لوپن" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ اس میں آرمین لوپن کے حیرت خیز کارناموں کا حال درج ہے قیمت ۱۲/۰

سر آرمین لوپن کے ناول

فلج یورپ (یا سرار در بار نیولین) اس مصنف کے انگریزی ناول "میکل برنک" کا ترجمہ مولوی رفیع خاں ایم۔ اے کے قلم سے نیولین عظیم کے زمانہ عروج کے متعلق یہ ناول بہت دلچسپ ہے قابل دید ۱۴۴ صفحے قیمت ۴/۶

خونتابہ عشق۔ اس مصنف کے انگریزی ناول "سٹڈی ان سکارلٹ" کا ترجمہ پروفیسر فیروز الدین اہم۔ اے۔ بی کے قلم سے شرلاک ہلمز کی سر افسرانی کا حیرت خیز کارنامہ ۱۶۹ صفحے قیمت ۴/۶

حکایات شرلاک ہلمز۔ اس مصنف کے انگریزی ناول "ایڈ ونچرس آف شرلاک ہلمز" کا ترجمہ پروفیسر فیروز الدین صاحب مراد ایم۔ اے کے قلم سے شرلاک ہلمز کے مشہور کارناموں کا مجموعہ ۱۲۱۲ صفحے۔

ہینالڈ سس کے ناول

باپ کا قاتل۔ اس مصنف کے زبردست ناول "پیری سائیل" کا ترجمہ منشی شمیم الدین صاحب بلہری قدس سے جس میں بدی اور بدکاری کا مروج فرسا انجام عبرت خیز پیرایہ میں دکھایا ہے ۲۵۰ صفحے قیمت ۴/۶

سرگزشت۔ اس مصنف کے ناول "میری پائس" کا ترجمہ منشی نواز علی کے قلم سے جس میں ایک بیلوہ نے اپنے سبق آموز حالات زندگی بڑے دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے ہیں ۱۳۰۴ صفحے قیمت ۴/۶

لال برادر اس کے پار سنسر دو نوٹ لکھا لاٹو

فسانہ لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲ جلدوں میں

از منشی تیرقہ نام صاحب فیروز پوری

ریٹائٹس کے سرکار ناول سٹریٹ آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یالیوں کہنا چاہیے کہ دو جدا گانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا کیٹر انگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سرگرمی کے اعتبار سے یہ سلسلہ ۱۰۰ اگر ممکن سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے

اس سلسلہ کی ایک تیاری خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور سفاقت کا جوہر موجود ہو۔ اور خدا سے نیکی کی توفیق جسے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکہ صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ میر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کہے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ فیمنٹ اس داستان میں سیکرٹوں نے کیٹر ٹرائل کے لئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جن کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضمانت ۶۶۶۶ صفحوں سے زیادہ قیمت ۱۱/۱۱ محض لڈاک الگ۔

جدا جہاں بھی طلب کیے جاسکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲/۱۲ علاوہ محض لڈاک ہے۔

لال برادر س ما پار سنٹر روڈ ٹولکھا لاہور

پیشادرس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات قیمت
مستر نیکوٹ لندن (سلسلہ اول)	خانہ لندن (۱ حصہ)	منشی تیرتہ رام صاحب فیروز پوری	۲۳۲۸ ۱۲ روپے
	(سلسلہ ثانی)		۲۲۶۵ ۱۲ روپے
پیری سائڈ	باپ کا قاتل (۱ حصہ)	منشی شمیم الدین صاحب بہری	۵۲۵ ۱۲ روپے
نیکوٹرس	سوزن عشق	بندت شبنم ناتھ صاحب بہرہ	۵۱۹ ۱۲ روپے
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۸ ۱۲ روپے
فاسطہ	فریب جن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰ ۱۲ روپے
مے ڈائن	شکت دل	مسٹر بی ایم کار	۱۳۶ ۱۲ روپے
میل یا سارا آف سنگریلیا	خانہ الدین دہلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۶ ۱۲ روپے
روزنامہ	بخت فرنگ	منشی رام نارائن صاحب	۵۱۷ ۱۲ روپے
مارگٹ	مارگٹ	منشی گر جاسٹھا صاحب بی۔ سی	۱۵۸ ۱۲ روپے
عمر	عمر پاشا (۲ حصہ)	منشی غلام قادر صاحب فصیح بیگ کوٹی	۵۰۳ ۱۲ روپے
سی جوس ہاؤس	سیاہی کی دہن	ڈاکٹر کشمیت صاحب عابد	۱۴۲ ۱۲ روپے
روزنامہ لبرٹ	روزنامہ لبرٹ (۲ حصہ)	منشی جے نارائن صاحب وٹارنگھنوی	۳۵۶ ۱۲ روپے
نیکوٹ وینسر	اسرار (۲ حصہ)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۵ ۱۲ روپے
ویگنڈی ویرولف	ویگنڈی ویرولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۵ ۱۲ روپے
ماسٹر ٹوہینز بک کس	دھوکا یا طلسماتی فائوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱ ۱۲ روپے
کینتھ	پاداش گل (۵ حصہ)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰ ۱۲ روپے
میری پرائیس	سرگزشت (۴ حصہ)	منشی نواز علی صاحب	۱۱۱۰ ۱۲ روپے
الفرڈ	شاد کام	منشی اج حسین خاٹا صاحب مرحوم	۲۱۰ ۱۲ روپے
نوزائ دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔ سی مرحوم	۲۱۰ ۱۲ روپے
نیکوٹ چن	شام جوانی (۲ حصہ)	منشی نوبت اللہ صاحب نظرنگھنوی	۴۰۰ ۱۲ روپے
قشرین	نیزنگ	سی۔ ایچ۔ شاہ صاحب نگھنوی	۹۵ ۱۲ روپے

لال برادر رس کے پار سنسر وڈ نوٹ لکھا لاہور

جارج شمیم بریں لاہور میں باہتمام لالہ امیر داس رینٹر جمعیہ

